

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا لهذا الذي كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله

بسم الله الرحمن الرحيم



# فہرست جلد چہارم غایۃ الاطار ترجمہ و التما

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵	کتاب الحجۃ	۱	کتاب الحجۃ
۴۰	یعنی نصف توی سومانعت شرعی کو کسی اشیا صریحہ کو نہ لانا اور نہ ہی	۹	یعنی شیکہ اور نوکری اور مزدوری اور کر ایسے احکام
۹۱	فصل فی البکاح یعنی مرد و عورت کے بائع و بیعہ ذکر	۱۲	جس عمل میں نقص ہو و ان عادت کا اعتبار ہے۔
۱۰۲	کتاب النکاح	۲۵	باب الحجۃ من الحجۃ و ما یكون من خلافها
۱۱۳	یعنی غلام اور نابالغ کو اجابت تجلیات وغیرہ دینے کے احکام	۳۱	یعنی جو اجارہ درست ہو اور حسین اختلاف ہے
۱۲۱	کتاب النکاح	۳۵	باب الحجۃ القاسدۃ یعنی اجارہ فاسد کے احکام
۱۲۳	یعنی چیز کے چین لینے کے احکام	۴۱	حرمت اجرت جفتی حیوانات و مال متعلقات و فوہر کران و غیرہ
۱۲۵	فصل فی البکاح	۵۲	نوازل و جواز نوکری تسلیم قرآن و فقہ و اہل
۱۳۲	کتاب النکاح	۵۵	کتاب النکاح
۱۳۷	یعنی شفعہ کے احکام	۵۸	یعنی دوس غلام کے حکام جبکہ مولیٰ نے یہ کہہ دیا کہ مال تو تو آزاد
۱۴۳	کتاب النکاح	۶۳	کتاب النکاح
۱۴۷	کتاب النکاح	۶۴	کتاب النکاح
۱۵۲	کتاب النکاح	۶۵	کتاب النکاح
۱۶۳	کتاب النکاح	۶۶	کتاب النکاح
۱۶۷	کتاب النکاح	۶۷	کتاب النکاح
۱۷۱	کتاب النکاح	۶۸	کتاب النکاح
۱۷۵	کتاب النکاح	۶۹	کتاب النکاح
۱۷۹	کتاب النکاح	۷۰	کتاب النکاح
۱۸۳	کتاب النکاح	۷۱	کتاب النکاح
۱۸۷	کتاب النکاح	۷۲	کتاب النکاح
۱۹۱	کتاب النکاح	۷۳	کتاب النکاح
۱۹۵	کتاب النکاح	۷۴	کتاب النکاح
۱۹۹	کتاب النکاح	۷۵	کتاب النکاح
۲۰۳	کتاب النکاح	۷۶	کتاب النکاح
۲۰۷	کتاب النکاح	۷۷	کتاب النکاح
۲۱۱	کتاب النکاح	۷۸	کتاب النکاح
۲۱۵	کتاب النکاح	۷۹	کتاب النکاح
۲۱۹	کتاب النکاح	۸۰	کتاب النکاح
۲۲۳	کتاب النکاح	۸۱	کتاب النکاح
۲۲۷	کتاب النکاح	۸۲	کتاب النکاح
۲۳۱	کتاب النکاح	۸۳	کتاب النکاح
۲۳۵	کتاب النکاح	۸۴	کتاب النکاح
۲۳۹	کتاب النکاح	۸۵	کتاب النکاح
۲۴۳	کتاب النکاح	۸۶	کتاب النکاح
۲۴۷	کتاب النکاح	۸۷	کتاب النکاح
۲۵۱	کتاب النکاح	۸۸	کتاب النکاح
۲۵۵	کتاب النکاح	۸۹	کتاب النکاح
۲۵۹	کتاب النکاح	۹۰	کتاب النکاح
۲۶۳	کتاب النکاح	۹۱	کتاب النکاح
۲۶۷	کتاب النکاح	۹۲	کتاب النکاح
۲۷۱	کتاب النکاح	۹۳	کتاب النکاح
۲۷۵	کتاب النکاح	۹۴	کتاب النکاح
۲۷۹	کتاب النکاح	۹۵	کتاب النکاح
۲۸۳	کتاب النکاح	۹۶	کتاب النکاح
۲۸۷	کتاب النکاح	۹۷	کتاب النکاح
۲۹۱	کتاب النکاح	۹۸	کتاب النکاح
۲۹۵	کتاب النکاح	۹۹	کتاب النکاح
۲۹۹	کتاب النکاح	۱۰۰	کتاب النکاح

مضمون  
کتاب الحظر والایجاب

یعنی مکروہ و حرام و مباح چیزیں دیکھا جائے  
فصل فی اللبش یعنی لباس کو نسا جائز و نہ جائز کو نشانہ  
فصل فی النطش و المسح یعنی پکینا اور نہ پکینا کو نسا جائز و نہ جائز کو نشانہ  
باب الاستیجار و غیرہ یعنی نوکری خریدنے کی حد و غیرہ کا نظارہ کرنا وغیرہ  
بوسہ کی پانچ قسمیں ہیں  
فصل فی البسیم یعنی کونسی چیز واکلی میں دشر اگر وہ  
و کلام سمجھ  
پکینے لگانا حیوانات کی پڑھی استعمال عورت کے دودھ کا ناس لینا  
تھپہ خوانی تین طرح پر ہے  
چار چیزوں کا دفن کرنا جائز ہے  
اتساع مسلم  
پانچ شخصوں کی عیبت مباح ہے  
فضائل صلہ رحم  
خط کے سلام کو پڑھ کر جواب دینا واجب ہے  
زیارت قبور  
وسمہ کا خضاب کرنا و نہ کرنا  
وصیت کا طریق  
اصول طلاق کے دہل ہیں

یعنی عین غیر ملکہ غیر فرود کو طلاق نہایت کرنا  
فصل فی اللبش بپ یعنی کپڑے پہننے اور نہ پہننے  
کافی پانچ کی باری کے احکام ہیں  
تہا و الاشیاء  
یعنی اگر کسی نے کسی کو نسا جائز و نہ جائز کو نشانہ  
پکینا اور نہ پکینا کو نسا جائز و نہ جائز کو نشانہ  
نوکری خریدنے کی حد و غیرہ کا نظارہ کرنا وغیرہ  
بوسہ کی پانچ قسمیں ہیں  
کونسی چیز واکلی میں دشر اگر وہ  
کلام سمجھ  
پکینے لگانا حیوانات کی پڑھی استعمال عورت کے دودھ کا ناس لینا  
تھپہ خوانی تین طرح پر ہے  
چار چیزوں کا دفن کرنا جائز ہے  
اتساع مسلم  
پانچ شخصوں کی عیبت مباح ہے  
فضائل صلہ رحم  
خط کے سلام کو پڑھ کر جواب دینا واجب ہے  
زیارت قبور  
وسمہ کا خضاب کرنا و نہ کرنا  
وصیت کا طریق  
اصول طلاق کے دہل ہیں

مضمون  
کتاب الرهن

باب ما یجوز ان یتھانہ و ما لا یجوز یعنی جو چیز وگا کر دیتا جائز و جو نہ جائز  
باب الرهن یوضعه علی دین یعنی اگر چیز کو مستبر آدمی کے پاس رکھنا  
باب النضر فی الرهن یعنی اگر چیز میں راسن کا قصرت کرنا  
فصل فی مسائل متفرقة یعنی متفرق مسالوں کے ذکر ہیں

کتاب الجنايات

یعنی قصاص نفس و دہ اعضا کے مسائل کے ذکر ہیں  
فصل فیما یوجب القود و ما لا یوجب یعنی  
یعنی ان افعال کے ذکر ہیں جو قصاص کے موجب ہیں و جو نہیں ہیں  
باب القود فیما دون النفس  
یعنی جان سے کمتر چیز مثلاً ماتھ یا نوہ غیرہ کا عوض لینے ہیں  
فصل فی القود فیما دون النفس  
باب الشہادۃ فی القتل یعنی قتل کی گواہی دینے کے احکام

کتاب الذیاب

یعنی حوال کر جان کے عوض دینا پڑھو آہ اعضا کے عوض میں سوا مسال  
تقاعدہ کلیہ زیت اعضا  
فصل فی الشجایح یعنی زخم مر اور چہرہ کے بیان ہیں  
فصل فی الجنايات یعنی اگر ضرب ہو یا کچل یا کچل کر ہلاک کرنا  
باب ما یجوز ان یتھانہ و ما لا یجوز یعنی جو چیز وگا کر دیتا جائز و جو نہ جائز

یعنی اگر کسی نے کسی کو نسا جائز و نہ جائز کو نشانہ  
پکینا اور نہ پکینا کو نسا جائز و نہ جائز کو نشانہ  
نوکری خریدنے کی حد و غیرہ کا نظارہ کرنا وغیرہ  
بوسہ کی پانچ قسمیں ہیں  
کونسی چیز واکلی میں دشر اگر وہ  
کلام سمجھ  
پکینے لگانا حیوانات کی پڑھی استعمال عورت کے دودھ کا ناس لینا  
تھپہ خوانی تین طرح پر ہے  
چار چیزوں کا دفن کرنا جائز ہے  
اتساع مسلم  
پانچ شخصوں کی عیبت مباح ہے  
فضائل صلہ رحم  
خط کے سلام کو پڑھ کر جواب دینا واجب ہے  
زیارت قبور  
وسمہ کا خضاب کرنا و نہ کرنا  
وصیت کا طریق  
اصول طلاق کے دہل ہیں

صفحہ ۲۸۵

مضمون

کتاب المعاقل

یعنی دیت میں برادری کے طرح معتبر ہو گا ہے

کتاب الوصایا

۲۹۲

یعنی وصیتوں کے احکام

تفسیر مرض موت یعنی جس بیماری میں موت سبب ہو جائے

۲۰۱

ان ذہن میں ہونا کہ وہ کون سی ہے

باب الوصیۃ بالمال یعنی شادی کی وصیت کے حکام

۲۰۲

باب الیقین فی المرض یعنی مرض موت میں آزاد کرنا کا ذکر

۲۱۳

باب الوصیۃ بالآقا یا سب و غیرہ

۲۱۶

یعنی مرثیہ داروں وغیرہم کے لئے وصیت کر نیکے احکام

۲۱۷

سید ہونا انکی طرف سے معتبر نہیں

۲۱۸

فقہ اور متفقہ میں کیا فرق ہے

۲۲۱

باب الوصیۃ بالحدائق والشجرۃ

۲۲۲

یعنی خدمت غلامانہ سکونت مکان اور زمینوں کے پہلوں کی وصیت کا

۲۲۳

فصل فی وصایا الذی فیہ وحقیقہ کا یعنی ذمی وغیرہ

۲۲۵

کے وصیت کر نیکے احکام

باب الوصیۃ یعنی بیٹے کے وصیت پر اگر نیکو کہ جائے

۲۲۶

اد سکے احکام

فصل فی شہادۃ الاوصیاء و عیون کواری کے بیان میں

۲۲۷

کتاب الخشی

۲۲۸

یعنی جس شخص میں مرد عورت دونوں کی علامت ہوا اسکے احکام

۲۲۹

مسائل ششی یعنی متفرق مسائل سب کتاب کے

۲۳۰

احکام اربعہ

۲۳۱

ذکر بیبا کا جو غنوں پیدا ہوئے

۲۳۲

۱۵۹

۱۶۰

۱۶۱

۱۶۲

۱۶۳

۱۶۴

۱۶۵

۱۶۶

۱۶۷

۱۶۸

۱۶۹

۱۷۰

۱۷۱

۱۷۲

۱۷۳

۱۷۴

۱۷۵

۱۷۶

۱۷۷

۱۷۸

۱۷۹

۱۸۰

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

۱۹۹

۲۰۰

۲۰۱

۲۰۲

۲۰۳

۲۰۴

۲۰۵

۲۰۶

۲۰۷

۲۰۸

۲۰۹

۲۱۰

۲۱۱

۲۱۲

۲۱۳

۲۱۴

۲۱۵

۲۱۶

۲۱۷

۲۱۸

۲۱۹

۲۲۰

۲۲۱

۲۲۲

۲۲۳

۲۲۴

۲۲۵

۲۲۶

۲۲۷

۲۲۸

۲۲۹

۲۳۰

۲۳۱

۲۳۲

۲۳۳

۲۳۴

۲۳۵

۲۳۶

۲۳۷

۲۳۸

۲۳۹

۲۴۰

۲۴۱

۲۴۲

۲۴۳

۲۴۴

۲۴۵

۲۴۶

۲۴۷

۲۴۸

۲۴۹

۲۵۰

۲۵۱

۲۵۲

۲۵۳

۲۵۴

۲۵۵

۲۵۶

۲۵۷

۲۵۸

۲۵۹

۲۶۰

۲۶۱

۲۶۲

۲۶۳

۲۶۴

۲۶۵

۲۶۶

۲۶۷

۲۶۸

۲۶۹

۲۷۰

۲۷۱

۲۷۲

۲۷۳

۲۷۴

۲۷۵

۲۷۶

۲۷۷

۲۷۸

۲۷۹

۲۸۰

۲۸۱

۲۸۲

۲۸۳

۲۸۴

۲۸۵

۲۸۶

۲۸۷

۲۸۸

۲۸۹

۲۹۰

۲۹۱

۲۹۲

۲۹۳

۲۹۴

۲۹۵

۲۹۶

۲۹۷

۲۹۸

۲۹۹

۳۰۰

۳۰۱

۳۰۲

۳۰۳

۳۰۴

۳۰۵

۳۰۶

۳۰۷

۳۰۸

۳۰۹

۳۱۰

۳۱۱

۳۱۲

۳۱۳

۳۱۴

۳۱۵

۳۱۶

۳۱۷

۳۱۸

۳۱۹

۳۲۰

۳۲۱

۳۲۲

۳۲۳

۳۲۴

۳۲۵

۳۲۶

۳۲۷

۳۲۸

۳۲۹

۳۳۰

۳۳۱

۳۳۲

۳۳۳

۳۳۴

۳۳۵

۳۳۶

۳۳۷

۳۳۸

۳۳۹

۳۴۰

۳۴۱

۳۴۲

۳۴۳

۳۴۴

۳۴۵

۳۴۶

۳۴۷

۳۴۸

۳۴۹

۳۵۰

۳۵۱

۳۵۲

۳۵۳

۳۵۴

۳۵۵

۳۵۶

۳۵۷

۳۵۸

۳۵۹

۳۶۰

۳۶۱

۳۶۲

۳۶۳

۳۶۴

۳۶۵

۳۶۶

۳۶۷

۳۶۸

۳۶۹

۳۷۰

۳۷۱

۳۷۲

۳۷۳

۳۷۴

۳۷۵

۳۷۶

۳۷۷

۳۷۸

۳۷۹

۳۸۰

۳۸۱

۳۸۲

۳۸۳

۳۸۴

۳۸۵

۳۸۶

۳۸۷

۳۸۸

۳۸۹

۳۹۰

۳۹۱

۳۹۲

۳۹۳

۳۹۴

۳۹۵

۳۹۶

۳۹۷

۳۹۸

۳۹۹

۴۰۰

۴۰۱

۴۰۲

۴۰۳

۴۰۴

۴۰۵

۴۰۶

۴۰۷

۴۰۸

۴۰۹

۴۱۰

۴۱۱

۴۱۲

۴۱۳

۴۱۴

۴۱۵

۴۱۶

۴۱۷

۴۱۸

۴۱۹

۴۲۰

۴۲۱

۴۲۲

۴۲۳

۴۲۴

۴۲۵

۴۲۶

۴۲۷

۴۲۸

۴۲۹

۴۳۰

۴۳۱

۴۳۲

۴۳۳

۴۳۴

۴۳۵

۴۳۶

۴۳۷

۴۳۸

۴۳۹

۴۴۰

۴۴۱

۴۴۲

۴۴۳

۴۴۴

۴۴۵

۴۴۶

۴۴۷

۴۴۸

۴۴۹

۴۵۰

۴۵۱

۴۵۲

۴۵۳

۴۵۴

۴۵۵

۴۵۶

۴۵۷

۴۵۸

۴۵۹

۴۶۰

۴۶۱

۴۶۲

۴۶۳

۴۶۴

۴۶۵

۴۶۶

۴۶۷

۴۶۸

۴۶۹

۴۷۰

۴۷۱

۴۷۲

۴۷۳

۴۷۴

۴۷۵

۴۷۶

۴۷۷

۴۷۸

۴۷۹

۴۸۰

۴۸۱

۴۸۲

۴۸۳

۴۸۴

۴۸۵

۴۸۶

۴۸۷

۴۸۸

۴۸۹

۴۹۰

۴۹۱

۴۹۲

۴۹۳

۴۹۴

۴۹۵

۴۹۶

۴۹۷

۴۹۸

۴۹۹

۵۰۰

۵۰۱

۵۰۲

۵۰۳

۵۰۴

۵۰۵

۵۰۶

۵۰۷

۵۰۸

۵۰۹

۵۱۰

۵۱۱

۵۱۲

۵۱۳

۵۱۴

۵۱۵

۵۱۶

۵۱۷

۵۱۸

۵۱۹

۵۲۰

۵۲۱

۵۲۲

۵۲۳

۵۲۴

۵۲۵

۵۲۶

۵۲۷

۵۲۸

۵۲۹

۵۳۰

۵۳۱

۵۳۲

۵۳۳

۵۳۴

۵۳۵

۵۳۶

۵۳۷

۵۳۸

۵۳۹

۵۴۰

۵۴۱

۵۴۲

۵۴۳

۵۴۴

۵۴۵

۵۴۶

۵۴۷

۵۴۸

۵۴۹

۵۵۰

۵۵۱

۵۵۲

۵۵۳

۵۵۴

۵۵۵

۵۵۶

۵۵۷

۵۵۸

۵۵۹

۵۶۰

۵۶۱

۵۶۲

۵۶۳

۵۶۴

۵۶۵

۵۶۶

۵۶۷

۵۶۸

۵۶۹

۵۷۰

۵۷۱

۵۷۲

۵۷۳

۵۷۴

۵۷۵

۵۷۶

۵۷۷

۵۷۸

۵۷۹

۵۸۰

۵۸۱

۵۸۲

۵۸۳

۵۸۴

۵۸۵

۵۸۶

۵۸۷

۵۸۸

۵۸۹

۵۹۰

۵۹۱

۵۹۲

۵۹۳

۵۹۴

۵۹۵

۵۹۶

۵۹۷

۵۹۸

۵۹۹

۶۰۰

۶۰۱

۶۰۲

۶۰۳

۶۰۴

۶۰۵

۶۰۶

۶۰۷

۶۰۸

۶۰۹

۶۱۰

۶۱۱

۶۱۲

۶۱۳

۶۱۴

۶۱۵

۶۱۶

۶۱۷

۶۱۸

۶۱۹

۶۲۰

۶۲۱

۶۲۲

۶۲۳

۶۲۴

۶۲۵

۶۲۶

۶۲۷

۶۲۸

۶۲۹

۶۳۰

۶۳۱

۶۳۲

۶۳۳

۶۳۴

۶۳۵

۶۳۶

۶۳۷

۶۳۸

۶۳۹

۶۴۰

۶۴۱

۶۴۲

۶۴۳

۶۴۴

۶۴۵

۶۴۶

۶۴۷

۶۴۸

۶۴۹

۶۵۰

۶۵۱

۶۵۲

۶۵۳

۶۵۴

۶۵۵

۶۵۶

۶۵۷

۶۵۸

۶۵۹

۶۶۰

۶۶۱

۶۶۲

۶۶۳

۶۶۴

۶۶۵

۶۶۶

۶۶۷

۶۶۸

۶۶۹

۶۷۰

۶۷۱

۶۷۲

۶۷۳

۶۷۴

۶۷۵

۶۷۶

۶۷۷

۶۷۸

۶۷۹

۶۸۰

۶۸۱

۶۸۲

۶۸۳

۶۸۴

۶۸۵

۶۸۶

۶۸۷

۶۸۸

۶۸۹

۶۹۰

۶۹۱

۶۹۲

۶۹۳

۶۹۴

۶۹۵

۶۹۶

۶۹۷

۶۹۸

۶۹۹

۷۰۰

۷۰۱

۷۰۲

۷۰۳

۷۰۴

۷۰۵

۷۰۶

۷۰۷

۷۰۸

۷۰۹

۷۱۰

۷۱۱

۷۱۲

۷۱۳

۷۱۴

۷۱۵

۷۱۶

۷۱۷

۷۱۸

۷۱۹

۷۲۰

۷۲۱

۷۲۲

۷۲۳

۷۲۴

۷۲۵

۷۲۶

۷۲۷

۷۲۸

۷۲۹

۷۳۰

۷۳۱

۷۳۲

۷۳۳

۷۳۴

۷۳۵

۷۳۶

۷۳۷

۷۳۸

۷۳۹

۷۴۰

۷۴۱

۷۴۲

۷۴۳

۷۴۴

۷۴۵

۷۴۶

۷۴۷

۷۴۸

۷۴۹

۷۵۰

۷۵۱

۷۵۲

۷۵۳

۷۵۴

۷۵۵

۷۵۶

۷۵۷

۷۵۸

۷۵۹

۷۶۰

۷۶۱

۷۶۲

۷۶۳

۷۶۴

۷۶۵

۷۶۶

۷۶۷

۷۶۸

۷۶۹

۷۷۰

۷۷۱

۷۷۲

۷۷۳

۷۷۴

۷۷۵

۷۷۶

۷۷۷

۷۷۸

۷۷۹

۷۸۰

۷۸۱

۷۸۲

۷۸۳

۷۸۴

۷۸۵

۷۸۶

۷۸۷

۷۸۸

۷۸۹

۷۹۰

۷۹۱

۷۹۲

۷۹۳

۷۹۴

۷۹۵

۷۹۶

۷۹۷

۷۹۸

۷۹۹

۸۰۰

۸۰۱

۸۰۲

۸۰۳

۸۰۴

۸۰۵

۸۰۶

۸۰۷

۸۰۸

۸۰۹

۸۱۰

۸۱۱

۸۱۲

۸۱۳

۸۱۴

۸۱۵

۸۱۶

۸۱۷

۸۱۸

۸۱۹

۸۲۰

۸۲۱

۸۲۲

۸۲۳

۸۲۴

۸۲۵

۸۲۶

۸۲۷

۸۲۸

۸۲۹

۸۳۰

۸۳۱

۸۳۲

۸۳۳

۸۳۴

۸۳۵

۸۳۶

۸۳۷

۸۳۸

۸۳۹

۸۴۰

۸۴۱

۸۴۲

۸۴۳

۸۴۴

۸۴۵

۸۴۶

۸۴۷

۸۴۸

۸۴۹

۸۵۰

۸۵۱

۸۵۲

۸۵۳

۸۵۴

۸۵۵

۸۵۶

۸۵۷

۸۵۸

۸۵۹

۸۶۰

۸۶۱

۸۶۲

۸۶۳

۸۶۴

۸۶۵

۸۶۶

۸۶۷

۸۶۸

۸۶۹

۸۷۰

۸۷۱

۸۷۲

۸۷۳

۸۷۴

۸۷۵

۸۷۶

۸۷۷

۸۷۸

۸۷۹

۸۸۰

۸۸۱

۸۸۲

۸۸۳

۸۸۴

۸۸۵

۸۸۶

۸۸۷

۸۸۸

۸۸۹

۸۹۰

۸۹۱

۸۹۲

۸۹۳

۸۹۴

۸۹۵

۸۹۶

۸۹۷

۸۹۸

۸۹۹

۹۰۰

۹۰۱

۹۰۲

۹۰۳

۹۰۴

۹۰۵

۹۰۶

۹۰۷

۹۰۸

۹۰۹

۹۱۰

۹۱۱

۹۱۲

۹۱۳

۹۱۴

۹۱۵

۹۱۶

۹۱۷

۹۱۸

۹۱۹

۹۲۰

۹۲۱

۹۲۲

۹۲۳

۹۲۴

۹۲۵

۹۲۶

۹۲۷

۹۲۸

۹۲۹

۹۳۰

۹۳۱

۹۳۲

۹۳۳

۹۳۴

۹۳۵

۹۳۶

۹۳۷

۹۳۸

۹۳۹

۹۴۰

۹۴۱

۹۴۲

۹۴۳

۹۴۴

۹۴۵

۹۴۶

۹۴۷

۹۴۸

۹۴۹

۹۵۰

۹۵۱

۹۵۲

۹۵۳

۹۵۴

۹۵۵

۹۵۶

۹۵۷

۹۵۸

۹۵۹

۹۶۰

۹۶۱

۹۶۲

۹۶۳

۹۶۴

۹۶۵

۹۶۶

۹۶۷

۹۶۸

۹۶۹

۹۷۰

۹۷۱

۹۷۲

۹۷۳

۹۷۴

۹۷۵

۹۷۶

۹۷۷

۹۷۸

۹۷۹

۹۸۰

۹۸۱

۹۸۲

۹۸۳

۹۸۴

۹۸۵

۹۸۶

۹۸۷

۹۸۸

۹۸۹

۹۹۰

۹۹۱

۹۹۲

۹۹۳

۹۹۴

۹۹۵

۹۹۶

۹۹۷

۹۹۸

۹۹۹

۱۰۰۰

صفحہ ۲۸۶

مضمون

فصل فی العصبیات یعنی عصبوں کے بیان میں

۲۸۷

باب العول یعنی حصہ داروں کے سہام کا تخریج سو پر ہونا

۲۸۸

مسائل ۱ ال یعنی مال باقی کو ورثہ پر رو کر نیکے مسائل

۲۸۹

باب تفریث ذوی الہدایہ یعنی ذوی الہدایہ

۲۹۰

کے وارث کر نیکے مسائل

۲۹۱

فصل فی الفرائض والہدایہ وغیرہ

۲۹۲

یعنی جو لوگ ایک ساتھ دو یا دو سے زیادہ ہوں گے

۲۹۳

فصل فی المناکحات یعنی قبل تقسیم ترکہ اگر کوئی وارث

۲۹۴

مر جاوے تو کس طرح تقسیم ہوگی

۲۹۵

باب الخاریج یعنی تخریج کے بیان میں

۲۹۶

تقسیم مسائل کے سات قاعدے

۲۹۷

اعداد کی نسبت کا بیان

۲۹۸

قرض و ہون یاد ارثوں کو ترکہ کی تقسیم کا طور

۲۹۹

تخریج کا بیان یعنی اگر کوئی وارث کچھ ترکہ لیکر علیحدہ ہو جاوے

۳۰۰

تو کیا کرنا چاہیے



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[illegible]

قال الشيخان في شرح آخري من كتابي







[illegible]

محرر ہونگا اور اصل میں پھیل گیا کہ ان فی الخطاوی و جعلوا من الفساد الطاری فتنہ اور یہ بھی ہو کہ قیہوں طول جا رہا ہو کہ فساد طاری قرار دیا جائے  
تو اگر گاہ رہو ہم یہ دوسری تائید ہر یعنی جب کہ فساد طاری ہو تو کل عقد میں ساری ہو گا خطاوی نے کہا کہ اسکے طاری ہونے میں اتنی ہی سوا سوا کہ  
سبب عقد میں داخل ہو اور طاری وہ ہر جہاں عقد لاحق ہو ورنہ جو اذیہ الموم و فی ذلک باع ضیعۃ من ترکہ لکذب علیہا اٹھا اٹکدہ ثم ظہر ان  
بعضہا وقف مسجد ہل تصحیح البیع فی الباقی اجاب فریقین نعم و فریق بلا والکف بعضہم سوا لکف بعضہا تصحیح الاول فناقل اول ملک  
روم کے حوادث سے یہ مسئلہ سبب اس کے کہ زید کے وصی نے اس کے ترکہ سے قطعہ زمین کا بیچا اور اس کے بیچا اس شرط پر کہ وہ قطعہ زید کے ملک ہو پھر ظاہر ہوا  
کہ بعض قطعہ مسجد پر وقف ہو گیا باقی زمین میں بیچ صحیح ہوگی یا نہیں علم ایک فریق جواب دیا کہ ان باتوں میں غیر موقوفہ زمین میں بیچ صحیح ہو اور دوسرے فریق جواب دیا  
کہ نہیں باقی میں صحیح ہوگی اور بعض علمائے ہند سوا لکھا خلاصہ فقہین رسالہ جواب دیا کہ بیچ صحیح ہو تو اس کے تالیف کر ہم شرح نے امراتہا سے  
رفع الوسائل کی تقویت کی طرف اشارہ کیا حموی نے کہا ایسا نہیں ہے تاکہ عقد واحد میں بعض بیچ صحیح ہو اور بعض نہیں فساد و فساد عالمگیری سوا لکھا کہ اگر  
عقد جب ایک تو مسئلہ متعدی ہو جائے کہ ان فی الخطاوی و فی جواہر الفتاوی اجر ضیعۃ وقفاً ثلث اسنان و کتب فی الصحاۃ انہ اجر ثلثین  
عقداً اکل عقد عقید الاخر لا تصح الا جازاً و هو الصحیح و علیہ الفتوی صیانۃ للوقوف ثم قال ولو تخیل قاضی بعتھا تجوز ویر  
الحلاف اتھی اور جواہر الفتاوی میں ہے کہ وقف کی زمین میں سال کو اجارہ دی او سوا دین میں لکھا کہ اس کے بیچ صحیح ہے تاکہ اس کے بیچ صحیح ہو  
عقد کے بعد یعنی عقد مذکور سے ہر عقد میں اس کی توجارہ مذکور صحیح ہوگا اور بیچ صحیح ہو اور اس میں بیچ صحیح ہو اور اس میں بیچ صحیح ہو تاکہ اس کے بیچ صحیح ہو  
سے مستاجر وقف کی ملکیت کا دعوی کرے پھر جواہر الفتاوی کے مصنف نے کہا امداد گرامنی جاہ مذکور کی صحت کا حکم دے لے تو جائز ہوگا اور خطاوی و فریق جازا ہی  
ہم رفع خلافت ہو گا جب کہ قاضی حادثہ شرعی میں حکم کرے سطح پر کہ وہ دعوی ہو ایک صحت کا دعوی اور دوسرا اعلان کا دعوی تباہی صحت کا حکم کرے  
کہ ان فی الخطاوی قلت و یجوز ان المتولی والوصی لو اخرجوا من اجر المثل یلزم المستاجر تمام اجر المثل وانہ یعمل بالانفع للمنفذ میں  
لہا ہوں اور آگے آگیا کہ سولی اور وصی اگر اجارہ دین کس اجرت مثل سے تو مستاجر پر پورا اجر مثل لازم ہوگا اور یہ کہ اس پر عمل ہو گا جو زیادہ تر نافع ہو وقف ہوگا  
و فی مصلح الخانیۃ متی فسد العقد فی البعض بمفسد مقدار یفسد فی الكل اور صلح خانہ میں ہے کہ جب عقد بعض میں فساد ہو سبب اس فساد کے  
جو مقدار میں عقد سے تو تمام عقد فاسد ہوگا ہم مصنف نے شرح میں اس قول کو لایا ہر فارسی ہدایہ کے فتوی کی تقویت کیو بسط و یعلم النفع ایضاً  
بیان العمل کا لصاۃ و الصنع و الخیا طۃ بما یرتفع الجملۃ اور بیان عمل سے بھی نفع معلوم ہو جاتا ہے چنانچہ زرگری اور رنگ سازی  
اور ختہ اور سطح کا بنی جو جہاں کو دور گردا ہم عمل زرگری میں ایسا یا سفصل چاہیے کہ رافع نزاع ہو اور رنگ میں کپڑے کا بنی اور جس رنگ کہ  
ترخ یا زرد یا سبز اور یہ کہ ہلکا رنگ ہو یا گہرا ضرور ہر اور وقت میں جنس طیتا اور کپڑے کا بنی لازم ہو اور شوب میں کپڑے کا معین ہونا ضروری  
و لہذا محیطین ہر کہ اگر بن دیکھے دس کڑوں کے شوب کا اجارہ دے تو اجارہ فاسد ہو اگر کپڑے کی جنس کا بنی ہو چکا ہو اسو سٹے کہ کپڑا غلط  
اور رقت میں مختلف ہوتا ہے انتہی فیئ شرط فی استیجار الدابة للركوب بیان الوقت و الموضع فلو خلا عنہما فھی فاسدۃ بزاویہ  
توسلری کیو سٹے جانور کے گرایہ لینے میں بنا وقت یا مکان رکوب شرط ہو تو اگر اجارہ دو ٹون کے بیان خالی ہو گا تو فاسد ہو گا کہ ان فی البرازیہ یعنی اسو سٹے کہ  
بیان کو رفع جتا نہیں و یعلم ایضاً بالاشعار کثقل هذا الطعام الی کذا اور اشارہ کرنے سے بھی نفع معلوم ہو جاتا ہے چنانچہ جیانا ہر طما کا  
فلا نے یکان تک ہم ہر چند منفعت شام الیہ نہیں ہر لیکن اشارہ کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ فعل مخصوص مراد ہو کہ ان فی الدرر و اعلم ان الاجر  
لا یلزم بالعقد فلا یجب تسلیمہ بہ بل بتجلیہ او شرطہ فی الاجارۃ المستخرۃ او معلوم کر کہ اجارہ مزدوری لازم نہیں حقد سے  
تو واجب نہیں اس کی تسلیم یعنی اس کا ادا کرنا عقد بلکہ مستاجر کی تعجیل سے یا اجارہ حاضرہ میں تعجیل کے مشروط ہونے سے لایم التسلیم ہونے سے ہم امد  
کو مستاجر مزدوری ادا کر دی تو اسے سکون نہیں پھر لیسکا کہ ان فی الخطاوی عن التباہی اما المضافۃ فلا تملک فیہا الاجرۃ بغير التبعین اجاراً

اور اجارہ مضافہ یعنی وقت غیر موجود کے اجارہ میں اجتر نامک نہیں ہوتی تعین اجتر کی شرط کرنے سے بالاتفاق وقیل مجھل عقود فی کل الا حکام فقہیہ  
 تلمیحا بشرط التعین للحاجة شرح وہبانیہ للشرعیہ لالی اور بعضوں نے کہا کہ اجارہ مضافہ میں عقود ٹھہرا جا چکا ہے تاکہ مالک زمین کا  
 فتویٰ دیا جائے ہذا تعین سے اسبب حاجت کے کذا فی شرح الوہبانیہ للشرعیہ لالی ہم شارح سے یہاں اختصار مجمل واقع ہوا بلکہ تفصیل طلب ہے لہذا اجارہ کو  
 سنا میں تعارض ہے اور کسی ہے کہ گھریا زمین کا اجارہ کرتے ہیں تو اترا تیراں میں کالیکن تین دن ہلال سے کمال آتے ہیں اجارہ کا اتصال سنو  
 اتی نہ رہے ہذا ہلال کی اجتر قلیل مقرر کرتے ہیں اور پچھلے سال کی اجتر کثیر معین کرتے ہیں علماء اسکے جواب اور عدم حوازمین مختلف ہیں بعضے مجتہدین اس اجارہ کو  
 عقد مختلف قرار دیتے ہیں اور بعضے ایک ہی عقد اعتبار کرتے ہیں اس واسطے کہ اگر عقد اعتبار کیجیے تو سو عقد اول کے باقی عقد مضاف ٹھہریں اور اجارہ مضاف میں  
 اجتر حاکم نہیں ہوتی نہ تعین سے نہ شرط تعین سے اور غرض اس اجارہ سے ملک اجتر ہی صدر الاسلام شہید نے کہا ہے ترمذیک صحیح ہے کہ در حق مالک حکام عقد سبب  
 اور ترقی ملک اجتر تعین یا بشرط تعین کے ایک ہی عقد اعتبار کیجیے انتہی تو موضوع کلام شارح کا یہ مسئلہ ہے اگر یوں کہے کہ میں اپنا گھر ٹھکوا جاؤ دیا کل انہی  
 اجتر تو مقدم کہ رہ چکا کہ میں بشرط تعین باطل ہے اور بالفعل او سبب اجتر لازم نہ ہوگی چنانچہ زملینی نے بیان کیا ہے ہذا جلی نے کہا کہ ہر تحریر سے منجملہ  
 معلوم ہوگا کہ شارح کلام شریعی لالی کے مانند محرر اور منقح نہیں ہے اور اگر شارح حزن کہتا تو قیل مجمل عقد او احد فقہی بر ذلک ہذا بشرط تعین امر علی ہذا  
 القول (تو بہرہ اور واضح تر ہوا کہ انہی لفظی او الاستیفاء للنفقة یا اجرت لازم ہوتی ہی منفعت کے حاصل کر چکنے سے او تمکینا منہ الا  
 ثلث من کل ما فی الا شہادۃ یا اجتر لازم ہوتی ہی استفادہ منفعت پر قادر ہونے سے مگر ان میں ہر دون میں باوجود قدرت لازم نہیں ہوتی چنانچہ میں نے مکرر یہ ہم جو  
 موجب مستاجر کا اجارہ کی جہاں سے اسبب کے خالی کرنے سے وہ اس کی طرف سے اجارہ کا غائب کی طرح ہونے کوئی مانع نہ ہو تو مستاجر کا اور ہر وقت میں اگر مستاجر  
 استفادہ منفعت کو رک کر کیگا یہ تعین لازم اجتر کی مانع نہ ہوگی تو اگر سبب کی طرف سے تسلیم واقع ہوئی یا وہ چیز اس کے سبب سے فارغ نہیں یا فارغ تسلیم کی نہ  
 کے غیر میں یا دت میں تسلیم کی لیکن اس کو غیر محل اجارہ میں جس کر رکھا یا اس کو محل اجارہ میں رکھا تو اس میں کوئی عذر ہر مانع یا موجب کی طرف سے کوئی عذر نہیں  
 لیکن حاکم یا غائب سے اس کو روک رکھا یا اگر اجارہ فاسد تھا تو اجتر میں ہر دون میں لازم نہیں کذا فی مجموعی شہادۃ کی منشی صورتوں میں پہلی صورت یہ ہے  
 کہ قدرت علی الاستیفاء اجارہ فاسد میں دوسری صورت یہ کہ جب جائزہ خارج شہر کی سواری کی واسطے کر لیا گیا پھر اس کو اپنے پاس باندھ رکھا اور اس پر انہماقیہ صحت  
 یہ کہ کر لیا گیا یا ہر روز کی ایک ایک اجتر معین کے پھر اس کو چند سال تک چھوڑا اور اپنے گھر کے تواجتر لازم نہ ہوگی اس وقت کے بعد کہ اگر اس کو پہنچا تو کراہت  
 جاتا یعنی وہاں اس اجتر نہ ہو کہ اگر اس کو پہنچا جاتا تو کراہت نہ ہوتا پھر اس وقت کے بعد اجتر نہ لازم ہوگی کذا فی لفظی وای تم فرج علی ہذا  
 بقولہ فیجب الا جرت لای قبضت و لکن کسکین لوجود التمكن من الاستیفاء بغير منفعت من غیر یعنی قدرت انتفاع پر اپنے اہل سے نفی کی  
 تو اجرت اجبت کی اس گھر کی جو مقبوض ہوا اور منہا او میں مستاجر نہیں ہوا جب تا اجرت کا سبب پا جانے قدرت انتفاع کے ہی ذلک اذ اکانت  
 الا جرت صحیحہ و اما فی الفاسد فلا یجب الا جرت بحقیقۃ الاستیفاء کا سبب فی العبادۃ اور یہ یعنی وجب اجرت بقدر انتفاع او سبب سے  
 جب کہ صحیح اجارہ ہو اور اجارہ فاسد میں تو اجرت واجب نہیں ہوتی مگر حقیقت انتفاع نہ فقط قدرت سے چنانچہ اس کو غلام میں شرح کیا گیا ہے و ظاہر مافی  
 الا سبب فی الخراج الوقف فوجب اجرتہ فی الفاسد بالتمكن کذا فی الا شہادۃ اور ظاہر قول سبب کا کمال ڈالنا ہر وقت تو وقت کی اجرت  
 فاسد اجارہ میں واجب کی قدرت انتفاع سے کذا فی الا شہادۃ ہم خلا عبارت سے یہ کہ وقت کے اجارہ فاسد میں اگر زحمت او سکونت نہ ہو تو اجرت لازم نہیں  
 مستحق کہ قول پر انتہی تو صاحب شہادۃ کہتا ہے کہ قبول شہادۃ میں اجتر لازم ہے حالانکہ تاجرین کا خلا نہیں نظر نہیں یا اور اجناس میں جو دھنچہ ہر وقت کی اجرت  
 اجارہ فاسد میں لازم نہیں ہوتی مگر حقیقت انتفاع سے نہیں اور فیض صحیح ہے عدم وجوب میں بھر جب تک کہ حکم معلوم ہوا تو مال یتیم وغیرہ کا ہر حکم معلوم  
 ہو گیا میں شارح اپنا تردد بیان کر گیا کذا فی لفظی وای لخصا قلت وهل مال الیتیم والمعتد لا یستغیر لای والمستاجر فی البیع دفاء علی  
 ما آتی فیہ علماء المذہب کلا لک محل تردد فلیما اجتمعت من کتابوں اور کیا یتیم کمال در جو چیز کراہت خیر کی واسطے ہوا ہے اور بیع الوفا کے

نہاں سے مستاجر کا  
 مستاجر کا ہر وقت میں



اجارہ دانی چیز جو بوقت اجارہ نام ہی بطریق قبیحہ مانند ہوتو وہ کام تمام ہر قسم کا حکم تلاش کرنا چاہیے ہم کچھ تردد کا مقام نہیں چاہیے ہم کو کہ اگر کسی  
 کہ اگر اجارہ صحیح ہو تو قدرت انتفاع میں کافی ہوا اور اگر اجارہ فاسد ہو تو اس کے حکم میں کچھ تغیر نہیں ہوتا۔ بیع الوفا کی یہ صورت ہے کہ بیع الوفا کے بالغ نے اجارہ لیا نہ ہو  
 اور جس چیز کا جو بطریق بیع الوفا کے بیچے اور اجارہ ہو تو قصہ شری کے واقع ہوا تو قدرت اجارہ میں اجارہ صحیح ہو کر قدرت اجارہ گدگئی اور وہ خبر اس کے ہاتھ میں باقی رہی  
 علماء دین نے لزوم اجرت مثل کا فتویٰ دیا اور یہ کہ نام بیع الاستقلال کہا نہیں غفل ہو کر بعد نقضائے اجارہ اجارہ نہیں گذارنی لفظی اور یہی وہ قولہ  
 ویسقط الاجر بالغ الغصب ای بالخیلولہ بین المستاجر والعین لان حقیقۃ الغصب لا تجوز فی العقار اور یہی فقہ قذافی کا قولہ  
 انتفاع پر اپنے اصل سے تفریع کی اور ساقط ہوئی بوقت غصب کے یعنی مستاجر اور اجارہ والی چیز کے درمیان حائل ہونے سے ہوا حقیقت غصب کی جاتی  
 نہیں ہوتی نہ میں ہی جب کوئی شخص حائل ہوا تو قدرت انتفاع نہ باقی گئی لہذا اجرت مستاجر سے ساقط ہو گئی وہیل تبنیغ بالغ الغصب قال فی الھدایۃ  
 ثم خلافا لقاضی خان اور کیا اجارہ منسوخ ہو جائے غصب کے ہر مین کہا کہ ان منسوخ ہو جائے غصب قاضی خان کے ولو غصب فی بعض  
 المدۃ فحسبنا به دور اگر غصب واقع ہوا بعض مدت اجارہ میں تو حساب اس کی اجرت ساقط ہوگی آگاہ اذ لا امکان اخراج البغاصب من الدار مثلاً  
 بشفا علیہ او حایۃ اشباہ مگر جب کہ مکان فاسد کا مثلاً گھر سے ملکہ ہوا فاش سے یا دکان کی حمایت اور زور سے تو اجرت ساقط ہو گئی گذارنی الاشباہ ہم  
 اگر اجارہ جو دیکھا اجرت مستاجر اس کو نہ خارج کرے گا تو قصہ مستاجر کا ہی اثر اور بلایم ہوگی اور اگر بدو خارج حال کے اس کا اخراج ممکن ہو تو قبیحہ میں ہو کہ اجرت ساقط ہوگی  
 ولو انکثر ذلک المصعب الموجد وادھا المستاجر ولا یثبت له حکم الحال کسئلۃ الطلاحونۃ اور اگر سوچیں اجارہ جو دوا لاس غصب کا مثلاً  
 اور مستاجر یعنی اجارہ لینے والا اس کا مدعی ہوا اور مستاجر گواہ نہ ہو تو ظاہر حال حکم کی گاہ چکی کے مسئلہ کے مانند ہم یعنی اگر مستاجر گھر میں رہتا ہو تو  
 حال میں تو مستاجر کا قول مقبول ہو اور اگر ادین غیر مستاجر رہتا ہو تو مستاجر کا قول مقبول ہو اور اگر ادین غیر مستاجر رہتا ہو تو مستاجر کا قول مقبول ہو  
 اور سوچ میں انشاء واقع ہو بعد نقض مدت اجارہ کے پانی کے جاری ہونے اور بقطع میں تو ظاہر حال پر حکم ہوگا یعنی اگر پانی جاری ہو چکا ہو تو قوت  
 مستاجر کا قول مقبول ہوگا اور نہیں تو مستاجر کا قول مقبول ہوگا گذارنی الجلی ولا یقبل قول الشاکن لانه فترد ذخیرہ اور گھر کے رہنے والے کا قول  
 مقبول نہ ہوگا سوائے کہ وہ نہا شخص ہو گذارنی الذخیرۃ یعنی مسئلہ غصب میں اگر کسی نے ارکا قول مقبول نہیں اور اگر مین کوئی ساکن نہیں تو مستاجر پر اثر لازم  
 ہوگی گذارنی الجلی وبقولہ ولا یعتق قریب الموجد لو کان اجراً لانه لم یملکہ بالعقد اور عدم لزوم اثر بالعقد پر منصف اپنے قول  
 سے تفریع کی اور آؤا وندگا قریب الموجد کا اگر قریب الموجد ہو جاوہارہ میں اس مسئلہ کو موجد و سکا مالک نہیں ہوگی فقط عقد اجارہ ہم مستاجر کی  
 یہ پرکندیک غلام خالد پر محمد کا بھائی سونید نے محمد کی زمین اجارہ لی اور خالد کو اس کی اجرت مقرر کی تو خالد مجتہد فقہ کے آزاد ہو گا سوائے کہ نہ کوہو  
 فقط عقد اجرت لازم نہیں ہوتی یعنی مستاجر کی ملک نہ ہوتی جاتی والمراد من تمکنہ من الاستیفاء تسلیم المحل الی المستاجر حیث لا مانع  
 من ہذا انتفاع اور قدرت استیفاء وشفعت سے مراد تسلیم محل کی ہر مستاجر کی طرف اس طرح ہر کوئی مانع نہ ہونے سے فلو سلمہ العین  
 الموجدۃ بعد مضمی بعض المدۃ الموجدۃ فلیس لاحد ما لا یمتنع من التسليم والتسلم فی باقی المدۃ اذ المرکن فی مدۃ الاجارۃ  
 وقتاً یؤقت فیہ الاجلہ تو اگر مستاجر کو اجارہ کی چیز بد گزر جائے بعض مستاجر کے تسلیم کی تو دونوں میں سے کسی کو باقی مدت میں لینے اور لینے والے  
 جائز نہیں بشرطیکہ اجارہ کی مدت میں ایسا کوئی وقت مخصوص نہ ہو جس کے واسطے اجارہ لینے کی خواہش ہوتی ہو یعنی تمام مدت یکساں ہو تب مستاجر سے  
 اور لینے سے جائز نہیں فان کان فیہا اسی فی العین الموجدۃ وقت گذارنہ کی صورت مکہ و مینی وجوانیتھما زمن الموسم فاجلہ  
 لایرغب فیہا بعد الموسم فلو لم یسلم فی الوقت الذی یرغب لاجلہ خیر فی قبض الباقی کما فی البیع گذارنی البیہ اور اگر اجارہ  
 کی چیز میں زیادہ وقت ہو جس کے واسطے اجارہ لینے کی خواہش ہو تو غیبت ہوتی ہو جائے کہ معطلہ اور سنا کے گھر اور دکان میں موسم حج کے زمانے  
 میں اس واسطے کہ بعد موسم حج کی خواہش نہیں ہوتی تو اگر مستاجر کو اجارہ مدت میں تسلیم کرے جس کی خواہش ہوتی ہو تو مستاجر کو اختیار

باقی مدت کے قبض میں چاہئے چنانچہ بیع میں کوئی فی الجرح یعنی اگر بیع مکہ معظمہ خرید کیے قبل موسم حج کے سو تسلیم واقع ہوئی مگر بعد گزر جانے  
موسم کے تو مشتری کو غریب اور مذہم خرید میں اختیار ہوگا و لوسلہ المفتاح فلم یقدر علی الفتح لیسنا عہ ان امکنہ الفتح بلا کلفا و جب مشتری  
والا کاشیا اور اگر مشتری نے مستاجر کو بیچا کی کچھ دی سو تسلیم اسکے کھولنے پر قادر نہ ہو اسبب گم ہو جانے کچھ کے تو اگر اسکو کھولنا بلا  
اور شقت محکمی تو کرایہ اجب گاہ و نہیں تو واجب نہیں کذا فی الاشباہ ہم اور اگر مالک نے کہا یہ مکان لے اور اس میں دروازہ کھول نہیں  
اور مستاجر کے بعد کہا میں اس میں نہیں رہا تو اگر مستاجر بلا منت کھولنے پر قادر تھا تو کرایہ زم ہوگا اور زمین تو نہیں اور موجر کو بیون حجت کرنا جائز  
نہیں کہ تو نے کیون تفل توڑا لا اذ کیون اوس میں داخل ہوا کذا فی مالگیریہ قلت و کذا العجز المستاجر عن الفتح بهذا المفتاح لم یکن تسلیم لان الخلیفۃ  
لم یفتح صیغہ میں کہتا ہوں اور اسبطح اگر مستاجر عاجز ہو کھولنے سے بواسطہ اس کچھ یعنی موجر کی دی کچھ ہے تو تسلیم ہوگی اسواسطہ کہ خلیفہ صحیح  
ہو کذا فی التفسیر فیہ ولو اختلفا فی حکم الحال اور اگر دونوں میں اختلاف پڑا تو ظاہر حال حکم کرنا یعنی بعد مدت جاؤ اختلاف ہوا اور حالانکہ کچھ مستاجر پہل  
مستاجر کہتا ہے کہ میں تفل کھولنے پر قادر ہوں اور موجر کہتا ہے کہ تو قادر ہو اور دونوں کے گواہ نہیں ہیں تو ظاہر حال پر حکم ہوگا اور شاید کہ نظر اہل سے مراد یہ ہے کہ  
مستاجر سے کہا جائے کہ تفل کو کھول تو اگر کھول سکے تو مستاجر کا قول مقبول ہو اور اگر کھول سکے تو موجر کا قول مقبول ہو کذا فی اللطفا دی و کوثر ہنا فہیہ  
الموجر بخیرہ اور اگر دونوں گواہ لاویں تو موجر کے گواہ مقبول ہونگے کذا فی الذخیرہ و کذا البیع اور اسبطح بیع کا حکم ہے پیشہ ہر مستاجر کہ  
ساتھ منخ الغفار میں کہنا گھر خرید کیا اور کچھ اوسکی لی اور گھر کی طرف نہیں گیا تو اگر کچھ ایسی ہو کہ بلا کلفت کھل سکے تو قابض ٹھہرے گا اور نہ تو نہیں  
کذا فی النہ و قبل ان قال لہ اقبض المفتاح و افتح الباب فہو تسلیم والا کما یسطہ المصنف اور قول منعیف یہ ہے کہ اگر موجر نے  
مستاجر کہا کہ کچھ لے اور دروازہ کھول تو یہ تسلیم در اگر کچھ دی اور قول مذکور نہ کہا تو تسلیم ہوگی چنانچہ اسکو مصنف نے اپنی شرح میں بیان کیا ہے  
وللموجر طلب الاجر للدار لا لارض کل یوم والدار اکل مرحلہ اذا اطلقتہ ولو بین یقین اور موجر کو جائز ہے کہ اگر زمین کا  
کرایہ لگنا ہو تو دروازہ کا کرایہ بہ منزل میں بیب کہ کہہ کر یا بطلق مقرر ہو بلا قید تعجیل یا تاخیر کے اور اگر تعجیل یا تاخیر کا بیان ہو گیا ہو تو وہی تعجیل ہوگا  
مشطہ کے سوانق وللخیا طہ و نحوہا من الممناع اذا قوع وسلم فہلکۃ قبل تسلیمہ لیسقط الاجر اور سے نوراندا کے اور  
پیشوں کی مزدوری مانگنا جائز ہے جب کہ اوس کام سے فراغت حاصل کرے اور مستاجر کو تسلیم کرے یعنی اس میں مزدوری کا مطالبہ نہیں نہیں  
بلکہ کام کر چکے اور پہنچا دینے کے بعد ہی تو اوٹن چیز کا تلف ہو جائے قبل تسلیم کے مزدوری کو ساقط کر دیتا ہے ہم کہ اس سے کوہا سود رزی سیا اور  
اوسکی بلا تعدی جل گیا تو مزدوری ساقط ہوگی بسبب عدم تسلیم کے اور درزی پر تاوان کیڑا لازم نہ ہوگا کیونکہ وہ بلا تعذر اس سے و کذا اکل  
من یعملہ انہ اور اسبطح ہر ایک اس پیشہ در کا حکم ہے جس کے عمل کا اثر موجود ہو چنانچہ بڑی اور لوہار اور معمار اور جوہار و سنار کہ انکے عمل کا  
اثر دائمی اور لمبے اور مکان اور کپڑے اور زیور میں جو رہتا ہے تو مزدوری مانگنا بعد فراغ اور تسلیم کے جائز ہوگا و ما لا اثر لہ کمال لہ الاجر  
کما فرغ وان لم یسلط علیہ و جس کے عمل کا اثر نہیں پتا چنانچہ حال تو اسکو مزدوری مانگنا بجز فراغت کے جائز ہے اگرچہ تسلیم واقع ہو ہم تو بعد فراغت کے  
تلف ہو جانے سے مزدوری ساقط نہ ہوگی کذا فی البحر وان وصلیہ عمل فی بدیت المستاجر ذوت وغیرہ کی مزدوری لازم نہیں بلکہ فراغت  
اور تسلیم کے اگرچہ ذوت وغیرہ کا کام مستاجر کے گھر میں کیا ہو ہم مصنف کا یہ قول اسکو مقتضی ہے کہ مستاجر کے گھر میں عمل سے فارغ ہوا تسلیم میں  
حالانکہ ایسا نہیں ہے اسواسطہ کہ زمینی میں کہ خیاطت وغیرہ میں مستاجر کے گھر میں تسلیم حاصل ہوتی ہے بجز دفع کے اسواسطہ کہ وہ مستاجر کے گھر میں  
ہو اور گھارو کے قبضے میں ہو تو اس میں تسلیم حقیقی کی حاجت نہیں تواجرت اجب کی بجز عمل کے انتہی تو ہر جہاں اسکے اگرچہ ذوت وغیرہ تلف ہوگا بعد فراغت عمل کے قبل تسلیم  
حقیقی کے تواجرت واجب نہ کی بسبب تسلیم مکی کے اور صاحب ہدایہ اگرچہ تعلیم مذکور کی ہے لیکن تسلیم یا نہیں کی ہدایہ میں یوں ہے کہ وہ ہونی اور درزی کو سطل  
اجرت کا نہیں تا و شیکہ عمل انفرج نہ ہو اسواسطہ کہ بعض عمل سے حاصل نہیں تو بعض عمل سے مستوجب اجرت کا نہ ہوگا اور اسبطح اگر مستاجر گھر میں عمل کرے مستجب

فصل فی الاجارہ  
بعضہ ایضاً  
مقتضی اجارہ  
بعضہ ایضاً  
بعضہ ایضاً



اجرت ہو قبل فراغ کے کذا فی الخطاوی اور صدر الشریعہ میں کہ جیسا کہ گھر میں بعض شے کی خستہ کرے پھر اس کی چوٹی ہو جائے تو بقدر دو اس کی اجرت ثابت  
ہو تو دلیل ہو کہ اجرت بقدر عمل واجب ہوتی ہے نہ کہ اجرت ہر شے کے برابر ہو جس کے متنازعہ گھر میں عمل کرنا قبل از فراغ عمل مستحق اجرت نہیں اور بعض  
اور قوائد ظہیر یہ در ذیل اور شرح جامع صغیر میں کہ اگر کسی کو جب بعض شے واقع ہو متنازعہ کے گھر تو بقدر اس کے حساب اجرت واجب ہو اگر کپڑا چوٹی ہو جائے  
کچھ سینے کے بعد تو اس کے حساب کے موافق تحقیق اجرت کا ہوا انتہی نعم لو سیرف بعدا لحاظ بعضہ او انہذا ہم بعدا بیاہ فلاہ الا جبر  
بجسایہ علی المذہب جبر ابن کمال ہاں اگر کپڑا چوٹی ہو جائے بعد اس کے کہ درزی نے اس کو کچھ سیسا یا کچھ دیا اگر پڑی بعد اس کے کہ تو اس کا اجرت  
ثابت ہو گا اس کے حساب کے موافق بنا بر ذیل صحیح کی کذا فی البحر وابن کمال ہم یہ استدراک بلا وجہ اس واسطے کہ اگر غیاط متنازعہ کے گھر میں تو اجرت  
واجب ہے خواہ سب خستہ ہو یا بعض سبب جو تسلیم اور اگر درزی کے گھر میں تو کل یا بعض کچھ اجرت نہیں ہونے تسلیم کے اور دیا اور ٹھکانا تو نہیں ہوتا  
مگر متنازعہ کے پاس بحر الرائق میں کہ مسئلہ ناظر اصل میں تصدیق کہ بعض عمل اجرت اس کی واجب ہے نہ کہ سبب تسلیم کے اور کرنی نے اس کو متنازعہ صاحب  
نقل کیا ہے اور اسی پر یقین کیا ہے غایۃ البیان میں ہادیہ رد کر کے تو یہی ثابت ٹھہرا و لہذا مصنف ابن صاحب کفر نے مصنفی میں اس کو پسند کیا ہے اگرچہ  
اس کی عبارت کفر میں مطلق ہے کذا فی الخطاوی ثوب خا طہ الخیا ط باجر فقہاء رجل قبل ان یقصہ مرہبہ الثوب فلاہ اجرتہ بل لاہ تقصیر  
الفاق کپڑا جو جسکو درزی سیامزدی پر سوسین اور پیر ڈالی کسی شخص نے اس کے قبضہ کرنے سے پہلے تو اس کے واسطے مزدوری نہیں بلکہ درزی کی ہے  
اور پیر نے اس سے تادائے کا اختیار ہوا ہے جبر علی ایہ عادیہ وان کان الخیا ط ہو الفریق فعلیہ الا عادیہ کا نہ لم یعمل الخیا  
ط فاقولہ خلیاتی اور درزی پر عادیہ و خستہ کا جبر نہ ہو اور اگر درزی ہی سیو لک اور پیر نہ لک لا ہو تو ادنیہر دبارہ سینا واجب ہے گویا اس سے نہ سنا تھا جبر  
واجب ہے اجنبی شخص کے اور پیر سے درزی پر عادیہ و خستہ لازم نہیں و کل الخیا ط اجرتہ التقصیل بل الخیا طہ الا عادیہ کا شباہ لیکن نے  
حاشیہ مضر ہاں المضمرات المقتی باہ نعم وقال المصنف یعنی ان حکم العرفۃ انھی ثمرات فی التنازع خانیہ مضر ہاں لیکبری  
ان الفتوی علی الا قول قائل اور کیا خیا ط کی واسطے کپڑا ہوتے سے بدون خستہ کے مزدوری یا نہیں قول اصح ہے کہ قطع کرنے سے پہلے اس کے  
مزدوری نہیں کذا فی الاشباہ لیکن اشباہ کے حاشیہ مضمرات سے منقول ہے کہ قول مقتی یہ ہے کہ ہاں اجرت ہو اور مصنف نے اپنی شرح میں کہا جواب لا نقی  
کہ راجح پر حکم ہوا انتہی پھر میں تانا خانہ میں فتاویٰ کبریٰ سے منقول دیکھا کہ قول اول پر فتویٰ تو قابل کرم صورت مسئلہ یہ ہے کہ کپڑا درزی کو دینے  
کے واسطے دیا سو اس سے قطع کیا اور مرگیا بدو سینے کے اور اگر فقط کپڑا قطع کر دانا مقصود ہو تو بلا شک اجرت واجب ہوگی اس واسطے کہ عمل مقصود  
تانا رفاہیہ نقل کرنے کی کچھ حاجت نہ تھی اس واسطے کہ صاحب مضمرات اور صاحب کبریٰ دونوں ذکر کیا ہے کہ جو اجرت پر فتویٰ اور شارح کی طاعت  
سے نکلتا ہے کہ عدم مزدور پر فتویٰ اور حالانکہ ایسا نہیں ہے قائل کذا فی الخطاوی و لکننا وظلم الہاجر الخیر فی بیتہ مستاجر بعدا خراجہ  
من الذور لان تمامہ بدل لک دیا خراج بعضہ بجسایہ جو ہر اور روٹی پکانے والی کو روٹی کی مزدوری مانگنا جائز ہے متنازعہ کے گھر  
میں شے نکالنے کے بعد اس واسطے کہ پختگی کی تامی سطح نکالنے کے بعد ہر اور بعض روٹیوں کے نکالنے سے اس کے حساب کے موافق اجرت  
لازم ہوگی کذا فی البحر فان احقرق بعدا ای بعدا خراجہ بغیر فعلہ فلاہ الا جبر لتسلیم یا لوضع فی بیتہ ولا غرم بعدا  
التعدی وقال یغرم مثل دقیقہ ولا آخر ان شاء فتمتہ الخیر واعطایہ جبر نہو اگر تیز سے نکالنے کے بعد بلا عمل طبخ  
روٹی میں جا تو اس کا اجرت ہر سبب تسلیم کر دینے طبخ کے متنازعہ کے گھر میں کھڑ دینے سے اور حل جائے طبخ بنا وان نہیں سبب کسی  
پر مقصود کے اور صاحبین نے کہا کہ طبخ تاؤ اور اس کے آٹے کی برابر اور اس کی مزدوری نہیں اور اگر متنازعہ جبر یا تو طبخ سے پختہ روٹی کا تاؤ  
لے اور اس کو روٹی پکانے کی مزدوری دے و لو احقرق قبلہ لاہ اجر لہ وہ یغرم ایضا لتقصیرہ در نہ و پھر اور اگر روٹی جس کو تیز  
کے نکالنے سے پہلے تو اس کی مزدوری نہیں اور وہ تاؤ ان کو روٹی کا با اتفاق امام اور صاحبین سبب اس کی تصویر کے کذا فی البحر والنجار

الخبر فیه ای فی بیت المستاجر سوا مکان فی بلیہ الخباز اولاً فاحترق او سرق فلا اجر لہ لعدم التسليم حقیقہ و لکن فیما  
لو سرق لانه فی ید الامانة خلافاً لهما ویحیی مسئلہ الاموال المستجرة کے جو شرط اور اگر مستاجر کے گھر میں کوئی غیر خزانہ نہ ہو گھر میں  
یا کہین اور پھر محل چاہی ہو رہی جائے تو اس کے واسطے مزدوری نہیں بسبب اس کے تسلیم کے فی الحقیقت اور اوپر تا وہ نہیں اگر چہ وہی کہہ سکتے کہ اس کے پاس آتا  
ہو خلاف صاحب کے اون کے نزدیک تا وہی اور یہ مسئلہ ہر اجیر شکر کا کذا فی الجواب ہم امام کے نزدیک اجیر شکر کے پاس تناع امانت ہوتی ہو تو صاحبین بخلاف  
صاحبین اور اجیر شکر کی تعریف آگے معلوم ہوگی وان لاحترق الخباز او سقط من یدہ قبل الاخراج فعليه الضمان ثم المالک  
بالمخيار فان ممتنہ قیمته مخبوزاً فله الاجر وان خصه قیمته دقیقاً فلا اجر لہ لوقبل التسليم ولا یضمن الخطب  
والمالک اور اگر روٹی جل گئی یا اس کے ہاتھ سے گر پڑی تو اس کے نکالنے سے پہلے تو ان پر ضمان پھر مالک کو اختیار ہے کہ اگر اس سے پہلے روٹی کا آدن  
لے تو اس کی مزدوری تین ماہ اور اگر آدن لے تو مزدوری نہیں اس سبب ضمان ہو جانے کے قبل تسلیم کے اور اس پر گڑھی اور نمک کا تا وہ نہیں و للطنج بعد  
العرفان اذا كان لا هل بینه جو صوفی و الاصل فی ذلک العرفان اور دیک اور ہڈی پکانے کی مزدوری واجب ہوتی ہو پکانے  
کے بعد یعنی جب سے پالون اور رکابو میں باورچی نکال دے تب مزدوری کا سبب ہو اگر جب کہ بخت مستاجر کے گھر والوں کو اس کے پہنچانے سے پہلے  
کے واسطے تو کیا لازم نہیں کذا فی الجواب اور قاعدہ کلیہ اس میں تاج یعنی اگر یہ واجب ہو کہ نکالنا باورچی کے ذمہ ہو تا ہو تو نکالنے کے بعد مزدوری لازم ہوگی  
اور نہیں فقط یکا دینے کے بعد ہم ذلیعی سے کہا کہ جس محل میں نہیں دن رات کا ہوتا ہے فان افسد لا ای الطعام المظاہر او اخر قصہ  
اولیٰ یفنی فی فہو ضامن للطعام جس اگر باورچی سے کھانا بگاڑ دیا یا جلا ڈالا یا کچا رکھا غرض پکا یا تودہ کھانے کا ضامن ہو یعنی طعام کی قیمت کا  
اور پھر ان لازم ہوگا و لو دخل بنادر لخبز او لطنج بها فوفقت منه شرارة فاحترق البیت لم یضمن بل ذین ولا یضمن صاحب  
الدار لو احترق شیء من المشکات لعدم التعلل جو ہر اور اگر مستاجر کے گھر میں باورچی آگ لگیا روٹی یا ہڈی پکانے کے واسطے اور او میں سے  
ایک چنگاری گھر میں پڑی اور گھر جل گیا تو اوپر تا وہ نہیں ان کے چٹا اور صاف ہے بھی وان دیکھا اگر کچھ جل جا رہے والوں کا واسطے عدم قصیر ہم طحاوی سے کہا  
یہ مسئلہ مخصوص باجیر طنج نہیں بلکہ کرایہ اور مستعیر اور مالک خانہ کو بھی شامل و کضررہ اللین بعد الاقامۃ وقال بعد تشریح اسی جعل بجمہ علی  
بعض وبقولہما یعنی ابن کمال معرباً للعیون اور سبھی اینٹ پاتھنے کی مزدوری کا سبب اینٹ کھڑی کر دینے کے بعد اور صاحبین نے کہا کہ تشریح کے بعد  
یعنی بعض کو بعض پر رکھنے اور ڈھیر لگانے کے بعد جب تک اور صاحبین کی قول پر تشریح کی کہ اس میں کمال نے عیون و هذا اذا ضربه فی بدیہ  
المستاجر فلا غیر بلکہ فلا اجر حتی یعد منہ و بعد ہا یلے اور ہمہ او تو جو کہ تشریح کے بعد ہا یلے ہا اور اگر مالک کی غیر ملک میں اینٹ یا تھی تو تو  
اجر واجب نہیں جبکہ شمار کر دی گھڑی کر کے امام کے نزدیک اور ڈھیر لگا کر کے صاحبین کے نزدیک کذا فی الزلیعی ہم مستصفی میں تسلیم شرط تسلیم ہوتی ہو  
اس کے کہ اگر تسلیم ہو تو شمار ثابت ہوگی کذا فی البہر فروع مسائل لمحق شارح کے الملین علی اللبان والذراب علی المستاجر و داخل الملک  
المنزل علی السمال لا صمتہ فی الجوانق او معوودہ للعرفۃ الا بشرط اینٹ پاتھنے کا سا یا اینٹ پاتھنے والے کے ذمہ ہے اور روٹی اینٹ پکانے کے  
مستاجر پر اور جو جھکا مکان کے اندر رکھنا جو جھکا دھانے والے پر نہ اور کھا ڈالنا اور بھڑا بھڑوں میں یا اس کا چڑھا لجانا جھت پر کر شرط کر لینے سے  
وایکاف دابة لیل علی المکادی وکذا الخبال والجوانق اور جو جھکا دھانے کی واسطے پالان جانور پر باندھنا بکاری یعنی کرایہ و اس پر  
اور اس طرح بر بیان اور گوشت بکاری پر بین والجن علی الکائب واشترط الودق علیہ یفسد ما ظہر یہ اور روشنائی لکھنے  
والے کے ذمہ ہے اور کاغذ کا شرط کرنا کاتب پر اجارہ کاتب کا مفسد ہے کذا فی الظہیریہ و من کان لعلہ اثر فی العین کا لہ صباغ والعصار جہا  
لاجل الا جہا اور جس اجیر کے عمل او کام کا اثر ہو جو چیز میں چنانچہ رنگ ریزا و دھری کا تودہ اس پر کر دے کہ اس کو مستاجر کہہ دے اپنی مزدوری  
لیفہ کیواسطہ ہم دھوئی وہ دھوئی مراد جو کپڑا دھوئی نہ اس سے وغیرہ کا کلپ لگا کر نہ فقط غاسل ثوب و ہر شے کہ مقصود غلبہ و صفت ہو چکی ہو

بشرط ان لا یفسد ما ظہر یہ

آیت توفیق پس به لایق کس بود بر این کزانی الدرر و هبل المزامیر علیه ملوکة للعامل کالشیاء العباد و غیره و بری  
 قولان اخیرها الثاني فغاسل الثوب و کایض الغسل و الطحان و الخياط و الخفاف و حلقی رأس العبد لهم حبس  
 العبد بالاجر علی الاصح محبشی اورا یا اثر سے کام کر سوا کہ کوئی چیز ملوک مزدور یا خیاں نشاستہ اور صاحب یا فقط وہ چیز اثر سے برادر جو نظر سے  
 اور دکھائی دے ہمیں قول میں یعنی ایک سال یہ کہ ہر ملوک علی مراد اور دوسرا قول یہ کہ جو نظر آوے خواہ عین ملوک ہو یا نہ ہو دونوں قولوں میں سے  
 صحیح تر وہ قول ہے تو کپڑا دھو والا ادب سے توڑ والا اور لکڑی چیرنے والا اور آتش پیسنے والا اور دزدی اور موزہ دوز اور غلام کام کر سوزنے والا ان سب کو دیکھنا  
 چیز کا اثر لینے کیلئے جائز ہو جو یہ قول اس کزانی المجتبیٰ ہم سب را الق بین سے کہ مستثنیٰ میں ذخیرہ منقول ہے کہ صحیح قول یہ کہ مجز و العبدین میں جس میں  
 توفیق غفلت ٹھہری اور یہی قول لائق ترجیح کے ہے اور صاحب ہدایہ نے غسل ثوب کو عمل کے مانند ٹھہرایا ہے کزانی الطحاوی در میں یہاں قاضی غان  
 مذکور ہے کہ جب وہی کے عمل کا اثر ہو سوا سبیل حقیر کے نہیں اختلاف صحیح تر قول یہ کہ اس کو حق جس میں ہے ہر حال میں اس کو کہ سفیدی مخفی تھی جو ہر چیز  
 دھوئی کے عمل سے ٹوٹا یا کوسیدی ایجاد کردی ظاہر کرنے سے و هذا اذا كان حاله اذا كان الاجر موجبا فلا يملك حبسها كعمله في  
 بيت المستاجر للتسليم حكما وری یعنی حق جس وقت جب کہ اجرت کی مدت نہ مقرر ہوئی ہو اور اگر اجرت کی مدت معین ہو گئی ہو تو اجرت کے حبس کر لینا  
 نہیں چاہیے مستاجر کے گھر میں کرنے میں جس کا اختیار نہیں سبب تسلیم علی کے و تضمن بالتعدی ولو فی بیت المستاجر فایة اور اجرت پر ان لازم ہوگا  
 تعدی سے اگر تعدی مستاجر کے گھر میں واقع ہو کزانی الغایة خان حکم فضاغ فلا اجر ولا ضمان لعدم التعدی سوا اگر چہ چیز  
 رکھا اور تلف ہو گئی تو اس کی مزدوری نہیں اور اس پر اس کو بواستطاعت عدم تعدی کو من لا اثر لعل کالحال علی ظہر او دابة و الملاهیج و عاقل  
 الثوبای لتطهوه لا لتسليمه محبتی فلیحفظ العبد الاجرة او جبر اجیر عمل کا اثر موجود نہ ہو نیز میں خیاں یا خیاں بیٹھ پڑا جائز ہو جو جملہ لا نیلا  
 اور ملج اور کپڑا دھو دلا چیز کو نہ روک رکھے مزدوری لینے کی واسطے غاسل ثوب سے وہ کپڑا دھو والا مراد ہے جو کپڑا دھو اسکے ظاہر کرنے کیلئے  
 نہ تحسین کیلئے کزانی المجتبیٰ تو اس کو یاد رکھنا چاہیے ہم تحسین سے مراد سفید کرنا ہی اس واسطے کہ سفید مخفی تھی جو اس کے فعل سے ظاہر ہو گئی تو کپڑا  
 سفید کرنا ایجاد کیا تو محسوس ثوب جس کا مالک نہ گاہے سطح ثوب و در میں کہا اگر غلام کو یہ کہنے کے پکڑ لائے و انکو حق میں بیٹھے اگر چہ اس کے عمل کا اثر نہیں و لو حبس  
 قین ضمان الغصب و سببی مخفی بادیہ پس اگر اجرت کو جس کے تو غصب کا تاوان دے اور ضمان غصب کے آدیا غصب کے باب میں ہم یعنی اگر جس میں  
 وہ چیز غصب ہو جائے تو اس کا تاوان دے اگر وہ چیز غصب ہو تو اس کا تاوان دے اگر وہ چیز غصب ہو تو اس کا تاوان دے اگر وہ چیز غصب ہو تو اس کا تاوان دے  
 شرعا محمول و له الاجر ان شاء غیر محمول و له الاجر جوہرہ اور محمول چیز کا مالک مختار اگر چاہے حال سے اس کو محمول اعتبار کرے  
 اس کی قیمت یعنی اس کے عوض شری کا تاوان اور حال کی مزدوری کے او اگر چہ غیر محمول کا تاوان اسے اور مزدوری سے کزانی المجتبیٰ و اذا شرط عمله بنفسه بان یقول  
 له اعمل بنفسك او بیدک لا یستعمل غیرا الا الظرف فکھا استعمال غیر ہا بشرط غیر خلاصہ اور اگر مستاجر اجرت کا عمل ذاتی شرط کرے  
 بطرح کہ اس کو خود یا کسی اور شخص سے کام کرنا اجرت پر سوا اس شخص سے کام نہ کرے کہ اس کو غیر عورت سے دودہ پلوا دینا جائز شرط اور بلا شرط ہر طرح کزانی المجتبیٰ  
 غایت میں کہ درستی کہا کہ خود کپڑا اسی دیا و غیرت کہا کہ خود دھو دھو کہ چھوڑنے اپنے غلام یا شاگرد سے کام کروا دیا تو اجرت دینا واجب کزانی الطحاوی  
 وان اخلو کان له ای الاحیاء ان یستاجر غیرا فاذا بال استیجا وانه لو دفع له بئنی حکم الا و لا الشا و به صرح فی الخلاصہ  
 اور اگر مطلق ملاقہ علی ذاتی اجارہ واقع ہو تو اجرت جو جائز کہ اپنی غیر مزدوری کر کہ مستثنیٰ کہ لفظ سے اشارہ کیا ہے کہ اگر اجرت کو اجرت کا بلا استیجا  
 تو اس شخص کا و ان کا صورت تلف ہو سکے نہ شخص ذاتی اور غلام میں اس کو صرح میں کیا ہے و لید بشرط العمل لانه لو شرطه اليوم او غدا فلم  
 یفعل و طالبه یرا فطر حتی یصرف لا یضمن و اجاب شمس الا ثمة بالنظر کذا فی الخلاصہ او یضمن فی شرط عمل کی حیدر گانی ہوا  
 کہ اگر مستاجر آج یا کل کے دن کی شرط کی سوا اس کا کام کیا اور مستاجر اجرت سے چند بار مطلق کیا ہو اس کو تاہم کی لینا کہ وہ چیز جو گئی

و اگر مستاجر اجرت سے چند بار مطلق کیا ہو اس کو تاہم کی لینا کہ وہ چیز جو گئی

و اگر مستاجر اجرت سے چند بار مطلق کیا ہو اس کو تاہم کی لینا کہ وہ چیز جو گئی

تو ان اجارہ لازم ہوگا اور اس لئے وجوہ کا یہ باب یا ہر کتابی اخلاصہ و قولہ علی ان تعلل اطلاق لا تقبیل مستحق فلک ان یستاجر غیر  
اور مستاجرین کہنا کہ اجارہ ہی پر اطلاق نہ ہوگا اگر کسی شخص سے مزدوری کرے اسے استاجر کہے لیا بیالیہ فمات بعضهم فجاء  
یمن بقی فلہ اجر بحسابہ لہذا فی بعض المعقود علیہ مستاجر ٹھیکہ کا کیا کر اجارہ کے اہل عیال کے لئے آگے سو اور نہیں کوئی شخص گیا اور باقی لوگوں کے لئے آیا تو اسکی  
مزدوری ثابت ہوگی دیکھ مساکے سوائے اسو کہ اسے بعض معقود علیہ پر کیا یعنی عقد اجارہ تمام عیال کے لئے منعقد ہوا تھا اور وہ سب کو لایا تو پوری مزدوری کا مستحق ہوگا  
یہ اگر ہر ایک عیال پر تو نصف اجارہ کا مستحق ہوگا اور اگر کثرت ہو تو ثلث اجارہ کا مستحق ہوگا و قید بقولہ لو کانوا ہی عیالہ معلوم میں ای الحاق  
لیکن اگر جرم مقایلہ بمثلہم اور معتقد میں اس سے قید لگائی کہ اگر اس کے اہل عیال معلوم ہو یعنی عاقدین کو جانتے ہوں تب بقدر حساب بعض عیال بعض  
اجارہ کا مستحق ہوگا اگر سب کے متعاضد میں پوری والا کو نو معلوم میں فیکلہ ای الکل الا حیرا ونقل ابن الکمال ان کانت المثلۃ نقل  
بقصد ان حدیث ہم محاسبہ والا کلاہ اور اگر عیال غیر معلوم ہو تو اجارہ کو اسطے تمام اجارہ واجب ہوگی اور اگر کمال نے نقل کیا یعنی امام ہندوانی سے کہ  
اگر لے کر شقت کم ہو جاتی ہو تو عیال کے کم ہونے سے تو بقدر اس کے حساب کے اجارہ لازم ہوگی اور اگر شقت کم ہو جاتی ہو تو تمام اجارہ لازم ہوگی استاجر بحساب  
لا یصل فی ای کتاب او نزاع علی زبانیان رکۃ ای المکبوب والراہ لہذا ای زید او غیبیہ لا شیئ لہ لہذا نقضہ بعودہ  
کا لکھا اذ اخاط ثم فتن ٹھیکہ مقرر کیا ایک خط یا توشہ پہنچا ہے یا اس اگر اجارہ خط اور توشہ کھیل یا زید کی شواہد غائب ہونے سے تو اس کے  
واسطے کچھ مزدوری نہیں اسو اسطے کہ اسے معقود علیہ یعنی ایصال مکتوب یا زید کو باطل کر دیا اس کے پھر اسے جسطرح درستی جب کہ سیاح پھر اسکو اور پھر  
ہم صنف کو لازم تھا کہ خط پہنچا یا او جو بالبادہ و فون کر کرنا اسو اسطے کہ اگر جواب لانا نہ کرے تو خط پھر اسے تمام اجارہ لازم ہوگی خاتمہ شرح مجمع میں  
شرح اور امام محمد کے جامع صغیر میں ایجابا او جواب لانا فون نہ کر کے کذا فی الخطاوی مختصراً فی الحالیۃ استاجر لید عیب لم یوضع کذا و  
یذہب فرحاً یا اجارہ مستحق فلہ نصف الموضع فلم یجد فلا تجار و جب اجارہ اور خانیہ میں کہ اجارہ کیا تا فلا کی طرف جا اور فلا شخص کو بلا لا  
معین مزدوری پہنچا فیرہاں گیا اور اس شخص کو نہ پایا تو مزدوری اجب گئی ہم خانیہ میں تلخ رسالت مذکور ہو گیا لانا اور شارح رسالت اور بلا لے کو  
بیمان قرار دیا کذا فی الخطاوی فان دفع القضاۃ الی ورنیہ فی صورتۃ الموت او من شیکم الیہ اذا حضر فی صورتۃ غیبیہ وجب الاجر  
بالذہاب وهو نصف الاجر المستحق کذا فی الدرر والغریبۃ المصنف ولكن تعقبہ الخشون وعو لواء علی لزوم  
کل اجارہ لکن فی القسطنطنیۃ انہ ان شرط الحجی بالجواب فیضفہ والا فیکل التوفیق پس سئل ایصال  
مکتوب میں اگر اجارہ خط یا زید کے وارثوں کو در صورت موت فوریہ یا اس شخص کو دیا ہو تو پھر جب کہ وہ اسے در صورت غائب ہونے کے تو جاکے مزدوری اجب ہوگی اور وہ نصف  
اجارہ تعقیبہ کذا فی الدرر والغریبۃ المصنف پر سوا صاحب درکار لیکن درجہ شریف کے خراج کیا ہو تمام اجارہ کے لازم ہوئے پھر عہد کیا ہو لیکن قسطنطنیہ میں یہاں سے متقول ہو کر اگر جواب لانا  
شرط کیا ہو نصف اجارہ لازم او نہیں تو تمام اجارہ لازم تو توفیق بین القولین ہوگی یعنی صاحب درکار نصف کا کما شراط طوب مجمل ہو او محشیوں کا قول ہم فیرہاں ہو  
وان وجدہ ولم یوفیہ الیہ لم یجب لہ منی لا شفاء المعقود علیہ وهو الا یصل اذ اگر اجارہ زید کو یا او خط او توشہ دے سکتا ہو یا تو کچھ مزدوری  
او سکی اجب ہوگی سبب نہیں معقود علیہ یعنی ایصال خط یا جوارہ ہوا تھا سو یا گیا و اختلف فیما لو فرقہ او سہل اختلاف اگر اجارہ خط دیا تو الا یعنی بعض کو زید  
سہل مزدوری اجب ہوگی او بعض کو نزدیک اجب نہیں ہتھولی ارض الوقت اجارہا بغير اجر المثل یلزم مستاجر ہا ای مستاجر ارض الوقت لا المثل  
کما غلط فیہ بعضہم تمام اجر المثل علی المفتی بہ کما فی البحر المحیط وغیرہ مودی ارض وقت زید کو بغير اجر مثل یعنی کمتر از اجر مثل پر اجارہ دیا تو  
ارض وقت کو پوری اجر مثل دینی لازم ہوگی یا مگر مفتی یہ چنانچہ سہل ارض مین تلخیص و تخریج اور مودی پر اجر مثل لازم ہوگی چنانچہ بعض علما غلط سمجھ میں و کذا لکم سنی آپ کما فی مجمع  
الذہابی اور اسطرح کما مگر مرقی و باب کا چنانچہ مجمع الفتاوی میں یعنی اگر کسی باب صغیر کی زمین کمتر از اجر مثل پر جوارہ دے تو مستاجر پوری اجر مثل لازم ہوگا و سہل باب مین الذہان  
فی غصب قمار الوقت و غصب منافعہ و کذا فی کمال ما هو الواقع لہذا یجب فیما اختلف فیہ العلماء حتی یقتضوا الاجارۃ عند الزیادۃ الفاحشۃ نظر الوقت و یجوز





وادی انہا اضرار خلا بیدق البرہمان علیہ اور اگر مستاجر اترے شل کی زیادہ ہو گا انکار کرے اور دعویٰ کرے کہ زیادہ ضرر رہا ہے تو ضروری ہوا سپر  
گواہ قائم کرنا یعنی زیادہ کا دعویٰ گواہ لایا نہ کرے پر دان لم یقبلھا البھما المتولی اور اگر مستاجر زیادہ کو قبول کرے تو متولی دوسرے شخص کو اجارہ دے  
ہم طحاوی نے کہا بہتر یہ تھا کہ اس قول کو شارح انکار زیادہ پر مقدم کرنا وان کانت مزدوعہ لہ تصح اجارۃھا لغيرھا حسب الزرع لکن لضم علیہ  
الزیادۃ نس وفتھا اور اگر زمین نصف مزدوع ہو تو اسکا اجارہ دینا سدا کثکار کے جائز نہیں لیکن اگر سابقہ سے زیادہ ملائی جائے مستاجر پر زیادہ ہونے کے  
وقتے وان کان بنی او غیر من فانھا التوجہ لغيرھا اذا فرغ الشھان لم یقبلھا لانھا لہا عند اس  
کل شھہ اور اگر مستاجر زمین میں غار بنائی ہو یا وقت لگائے ہوں تو اگر ماہواری اجارہ لیا ہو تو زمین غیر مستاجر کو اجارہ دی جائے جب کہ زمین ہونے کے  
اگر مستاجر زیادہ کو قبول کرے تو سبب منع ہے اجارہ ماہواری پر جس کے سر پر ہم محیط ہیں کہ غیر گواہوں پر عورت میں جائز رہا جب کہ رفع عت کے بعد  
اگر زیادہ ہو جائے اور اگر بعد در ہو جائے عمارت کے اجو سابقہ سے زیادہ تو متولی اسے اجو سابقہ کے ساتھ مستاجر کے پاس باقی رکھے گا کذا فی طحاوی  
والبناء علیہ الناطق بقیہ مستحق القلیع للوقف اور تار کا انکار الگ ہو گا بقیہ عت مستحق القلیع کی قیمت دیکر او تصدیق حتیٰ تخلص بناؤ  
یا مستاجر کہ یہاں کہہ کر اسکی عمارت خلا یعنی پاؤ یعنی انہما کہ بی اپنی اینٹ اور کھڑی پر صرف کرے وان کانت المدۃ باقیہ لہم توجہ لغيرہ وانما  
علیہ الزیادۃ کا زیادہ دیا جائے اگر ابا کی مدت باقی ہو تو غیر مستاجر کو زمین کا اجارہ نہ دیا جائے اور اسکے سوا کچھ نہیں کہ مستاجر پر اجرت شل کی زیادہ  
ملائی جائے بیسے زراعت والی زمین کی زیادہ تو مستاجر پر لاتی کیجاتی ہے واما اذا ازاد اجرت المثل فی نفسہ من غیر ان یزید احد المتولی  
فتھا وعلیہ القنوی اور جسے کہ اجرت شل فی نفسہ زیادہ ہو جائے ہونے کے کوئی شخص بڑھائے تو متولی کو منع اجارہ کا اختیار ہے اور اسی پر فتحی سے  
وہما لہم کان علی المسناجر المبیئ اشباہ مغربا للصفری اور جب تک تلی اجارہ کو منع نہ کریگا تو مستاجر پر اجرت بعینہ واجب ہوگی چنانچہ  
اشباہ مدین فتاویٰ صفری سے منقول ہر حالت وظاہر قولہ والبناء علیہ الناطق لہ انہ تملک لہم الوقف فہا علی صاحبہ وھذا  
لو ادر من تنقش بالقلیع والہ شیوہ فیما کافی عامۃ الشرح منھا البحر والمخ فیقول علیہا لانھا الموضوع لنقل المذہب بطلان  
نقول الفتاویٰ میں کہتا ہیں اور اسکا قول والبناء علیہ الناطق لہ آخرہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ ناطق تار کا مالک ہو جائے بھت وقت کے صاحب عمارت  
پر جبر اور زبردستی کر کے اور یہ یعنی زبردستی سے مالک نہ ناطق اور جس میں ہر کہ زمین ناقص ہو جائے عمارت کے کھڑے سے اور اگر ناقص نہ ہو تو قیمت دیکر مالک سے  
یہ بنا عمارت کی رضامندی شرط ہے چنانچہ اکثر شروح میں تصریح ہے انجملہ سراج الرائق اور شرح الفخاری تو شرح کی روایت پر عماد کیا جائے واسطے کو نقل مذہب  
کے واسطے شرح ہی ہو صریح اور مقرر میں برخلاف نقول فتاویٰ یعنی اگر فتاویٰ کی نقول شرح کے مخالف ہوں تو اعتماد کے لائق نہیں ہم سنجھا تھا کہ اگر  
فتاویٰ مؤید زادہ ہر جسکی عبارت شارح اسکے بعد ذکر کریگا اور تجنیس اور ضانیہ ہر دو میں منقول ہے کہ متولی عمارت کا زبردستی مالک ہو گا کذا فی الطحاوی فقہ  
وفی فتاویٰ مؤید زادہ من الوقف مغربا للفصولین حائوت وقف ہی فیہ ساکنہ بلا اذن متولین ان لہم لقیہ وقفہ رفیعہ وان یشہد  
المضیع مالہ فلیترقی الی ان تخلص مالہ من تحت البناء ثم یاخذہ اور مؤید زادہ کے فتاویٰ میں کتاب الوقف سے منسوب ہے بقبولین کہ ان کے مالک  
ہر وقف کی جس میں اس کے رہنے والے کچھ عمارت بنائی بلا اذن متولی وقف اگر عمارت کا کھڑا ضرر کرے تو اسکو کھڑا اور اگر ضرر کرے تو بنائے اور  
خود ضائع کرے یا لا اپنے مال کو تو چاہیے کہ یہاں تک نظر کرے کہ اسکا مال تحت قمار سے خلاص ہو پھر اسکو لے ولا یکون بناء ما ناعا و  
اجارۃ لغيرہ اذہد کہ علی ذلک البناء حیث لا یحکم دفعہ اور عمارت اس شخص کی غیر شخص کے اجارہ دینے کی مانع نہ ہوگی ہر طے کر اسکا اعتبار  
اور قبض نہیں اس شرط پر اس واسطے کہ وہ اسکو منہدم نہیں کر سکتا ولو صطل ان جعلہ اذ الم للوقفین بمن لا یحکم وراقل القیمتین مخرجا  
وہ بنیاً فیہ حیث اور اگر اس پر اتفاق کریں کہ اس عمارت کو وقف کے تحت میں کریں بعض اور میں شہید جو اقل القیمتین سے شہاؤ کرے یعنی منہدم عمارت  
کی قیمت اور طیار عمارت کی قیمت میں سے جسکی قیمت کمتر ہو اس سے اسکا ثمن زیادہ ہو تو جسے ہر دار لونی الا فیہ یؤخذ دفعہ کہ شہاؤ الی القاضی

الاعتقاد بان فیفسخ بنفسه وعلیه الفتویٰ اور اگر مکرر کو دین لایں ہو تو قاضی بالشرع کے لئے تاکہ قاضی عقد اجارہ کو فسخ کر دے اور اجارہ دہ کو  
 اجارہ نہیں کہ اجارہ کو فسخ کرے اور اس پر فتویٰ ہے ہم یہاں سے صورت میں جب کہ اگر کوئی طریقہ باقی رہے تب قاضی سے فسخ اجارہ کہ اس کو فسخ کر کے  
 دین اگر ہے وچونکہ نمیشل اجارہ ویا کثرت باطل ہا متغابن فیہ الناس لا بالاعتقائے فتکون فاسد لا فیوجز اجارہ صحیحہ اقامت اول  
 ازمین غیرہ باجرا المثل اور زیادہ بقدر ما یوضی بہ المستأجر انھی اور اجارہ جائزہ اثر شل یا زیا و ترا جہ شل یا کثرت شل او سقدرا کثرت اقل حیرت  
 زون کوئی کوئی نہیں ہوتا او سقدرا میں جس میں تغابن واقع نہیں ہوتا تو اجارہ فاسد ہو جائیگا تو مکرر اجارہ صحیحہ بقدر کہ مکرر اجارہ مستأجر کو اس کے سوا  
 اور شل سے اثر شل مقرر کر کے با زیادہ اثر شل سے جس قدر کہ مستأجر راضی ہو انتہی باقی فتاویٰ کوئی نہ دے و فی فتاویٰ الحانوتی بینہ الا شل  
 عقد مدہ وھی التي شہدت بان الا جرحہ او لا جرحہ المثل وقد اتصل بها القضاء فلا تنقض قال وبہ اجاب بقیۃ المدان  
 فیلفظ اور فتاویٰ حانوتی میں کہ اثبات کے گواہ مستند م ہیں اور گواہ اثبات وہ ہیں یہ گواہی میں کہ اثر پہلی اثر شل ہی تھی اور گواہی  
 قاضی کا کہ بھی متصل ہو گیا تو اجارہ منقوض ہو گا حانوتی نے کہا اور یہی جواب ہے یا ہی بقیۃ اہل مذاہب نے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے ہم حانوتی کی عبارت  
 یہ کہ نذر الدین علی طرہ المثل سے سوال ہو کہ حاکم نے صحت اجارہ وقت کا اور اس کا کہ اثر پہلی اثر شل تھی حکم کیا بعد اس گواہی کے کہ اثر شل تھی  
 پہلے اور گواہی میں کہ اثر کثرت تھی اثر شل سے تو عمل بطلان اجارہ پر ہو گیا نہیں جواب ہے یا کہ گواہی اثبات کی مستند اور حکم حاکم بھی اس سے  
 متصل ہو گیا تو اجارہ منقوض ہو گا کہ انی الطحاوی باب ما یجوز من الاجارۃ وما یكون خلافا فیہا ای فی الاجارۃ  
 یہ باب ہوا اس اجارہ کا جو جائز اور جس اجارہ میں اختلاف ہے ہم طحاوی سے کہہ یوں کہنا واضح تر تھا باب ما یجوز من الاجارۃ فی الاجارۃ یہ باب ہے  
 اور ان فعل کی اجارہ میں جائز نہیں بقیۃ اجارہ حانوتی ای دکان و دایرہ بیان ما یعمل فیہما لضرۃ المتعارف ہے ہم ہر اجارہ حانوت  
 یعنی دکان کا اور گھر کا یا اس محل کے جو زمین کیا جائے سبب سے نفع اور عمل کے متعارف اور مروج کی طرف ہم ہر اثر افاق میں کہا ہے کہ عمل متعارف  
 اور میں سکونت ہو تو وہی مراد ہوگی اور سکونت متفاوت چیز نہیں و بلا بیان میں فیہما لضرۃ ان لیسکنھا غیرہ با جرحہ وغیرہا کا اسمیاتی اور اجارہ  
 ہر گز اس بیان کے گھر میں کون شخص ہو سکا تو مستأجر کو جائز کہ غیر شخص کر کے با جرحہ یا غیر اجارہ چاہے کہ زکوہ ہو گا ہم غیرہ کا کہنا جائز اگر فقط مستأجر دینا  
 شرط ہو گیا ہو کہ انی الطحاوی وایہ ان یعمل فیہما ای بالمأذنت والدار کل ما اراد فیتد ویریطد وایہ ویکسیر حطبہ ویتجی جیدا  
 ویتخذ بالوقدان لھو لھو ویطحن یطحی البیدوان غیرہ یعنی قنیہ اور مستأجر کو جائز کہ دکان اور گھر میں جو چاہے سو کا م کرے تو مروج کاری اور  
 جانور و زمین بنے اور گزبان شکر اور اسکی دیوار استخاکرے اور بنجاست کا چہ بھرتا و اگر ضرر نہ ہو اور ہاشمہ کی چکی سے آٹا پیسے اگر گھر کو ضرر ہو اسکی فتویٰ  
 ہو کہ انی القنیہ ہم جائز ہا نہ ہا اور توت جائز ہو جب کہ جائز دین کو سطل کوئی سنگ گھر میں مقرر ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو گھر کو سطل بننا اور چکی کے سطل میں  
 شارج تابع ہوا مصنف کی شرح کا اور مصنف اپنے استاد صاحب بھوکا پر حالانکہ بھوکا افاق میں خلاصہ کی نقل عبارت سے وہ لفظ ساقط ہو گیا ہے  
 جس سے حکم نکلتا ہے یعنی منع کا و عبارتہ الخلاصہ کافی الرمز لا یمنع من اخی الیدوان کان یمنع منع وعلیہ الفتویٰ یعنی ہاشمہ کی چکی منع نہیں اور  
 اگر ضرر ہوتا ہو تو منع ہوا اور اس پر فتویٰ حوی نے کہا الحاصل کہ جو فعل کہ عارت کو مستأجر کو زکوہ کر دے وہ مطلق عقد مستحق نہیں کہ یہ کہ  
 اسکی شرط ہوگی ہوا یا ملک اس فعل سے راضی ہو جائے اور جو فعل کہ زکوہ کرے وہ مطلق عقد مستحق کہ انی الطحاوی غلبہ لا یشکل  
 بالبناء للفاعل والمفعول حدادا او قصارا او طحانا من غیر رضی الما لہ او اشتراطہ ذلک فی عقد الا جرحہ لا ینویع البناء  
 فیفتوۃ علی الرضا کرایہ را کو ہر عمل گھر میں درست ہے اس کے کہ گھر میں ہا یا یا دھوبی یا چکی پیسنے والیکونہ رکھ دے رضامندی مالک کے یا اس کے  
 شرط ہو جائے عقد اجارہ میں استیصال کو زکوہ وغیرہ کارہنا عار کہ زکوہ کر دے یا تو مالک فائدہ کی رضامندی کا پر موقوف ہو گا شارج نے کہا ایسکے معروض  
 ہا مکرر کا قصیدہ ہم شارج کو دین کہنا مناسب تھا کہ ایسکے مکرر کو زکوہ کر دے یا تو مالک فائدہ کی رضامندی کا پر موقوف ہو گا شارج نے کہا ایسکے معروض

کتاب الاجارہ  
 باب ما یجوز من الاجارۃ  
 ما یعمل فیہما لضرۃ المتعارف

ہونا باعتبار حال ہونے کے ہر اور دوسری صورت میں باعتبار مفعول ہونے کے ولو اختلاف فی الاشارة فالقول للموخر کالوا انکر اصل العقیدۃ  
اگر مستاجر اور موجر شرط میں مختلف ہوں تو موجر کا قول مقبول ہو چنانچہ اگر موجر اصل عقد اجارہ کا منکر ہو تو اس کی قرل مقبول ہوگا و ان اگامنا  
البینۃ فالبینۃ بینۃ للمستاجر لاثبات الزیادۃ خلافہ او اگر دونوں گواہ لادین تو مقبول گواہ مستاجر گواہ میں بشرط اثبات زیادت  
لذات الخلافہ وہ فیہا استیجاب للقصرۃ فلہ الحدادۃ ان الحد ضرر لہما اور خلافہ میں کہ گھر اجا گیا زری کیسے تو اسکو اس کی  
زیرت سے اگر گزری اور اس کی ضرر کیساں ہو ولو فعل مالیس لہ لزمہ الا جرحہ ان انہدم بہ البناء فیہا ولا اجر لہ فمالیس لہ  
اور اگر مستاجر دیکھ کر سے جو اسکو درست نہیں تو اسکو سیر کر دینا لازم ہوگا اور اگر اس کام سے عاثر نہ ہو تو اسکا تاوان دی اور اس میں  
کرایہ نہیں اس کے تاوان اور کرایہ باہم جمع نہیں ہوگا ولہ السکنی بنفسہ واسکان غیرہ باجارتہ وغیرہا وکذا کل مال یختلف بالمستاجر  
التقید لا ینتفیض فیہا اور مستاجر کو جائز ہے کہ اس کے خلاف میں لیکر اور بدو کرایہ کے اور اس طرح جو عمل کہ مختلف اور متفاو نہیں ہوتا استعمال کرنے  
دائے کے خلاف میں استعمال کرے و ان کی قید کا نا باطل ہے سو اس کے تقید کو مفید نہیں یعنی سبب عدم تفاوت کے بخلاف مال یختلف بہ کما سی  
مرفق اس عمل کے جو متفاو ہو جائے استعمال کر کے خلاف میں چنانچہ اگر گھر کو بھجوا دیا اور کرایہ نہیں لیا تو مستاجر کو اس کے خلاف میں استعمال  
توان لازم ہوگا در صورت مخالفت شرط کے ولو آخر با اکثر تصدیق بالفضل اور اگر مستاجر دوسرے شخص کو اجارہ و اکثر مقرر کر کے نور باون کو غیر  
کرے ہم یعنی اگر چار روپے کو خود اجارہ لیا اور دوسرے شخص کو پانچ روپے پر کرایہ یا تو ایک و پیر خیرات کرے اپنے صرف میں لاو الا فی مسئلتین  
اذا آخرھا بخلاف الجنس او اصح فیہا نشیئا مگر در صورت میں مستاجر کو زیادہ کرایہ لینا درست ہے جب کہ گھر کو کرایہ کے مخالف جنس پر گھر  
میں کچھ دینی ہو وہم خلاف جنس یہ کہ روپیوں کا کرایہ دینا ہو اور اشرفی یا پیسوں یا انج کا کرایہ لینا ہو اور اصلاح اور درستی کی صورت یہ کہ مثلاً  
گھر میں چوہ نہ کاری کر دی یا چھت پر لگا کے حموی نے کہا جھاڑو دینا اصلاح میں داخل نہیں ولو آخرھا من المویجرا تفصح و تنفیح الا جاز  
فی الاصح بخراب المویجرا وینفیج تفصح خلافہ فتنبہ اور اگر مستاجر نے گھر کرایہ یا خوراک موجر کو تو اجارہ بھیج نہیں اور اجارہ بھیج ہوگا تول  
اصح میں چنانچہ بخراب الرائق میں جو پیرہ سے منقول ہر اور اس کے معنی لفظ فعل کی تفصح آرگی تو خبر دار رہو یعنی متفرقات اجارہ میں ہم فسخ کو شواہ  
وہبانیہ ضرر سے نقل کریگا و تفصح اجارۃ امضی للزراۃ مع بیان ما یؤرخ فیہا اوقال علی ان اذرع فیہا ما اشاء کلا تفصح المناظرۃ واما  
لفی فاسدۃ للجماعۃ و تنقلب صحیحۃ بزرعھا و یحبب المسمی اور صحیح ہر اجارہ زمین کا زراعت کیسے اس بیان کے ساتھ کہ کون چرواہا میں ہوئی جاو کی  
یا مستاجر کو کہ اجارہ لینا ہوں اس شرط پر کہ زمین میں زراعت کروں گا جو چاہے گا ہوں گی ان مزروع یا عموم مزروع ہوا اسے شرط ہوا کہ آئندہ جھگڑا نہ ہو اور  
اگر بیان مزروع یا عموم مزروع نہ ہو تو اجارہ فاسدہ اور اجارہ فاسدہ پلٹ کر صحیح ہو جائیگا اس کے زراعت کرنے سے اور اجرت معینہ و اجرت ہر  
باعتبار نفع اور ضرر کے متفاو ہوتا تو دفع نزع کیو سبب بیان کرنا ضروری ہوا اور نزع دفع ہر جاتا ہوتا ہے مستاجر کو اختیار دینا اور در صورت عدم بیان زراعت  
کرنے سے ہوا سبب اجارہ صحیح ہوگا کہ مقفوع علیہ استعمال معلوم ہو گیا اور ہشیار و تناب سبب ان مسئلہ مزروع کے توجہ کہ جہاں نفع ہوگی زراعت کرنے سے  
تو گویا جہاں اول ہی نہ تھی و المستاجر الشرط والطریق اور زمین کے اجارہ میں پانی لینے کی باری اور زراہ مستاجر کیو سبب ثابت ہے ہم اجارہ میں  
پانی کی باری اور راہ بدو شرط کے بھی داخل ہے او زمین کی خرید میں بلا ذکر حقوق وغیرہ داخل نہیں ہو سکتے کہ اجارہ ہونا نفع کیو سبب اور بدو  
دونوں چیزوں کے زمین فائدہ لینا نہیں ہو سکتا اور نفع مقصود ملک قبضہ نہ نفع عین نہیں و لہذا مشورۃ زمین کی بیع جائز اور اسکا اجارہ زراعت  
کیو سبب جائز نہیں کذا فی الطحاوی و یؤرخ زراعتین ربیعاً و خریفاً اور مستاجر دو بار زراعت کرنے ربیع اور خریف میں ہم یہ بار صورت میں  
جب کہ سال بھر کا اجارہ ہو گا نہ صریح فی القنیۃ ولولہ لکنہ الزراۃ للحالی لا احتیاج لہما لیس فی ادکوی ان ائکناہ الذی ائمہ فی  
معدۃ المقدر جاز و الا کما ماکہ فی القنیۃ اور اگر مستاجر کو فی الحال زراعت ممکن نہ ہو سکنے کی حاجت ہے انہر کہ زراعت سے

تو اگر زراعت ممکن ہو تو اجارہ جائز ہے اور اگر مستغیرت میں ممکن ہو تو اجارہ جائز نہیں اور پورا سکا یا قتیعی میں اجارہ بھی مشغولہ ہونے  
 خبرہ انکان الزرع یحقی لا یجوز اجارہ لکن لو حصداً وسلمها انقلببت جائزۃ زمین اجارہ کی ایک سناہ کر کے حالانکہ وہ زمین  
 غیر شمس کی زراعت سے مشغول ہو تو اگر زمین ازاد حق ہو یعنی مزایع بطریق اجارہ یا عاریت کے زمین کی ہو تو اجارہ جائز نہیں لیکن اگر کھیت کا سٹے  
 او زمین سناہ کر کے تسلیم کرے تو اجارہ بدل کر جائز ہو جائیگا مثلاً لو استعصد الزرع فنجوز و یومر بالحصا و المصلیم یعنی مزایعہ زراعت  
 والی زمین کا اجارہ جائز نہیں جب تک کھیت نہ کرے تو اب جائز ہوگا اور کھیت کاٹنے اور تسلیم کا امر ہوگا سکا قتیعی کے کافی البرازہ الا ان یوجہ  
 مضافۃ الی المستقبل فنجوز مطلقاً مگر جب کہ زمین والی زمین کو زمان مستقبل کی طرف منسوب کر کے اجارہ دے تو مطلقاً اجارہ جائز خواہ زمین  
 واجبی ہو یا غیر واجبی ہم بشرطیکہ زمین زراعت سے خالی ہو کما دت مستقبلہ مذکور تک کذا فی بطوطاوی وان کان الزرع بغیر حق صحت لا مکان  
 المسلم لجبرہ علی قلعه آخرت اولاً فتاوی قاری الہدایۃ اور اگر زمین غیر واجبی ہو یعنی بطوطاوی کے ہو تو زمین زراعت والی زمین کا اجارہ  
 صحیح ہے بسبب مکرر نے تسلیم کے زبردستی کھیت اور کھار کر خواہ زمین زراعت پختہ ہو یا خام کذا فی فتاوی قاری الہدایۃ و فی العا ہبانیۃ نفع آخر  
 الدار المشغولۃ یعنی ویومر بالتقیرغ و ابتداء المدۃ من حب تسلیمہا اور ہبانیۃ میں کہ وہ مشغولہ یعنی جس گھر میں موجر وغیرہ کا سناہ  
 ہو تو اس کا اجارہ جائز ہے یعنی اور موجر کو حکم ہوگا اس کے خالی کر دینے کا اور ابتدائی مدت اجارہ ہو سکی تسلیم کی وقت سے ہوگی و فی ہاشبہ استاج  
 مشغولہ و فارغاً صح فی الفارغ فقط و یجوز فی المستغیرات اور ہاشبہ میں کہ بھری اور خالی چیز کو اجارہ لیا تو فقط خالی چیز میں اجارہ صحیح ہوگا  
 اور سکا دار اب المستغیرات میں اس کے اوپر و نفع اجارہ ارضی البناۃ والغریس وسائر الاموال متغیرات کھلیج آخری و خراف و مقیدہ و مراہا  
 حتی تلزم الاجارۃ بالتسلیم انکان زرعاً ام لا بحر اور صحیح ہے اجارہ زمین کا مکان بنے اور دھت لگائے کیواسطے اور باقی فوائد کیواسطے  
 چنانچہ منجملہ ارضی کے برتن وغیرہ کے پکانے کے واسطے اور جائزوں کے رہنے کیواسطے نصف روز اور رات کی وقت تو تسلیم سے اجرت  
 لازم ہوگی خواہ اوس زمین کی زراعت ممکن ہو یا نہ ہو کذا فی البحر ہم یہ اجارہ زمین کیواسطے نہیں ہے تا عدم مکان زراعت سے کھارہ منع ہو کذا  
 فی البیہان مضت المدۃ قلعهما و ملکہا فارغۃ لعدم نفعہما و اگر اجارہ کی مدت گزر جائے تو مستاجر مکان اور دھت کو کھوے اور زمین خالی  
 موجر کو تسلیم کرے بسبب شہدہ و دون کی نہایت کے ہم حموی نے کہا ان بعد کھوے کے زمین کا بار کر دینا مستاجر کے ذمہ ہے جو سٹے کے اوس زمین کو خراب کر دے  
 الا ان یعزم لہ الموجر قیمۃ امی البناۃ او الغریس مقلوعاً بان تقوم لہ دھن بھما وید و نھما فیغض ما بینھما اختیار مستاجر  
 زمین خالی کر دینا لازم مگر جب کہ موجر مستاجر کو کھدے مکان یا دھت کی قیمت کا تاوان کے سطر پر کہ زمین کی قیمت مکان اور دھت کے مکان اور دھت  
 فقط خالی زمین کی قیمت ٹھہرائی جائے تو موجر تاوان کے باقی قیمت کا کذا فی الاختیار و یملکہ بالتمسک عطف علی یعزم لہ غیر نظر الھما اتمت  
 ویکرموجر مکان اور دھت کا مالک ہو اسو سٹے کہ زمین مستاجر اور موجر دونوں کیواسطے رعایت منظور ہو شارح نے کہا یملکہ کا لفظ منصوب یعزم عطف ہے  
 قال فی البحر و هذا الاستثناء من لزوم القلع علی المستاجر فاذا واند لا یلزمہ القلع لوجہ فی الموجر بدفع الفیمۃ لکن انکا  
 تنقص یملکہما جبراً علی المستاجر والا فخرضا لا یزال ان من کہا اور یہ استثناء یعنی الا ان یعزم کا استثناء لزوم قلع علی المستاجر ہے جو  
 نے فائدہ بنا یا استثناء سے کہ مکان کا کھو دنا مستاجر پر لازم نہیں اگر موجر قیمت مکان کی ہے لیکن اگر زمین ناقص جاتی ہو کھو دنے سے مستاجر  
 جبر کرے زمین کا مالک اور اگر ناقص نہ ہو تو اس کی رضا مندی سے مالک ہو یعنی بعد از قیمت او برضی الموجر عطف علی یعزم بتو کہ اھما  
 البناۃ او الغریس فیما کو انسا و الدن و انسا و الاھم من لھذا یا کہ موجر مکان یا دھت کے باقی رکھنے پر راضی ہو تو مکان اور دھت سکا ہوگا  
 یعنی سناہ کر کے اور زمین کی قیمت و دھت کی شارح نے کہا برضی عطف ہے یعزم پر و لھذا الدن ان باجرہ اجارۃ و لا فائدا فھما ان یوجہ اجارہ  
 انسا و الدن فی قیمت الھما من البناۃ و الدن و انسا و الاھم من لھذا یا کہ موجر مکان یا دھت کے باقی رکھنے پر راضی ہو تو مکان اور دھت سکا ہوگا

اجارہ کے ہوتو یا جازہ ہوا اگر بلا اجارہ ہو تو عاریت ہے تو مستاجر اور موجر کو دونوں کی اجارہ دینا یا کسی شخص کو یا کسی شخص کو زمین کی قیمت پر زمین مکان کے اور زمین کی قیمت پر زمین کے قیمت کرین پھر شخص اپنا حصہ کذا فی الجہتی ہم مثلاً اگر زمین کی قیمت دو سو ہو اور مکان کی قیمت ایک سو اور اجارہ تین سو ہو تو وہ دم سو ہو اور ایک سو مستاجر و فی وقف القنیۃ بنی فی الدار المسئلۃ بلا اذن القیم و نوع البناء یضرب بالوقف غیر القیم علی دفع القیمۃ للباقی الم اور قنیۃ کی کتاب الوقف میں کہ فی سبیل فقہ گھریں کسی شخص نے کچھ مکان بنایا بدو اجازت مولیٰ کے اوجہ لاکہ اور مکان کا کھو دنا وقف کو ضرر کرے تو مولیٰ پر اوسکی قیمت دلا کر مکان بنانے والے کے وسطے زرہی کیجای الی اخر العبارة یعنی حاکم زرہی قیمت دلا کر بظہر صلاح ولو استاجر امرض وقف وغیر فیہا و بی ثم مضت مدۃ الاجارۃ فلیست استجارۃ مستبقا و ہما باجر المثل اذ الم یلک فی ذلک ضرر بالو ولو ابی الموقوف علیہم الا القلع لیس لہم ذلک کذا فی القنیۃ اور اگر وقف کی زمین اجارہ لی اور زمین و زمین لگائے اور مکان بنایا پھر جازہ کی مدت گذر گئی تو مستاجر کو درختوں کا باقی رکھنا بعض اجارہ مثل کے جائز ہے جب کہ اس باقی رکھنے میں وقف کو ضرر نہ ہو اور جس زمین وقف ہے وہ زمین ہوشیہ کھو سکے تو اذ کو مکان اختیار نہیں کذا فی القنیۃ ہم ظاہر یہاں مصنف اس پر لالت کرتا ہے کہ وہ جو بنی نہ کرے ہو چکا کہ مستاجر بعد وقف مدت میں زمین کھو کر خالی زمین تسلیم کرنے وہ زمین ملک کا مسئلہ تھا اور حکم وقف کا ہے اور سعاف اور عمادیہ میں قنیۃ کے مخالف منصوص ہے کہ عمارت جب وقف کو ضرر کرے تو اوسکے کھونے پر بنایا والے پر زرہی کیجی انتہی اور علمائے ذکر کیا ہے کہ قنیۃ کا تر الا قول لائق عمل کے نہیں تو کیونکہ اس پر عمل ہو گا جیسا کہ کتابوں کے مخالف ہوا اسکو خلاف مشائخ پر محمول کیجئے کذا فی الخطا وی مختصراً قال فی البحر وبهذا تعلم مسئلۃ ان زمین المحتکوفہ وہی منقولہ ایضاً فی اوقاف الخصاص و غیر الرائس میں کہا اور قنیۃ کے متعلق سے ارض مختکہ کی صحت کا مسئلہ معلوم ہوتا ہے اور وہ تو اوقاف خاص میں جس منقولہ ہم ایسی اگر مستاجر مکان یا بنیہ یا مستبقا عمارت تو بعد از اجارہ اجارہ مثل دیکر جازہ اور اسکو جو قرار بت ہو گا یا یہ ملک وقف کو ضرر نہ ہو تو اب مولیٰ اوسکا مالک نہ ہو گا وقف کی وسطے مگر اوسکی ضماندی سے اور یہ مسئلہ ہر ملک کا جواہل کتاب البیع میں لکھ کر ہو چکا کذا فی الخطا وی والربطۃ لہ علم نہایت ہا کا لیشہر قتلہ بعد مضمی المدیۃ اور بطیہ دخت کے مانند ہی سبب نے اوسکی نہایت کے تو کھو دنا اجازت گذر جائے کے بعد ہم ربطہ باین شجر او گیاء کے ہر فادسی میں اسکو سبب سے کہتے ہیں بل کے مانند ایک بار کو سے سالہا سال رہتا ہے زیادہ در حکم شجر نہ در حکم درخت شوا المراد الربطۃ ما یسبغ فی الارض ابداً و انما یقطف و رقبہ و بیاع او ترھک پھر درخت کرنا چاہیے کہ ربطہ مراد وہ پھر جسکی جڑ زمین ہمیشہ باقی رہے اور اوسکی پتی یا پھول تر رہا و بیع ہو و اما اذا کان لہ ظاہیۃ معلومہ کما فی الفقہ والجزء الباذلجان فیہ یجوز ان یکون کالزروع یترک باجر المثل الی نہایت کذا حذرہ المصنف فی حواشی الکفر وقواء بما فی معاصرات الخانیۃ فلیحفظ او جب کے اوسکی نہایت معلوم ہو جسکو کہ مولیٰ او جازہ بینکن تر الا قول ہے کہ اوسکا حکم زرعت کے مانند ہو کر اجارہ مثل لیکر اوسکی نہایت تک چھوڑی جائے بیطخ کی تحریر کی ہو مصنف نے حواشی کفر میں اوسکو نفی دسی خانیہ کے قول سے جواب المساقاۃ میں تو اسکو اذ کھنا چاہیے ہم مولیٰ او جازہ کی مثال دت میں اسوٹے کہ لیکر او کھنا سے پھر باقی نہیں رہتی قلت بقی لو کہ نہایت معلومہ لکن فی البعدۃ طویلۃ کا لفصیب فیکون کالشیخ کا فی قادیان الحلال فلیحفظ تعلیقا میں کہتا ہے احتمال باقی رہا کہ اگر ایک چیز کی نہایت معلوم ہو لیکن بعد از طویل ہو جائے ملک اور تو وہ چیز خرت کے مانند ہو کانی فادیان الحلی تو یہ قید یا ہو کہنی چاہیے فالزروع یترک باجر المثل الی ادراکہ مرایۃ للجانین لان نہ نہایت کما مر اور کہیت سے تعرض نکلیا جائے اجارہ مثل لیکر اوسکے کہنے کہ دونوں جانب کی نہایت کیواسطے ہر سطر کہ کہیت کی نہایت ہر خطہ ذکر کر رہا ہے ہم یعنی مدت اجارہ منقضی ہو گئی اور نہ کہیت خرت میں اوسکو کمال تک اجارہ مثل دہیگی اور اگر مدت سر ہو تو وہ اجارہ لا رہم جو دنوں میں فیصل ہو چکی بخلاف موت احد ہما قبل ادراکہ فاذ یترک بالمستفی علی حال الی الخصاۃ فان انقضت لان ابقاۃ علی ما کان اوی ما دامت المدۃ باقیۃ اما بعد ہما باجر المثل بخلاف موت مستاجر یا مستاجر کی کہیت پکے سے پہلے سو اسطر کہ کہیت باقی رکھا جائیگا اجارہ معینہ پر حال سابق کہیت کاٹنے تک اگرچہ اجارہ وضع ہو گیا ایک شخص کی سمیت ہو سکتا ہے

فقد المسئلۃ فی القاموس سبب علی جعل فی سبیل اللہ



باقی رکھنا حال امنی ہے جب تک کہ نہ جائز ہو کہ اسے اور بعد از مقتضائے وقت کے قریب میں لازم ہوگی تو مطلقاً بالمتاجر المستغیر فیکون الی ادراکہ بالاجاز  
اور متاجر مستغیر محض جو قریب میں نہ ہو کہ اسے ایک شخص سے دوسرے سے زمین عاریت کی زحمت کیواسے بھرا لے جائے کہ میں ہی زمین میں  
ہوں اور حالاً نہ ہو کہ عین میں بکواسے مستغیر کے بعد میں میں چھوٹی جاوے گی اور مثل لیکر کھیت کئے تک اور ظاہر یہی حکم عاریت کی زمین میں مکان بنا  
اور خشتہ لگانے کا وادعہ علم کذا فی الخطاوی و اما الغایب فیقول بالقلع مطلقاً الظلمہ اور غایب کو کھیت اوکھاڑنے کا حکم ہوگا  
ہر طرح اگرچہ کھیت کیا ہو اس کے ظلم کے سبب سے یعنی ظلم واجب الہم ہر دو واجب لاثبات ثلث المذاہب بقولہم یترک الزرع یا خیرای بقضایہ ان یعقد  
ہا حتی لا یجب الاخر بہا یا خیرای کافی القیدیہ فیحفظ بھیر و میا کرنا چاہیے کہ فقہائے اہل سنت سے کہ کھیت سے قریب کیا جائے عاریت  
لیکر مراد یہ کہ کذا فی حکم سے یا سو جوار و ستارہ کے عقد جدید کرنے سے عاریت واجب کی تو عاریت واجب کی مگر تضایعاً عقد شراعت میں چنانچہ حنفیہ میں  
تو اسکو یاد رکھنا چاہیے کذا فی البحر فیقول اجازۃ الدائمۃ للزکوی و الحلی و الثوب للعبس اور صحیح ہے کہ رایہ جانور کا سواری اور بوجھا  
لوگ کیسے اور اگرچہ رایہ بیٹے کیواسے ہم اگر لادے کیواسے کرایہ کیا تو سواری ہونا درست ہے اور اگر سواری کیسے کرایہ کیا تو دوسرا دوا درست نہیں کذا فی الخطا  
در زکائی سے منقول ہے کہ اگر رایہ کی کوئی شخص جانور پر سوار ہو گا یا کیا چلا دی جاوے گی یا کوئی شخص کرایہ سے کاتو اجازہ فاسد ہے لا تقم اجازۃ الدائمۃ للزکوی  
ای لا یحل ان یصلحها جنبہ بین یدیه ولا یزکوها اور صحیح نہیں کہ رایہ جانور کا تا اسکو خالی لیچلے یعنی اسکو بیٹے کرایہ جائز نہیں کہ اسکو کول کر  
لیچلے اپنے سامنے اور اس پر سوار ہو و لا تقم اجازتھا ایضاً لاجل ان یرکبہا علی باب دایرہ لیو اھا الناس فیقال لہ قرئ او جائز  
کا کرایہ اسکو بیٹے بھی صحیح نہیں کہ اسکو بازو رکھے اپنے دروازہ پر آوی اسکو نکھیں تو یوں کہیں کہ یہ گھوڑا مثلاً صاحب خانہ کا ہوا لاجل ان یرکبہا  
حاکم ثلث بالثوب لما قد فسدنا ان ہذا منفعۃ غیر مقصودۃ من العین اسکو بیٹے کرایہ جائز نہیں کہ اپنے گھریلو کان کو کرے کہ کرے  
سے اجازت نہ دے اور اس کے جائز نہیں جسکو ہم اول باب میں کر کر کے کہ جانور کا کول لیچلے اور دوسرا پر بازو رکھنا یا گھرا دے و کان کو کرے سے اس سے  
کنا منفعۃ غیر مقصودۃ گھوڑا یا کبوتر سے ہم اور اسطرح اگر شرط بخیمان اور چاندیان کرایے تا اپنے گھر میں انکا فرش کرے اور اول نہ بیٹھے اور اسکو  
تو جائز نہیں کذا فی شرح الوہابیہ و اذا فسد خض فلا اجز اور جب کہ اجازہ مذکورہ فاسد ٹھہرے تو اسکی کچھ عاریت نہیں کرایہ لینے واپس کر دینا  
استناجر بیتا کیسے فیہ او طبعاً کیسے او کتاباً و لو شعر الذکر اے ان ٹھکانے پر جو وہبانیہ اور اسطرح جائز نہیں اگر گھر کرایہ  
ناکر اس میں ناز ہو یا خوشبودار چیز کرایہ سوکھنے کیواسے یا کتاب اگرچہ اشعار کی کتاب پر بیٹھے کیواسے یا قرآن کرایہ لیا کذا فی شرح الوہابیہ  
ہم مصنف وہبانیہ نے کہا کہ کافر کا کر لے لینا ناکر اسکو بیٹے ہم علماء بعد البر شراح وہبانیہ نے کہا کہ کافر کی عید کچھ ضرور نہیں اس میں کافر و مسلمان برابر ہے  
اسکو بیٹے کفر آجاردت متعلق کی چیز سے ہر تو اگر مدت عین ہو جائے تو اجازہ صحیح ہے میں مسلم اور کافر و فون برابر ہیں اور اگر علت فساد و منفعۃ غیر مقصود  
کو قرار دے کیے تو یہی اسطرح کا حکم کذا فی الخطاوی و ان لو یعتد ہابو اکب و لایس ادکب و لیس فساد اور اگر ستا جسے جانور اور کبوتر کے کرایہ میں کسی  
اور کسی چیز کی تین گانی تو ستا جسکو چاہے سواری کرے اور جسکو چاہے پیادہ ہم عدم فقہ سے مراد اسطرح کی تعمیم ہے کہ ستا جسکو چاہے سواری کرے  
یا ہوا و فون کا جسکو میں چاہے گا کذا فی المحوی اور یہ راہ نہیں کہ کو بیٹے مطلق کیواسے کرایہ ہوا سے کہ وہ اجازہ فاسد ہے چنانچہ شریح مذکور کیا و یقین  
اقول را کب و لا یس اور یقین چاہے گا پلاسوار ہو والا اور پہلا پہلے والا ہم یعنی جو شخص اول سوار ہو گا تو معلوم ہو جائے گا کہ یہی شخص اصل مراد تھا  
تو اب دوسرے شخص کو اس پر سوار ہونا جائز نہیں گا کذا فی الزور عن الکافی و ان لو یستل من یرکبھا فسد ثلث لیس لایزاد اگر ستا جسے بیان کیا کہ  
کون دوسرا سوار ہو گا تو اجازہ فاسد ہو گا جیسے کہ سب سے ہم شریح کو یوں کہنا صواب تھا و لو استاجر بالزکوی مطلقاً یعنی اگر جانور کرایہ مطلق سواری  
کیسے تو اجازہ فاسد ہے اور مطلق زکوی کی عید سے کہ ستا جسے زکوی کرے کہ کرے اور زیادہ کہے کذا فی الخطاوی و یثقل علیہ بکروا  
اور اجازہ فاسد مذکورہ پیش کر صحیح ہو جائے گا جانور پر سوار ہونے سے ہم خواہ ستا جسے سوار ہو یا غیر کو سوار کرے ازراہ سختی و اجازہ عین وہب



















فیه بالقضیۃ و اجارۃ فاسدہ میں شافع مستاجر کی ملک میں نہیں ہے کہنے سے برخلاف بیع فاسدہ ہوا سب سے بیع فاسدہ میں بیع ملک ہو جائے شری کی  
 قبض کرنے سے بخلاف فاسدہ اجارۃ حق لو قبضہا المستاجر لیس لہ ان کی چیز ہا برخلاف اجارۃ فاسدہ کہ وہ میں شافع ملک نہیں ہوگا اگر مستاجر  
 میں مستاجر پر قبضہ کیا تو اسکو جائز نہیں کہ اور شخص کے اجارہ میں دے ولو اجارۃ وجب اجر المثل لا یكون خارجا ولا اولیٰ بقض الثانیۃ بیع غیر بالخللا  
 والا اگر مستاجر کو اسکو اجارہ دیکھا تو مستاجر اول پر اجارہ مثل واجب کی اور اس شخص کے وہ فاسدہ ہوگا اور اول یعنی مالک کے جزا دے گا اجارۃ فاسدہ کا  
 تو رڈان جائز چنانچہ اگر ان میں سے خلاصہ منقول وہی الاشیاء المستخرجات لہا اجارۃ بیع اور شہادہ میں کہ اجارۃ فاسدہ کا مستاجر  
 اگر اسکو اجارہ بیع کے تو جائز چنانچہ اگر آگے آویگا ہم معلوم ہو کہ اجارہ مذکور کے عدم جواز اور جواز میں قول میں اور ردیوں کی تصحیح واقع ہوئی کہ ان کی خطا  
 نقصان الاجارۃ لشرکاء الخ الفی المقتضی العقد اجارۃ کو فاسد کر دیتی ہیں وہ شرطیں جو مقتضی عقد کے مخالف ہیں ہم چنانچہ میں چکی کے اجارہ میں  
 ہوں کہ اگر یہ بان منقطع ہو جائے تو یہ مستاجر پر اجارہ لازم ہوگی ہوا سب سے کہ موجب عقد ہے کہ اجارہ واجب بلا قدر حصول منفعت فکل ما اقتضیٰ البیع  
 عام مقصد ہا تجملہ ما جود اجارۃ او مدی او علی و کثیر طعم عام عید و علف مرتہ دار و معارم ہا و عشریٰ و غیرہ و غیرہ اشیا سو خر  
 چیزیں کی مستاجر چنانچہ کتاب البیع میں مذکور ہو چکی ہی چیز اجارہ کو فاسد کر دیتی ہے چنانچہ اجارہ اور اجارہ درجہ اول کی جہاں اور جیسے اجارہ کے  
 غلام کا کھانا اور کر ایس کے جائز کا چارہ اور کر ایس کے گھر کی مرستہ اور اس کے معیار اور زرعیت کی زمین کا عشر یا خراج اور اجارہ کی چیز پر بیع کا  
 مزج شرط ہر نام مستاجر پر کذا فی الاشیاء ہم وجہ فساد اجارہ یہ کہ اعمال مذکورہ منجملہ اجارہ کے قرار دے گئے اور وہ مجہول غیر معلوم ہیں اور جہاں  
 بعض اجارہ بیع باقی اجارہ کے جہالت کی کذا فی حاشیۃ الاشیاء لا بی السوء و نقصان الاشیاء بالشیعہ بان یفیر بضیما من دارہ و نصیبہ من دارہ مشور  
 من غیر شریک او من احد شریکین انفع المسائل و ما لا یمن الفصل الثانی اور شیعہ یعنی عدم اعتبار بعض اجارہ فاسد ہر جائز اس طرح کہ اپنے گھر سے حقیر  
 اجارہ کا مشترک گھر سے اپنا حصہ اپنے شریک کے سوا کسی اور شخص کو اجارہ دے یا دو شریکوں میں سے ایک شریک کو اجارہ دے چنانچہ انفع المسائل اور دار  
 بیع میں شریکوں کے ہم نصیب ہیں کہ ایک میں شریک ہو چند شخصوں میں تو اگر ایک شریک سب شریکوں کو اجارہ دے تو صحیح ہو اور اگر ایک شریک کو دے تو  
 جائز نہیں و اختار بالاصح علی الطاری فی الاصل فلا یفسد ہا علی الظاہر کان اجرا کل ثم یتم فی البعض و آخر الواحدات حادھا و بالعکس اور مصنف  
 اخذ انما شیعہ اصلی کی قید لگا کر شیعہ طاری تو شیعہ طاری اجارہ کا مفسد نہیں ہو جیسا کہ الروایۃ کے چنانچہ تمام گھر یا تمام زمین اجارہ دی  
 پھر بعض میں اجارہ فسخ کر دیا یا دو شریکوں میں ایک شخص کو مشترک چیز اجارہ دی پھر ایک سو جرم گیا یا اسکے بالعکس یعنی ایک نے دو شخصوں کو اجارہ دیا  
 پھر ایک مستاجر گیا ہم صورتیں اخیر تین میں سے کسی حصہ میں اجارہ فسخ ہوگا اور رندہ حصہ میں اجارہ قائم رہیگا باوجود شیعہ کے ہوا سب سے کہ شیعہ  
 طاری اصلی و هو الحدیث فی اجارۃ المشاع کالو فی جیو انرا اور وہ یعنی تمام چیزیں اجارہ کرنا بعض میں فسخ کر دینا جبکہ جواز شاع  
 اجارہ میں چنانچہ جواز اجارۃ شاع قاضی کا حکم ہو جائے ہم یعنی جو چاہے کہ شاع چیز کو اجارہ دے یا دو شریکوں میں ایک یہ کہ کل چیز کو اجارہ  
 دے پھر بعض میں اجارہ فسخ کر دیا اور دوسرے کا حصہ پھر قاضی کے پاس مراعات کرے جس کے ذریعہ میں شاع کا اجارہ جائز ہو دے اسکے جائز نہیں کا حکم ہے  
 الا اذا اتفق کل الضیما و بعضہ من شریکین ففی شیعہ اصلی ففسد اجارہ ہر گز جب کہ ایک شریک یا تمام حصہ یا بعض حصہ اپنے دوسرے شریک کو اجارہ  
 تو جائز ہو جو راہ بکل حال و علیہ الفتویٰ و جرم غیرا للمعنی لکن لہ علامۃ قاسم فی تصحیحہ بان فی المعنی شاع مجہول الغافل فلا یعول علی  
 اور صاحبین اجارہ شاع کو جائز رکھا ہے ہر حال میں یعنی خواہ اجارہ شریک سے ہو یا غیر شریک سے خواہ محتمل القسمہ ہو یا غیر محتمل میں اور قاضی ل پر شیعہ  
 کذا فی الریعی اور جہاں ان میں سے شیعہ معنی منقول ہے لیکن اس کو علامہ قاسم نے اپنی تصحیح میں ذکر کیا اس طرح کہ جو شیعہ معنی ہیں ایسا شاع  
 جس کا قابل معلوم نہیں تو وہ عتقاد لائی نہیں ہم مخطا کہنے کہا اور قول محمد علیہ وجہ و فتاویٰ خیر الدین بیع کر شعی امام کے قول سے اور اسی  
 و فتاویٰ کیا ہے اور ابابہ شریک اور صورتیں تو یہی ذریعہ تھا قلت فی البدل ثم لو اجار شاعا محتمل القسمۃ ففسد و سلم جاز و والی المانی و لو اجار کما لکی

ثم قسم و قسم لم یکن بین کتباہوں اور برائے میں اور اگر اوں شرع کو اجارہ دیا جو قابل قسم کے ہے پھر اسکی قسمت کی اور تسلیم کی تو اجارہ جائز ہو  
نسب و درہم جو مانع کے یعنی شیوع کے اور اگر حاکم نے اجارہ شائع کو باطل کر دیا پھر اسکی قسمت اور تسلیم واقع ہوئی تو جائز نہیں و لکن بجوار  
لو البناء و لرجل و العرصۃ لا ینفیضون من الفضل المتحدی و العشرین یعنی الوسط منہ اور فتویٰ دیا گیا اجارہ کے جواز کا اگر عمار ایک مرد کی اور  
زمین اسکی دوسری شخص کی چنانچہ فضولین ہیں اکیسویں فصل سے یعنی اس فصل کے درمیان میں مسئلہ مذکور پر ہم یعنی اگر صاحب عمار اسکو اجارہ  
صاحب زمین یا اس کے غیر کو تو جائز ہو اور اس میں کہ اجارہ بلا عمارت بھی جائز ہے کذا فی المطاوع و نقیضہا لہ المستعملہ علی بعضہ  
کتمیۃ ثواب و ادائیۃ درہم علی ان یرقھا المستاجر لصیرۃ المرقۃ من الاجرة فیصیرہا اجرا یجوز و اور اجارہ فاسد بہرہا اگر کسی  
بہا لیسے تمام اجز محمول ہو یا بعض چنانچہ نام لینا کپڑے یا جانور کا یا سودرم کا اس شرط پر کہ مستاجر گھر کی حرمت کہیں پر سبب ہو جائے برکت کے  
اجتر میں یعنی خرچ حرمت کا اجتر میں داخل ہو گیا تو اجتر محمول ہو گئی ہو اسلئے کہ معلوم نہیں کہ کتنا حرمت میں صرف ہو گا ہم کرا اور اجارہ  
تمام اجز کے محمول ہونے کی مثال ہے ہوا سلسلے کہ معلوم نہیں کہ کون کپڑا اور کون جانور اور سودرم اور حرمت جہا بعض کی مثال ہے و نقیضہ بعدہم  
اصلا و بتسمیۃ غیر اجتر و اور اجارہ فاسد ہوتا ہے اجتر کے مطلق نام لینے سے یا شراب یا سودر کے نام لینے سے ہم عدم تسمیہ کی یہ صورت ہے  
کہ جو مستاجر کہا کہ میں اپنا گھر ایک مہینہ یا ایک برس تک شکو اجارہ دیا اور یہ نہ کہا کہ اسے کرایہ پر کذا فی المنع فان قسیدت بالاخیرین  
بہا لہ المسمی و عدم التسمیۃ وجہا جرح المثل یعنی الوسط منہ لا ینفص عن المسمی سوا اگر اجارہ فاسد ہو گیا بجعلہ و سبب سے یعنی کسی جہالت  
اور عدم تسمیہ سے تو اجتر مثل واجب کی یعنی مجھولی اجتر نہ اکثر نہ اقل اور اجتر کم ہونے کی شے ہم شارح کے اس قول یعنی لا ینفص عن المسمی  
خلل ہو اسلئے کہ دونوں صورتوں میں تسمیہ نہیں ہوا سلسلے کہ عدم تسمیہ میں اظہار ہو اور جہالت سستی تو در حکم عدم کذا فی المطاوع لا ینفص  
بل باستیفاء المنفعة حقیقۃ کا قریب الغاۃ بالغ لعدہ ما يرجع الیہ اجارہ فاسدہ میں اجتر فقط لیکن یعنی مگر قدر دینے سے واجب ہو گیا  
بلکہ فی تحقیق منفعت کے حاصل کرنے سے اجتر واجب کی چنانچہ مذکور ہو چکا اجتر مثل واجب کی کتنی کیوں نہیں سبب ہو اس کے جس کی طرح جو  
یکجا و لا ینفص عن المسمی اور اجتر مثل کم نہیں ہوتی ہم اس قول کا خلل مذکور ہو چکا علاوہ اس کے عدم مرجع الیہ اس کے تحت ہے و لا ینفص عن المسمی  
بالشرط والشیوع مع العلم بالمسمی لہیزہ اجتر المثل علی المسمی لرضا ہما و اور اگر اجارہ امرین کو رہے فاسد ہو بلکہ شرط لفظ عقد یا شیوع اصلی  
فاسد ہو باوجود معلوم ہونے اس کی کہ تو اجتر مثل مسمی زیادہ ہونے کی سبب اضافی ہو جائے مگر اجتر مسمی یعنی دونوں استقلا طرزا عن المسمی پر  
ہو گئے ہم جہا سستی اور عدم تسمیہ میں اجتر مثل جس قدر کہ ہو اور ان کے سوا میں عدم زیادہ علی المسمی ہوا سلسلے واجب کی کہ ذات منافع کی قیمت  
بماز نزدیک نہیں بلکہ او کی قیمت عقد یا شہہ عقد ٹھہرتی ہے پھر جب کہ منافع کی قیمت ہوتی تو رجوع واجب ہوا عقد کی قیمت کیطرت اور زیادہ علی  
ساقط ہو گئی ہو اسلئے کہ عاقدین اس کے سقاط پر راضی ہو اور جب کہ اجتر سے محمول اور بعد وہ ہو تو مرجع بنتقی ہوا تو سبب اصلی واجب ہوا یعنی جو  
قیمت جس قدر کہ ہو قدر اس کلام کی حیثیت لائن ہے ہوا سلسلے کہ عمار قوم اس مقام میں مضطرب ہیں کذا فی الدرر و یفص عنہا التسمیۃ  
اور اجتر مسمی کہ ہو سبب فاسد ہونے کی تسمیۃ و استثنیۃ الذی یلحق بالواستاجر امر علی لا یستثنیٰ فاسد و سبب اس کے جہا المثل بالغ بالغ و درستی  
قاعدہ مذکور ہے وہ صورت سستی کی کہ ایک گھر اجارہ لیا اس شرط پر کہ مستاجر وہ میں سکونت کرے یعنی باوجود تسمیہ تو اجارہ فاسدہ اور اگر مستاجر وہ میں سکونت  
کر گیا تو اجتر مثل واجب کی جس قدر کہ ہو ہم یہ مناد اجارہ شرط مخالفت عقد ہوا تو لازم تھا کہ اجتر مثل سستی زیادہ ہوتی پھر بنیادہ ہوئی تو یہ صورت  
قاعدہ مذکورہ سستی ٹھہری و حکم فی الجرح علی ما اذا جہل المسمی اور جہا لائن میں اس صورت کو جہا سستی پر محمول کیا ہو یعنی مسئلہ مذکور میں اجتر سستی محمول  
تو اجتر مثل واجب کی تو در حقیقت قاعدہ مذکورہ ہستناۃ ثبہ لکن ارجعہ فاضحان فی شرح الجامع الی جہا لہ المسمی فاقیم و علی کل قلا ہستناۃ  
لیکن قلا ہستناۃ مذکورہ کو جہا سستی کیطرت پھر اس کو اسکو سمجھئے اور ہر تقدیر ہستناۃ نہیں تو آگاہ رہو ہم طحا لہ کے کہما سلب جہا لائن اور







بدون اور زمین کے بھی نسخ اجارہ جائز قول اصح میں ہر طرح خواہ اجارہ زوجہ اور سکو عیب لگتا ہو تو اس کی شخصیت کا باعث لگتا ہو ولو غیر ظاہراً  
علم باقرار دھالا یعنی نہ لان قو لھا لا یقبل فی حق المشتاجر اور اگر نکاح غیر ظاہر ہو ہر طرح کہ نکاح معلوم ہو یا ہو دونوں کے اشتباہ سے توجہ اجارہ فسخ  
اس واسطے کہ دونوں کا قول مستاجر حق من قبول نہیں والی مشتاجین منتما جملہا وکفر ضیا ونحو رہا فجوراً بیناً ونحو ذلک من الاخذاد اور ہذا  
کو دیکھ کر نسخ اجارہ جائز دایہ حاملہ ہو جائے اور اس کی بیاری اور اس کی ظاہر نا کارگی اور مانند کے اور عزرائلی کے نسخ اجارہ جائز ہم بھلا غرضت کو  
بیر کر لڑکا اس کے دودہ کو کر ڈالتا پیدا دیا یہ رقبہ ہو یا لڑکا او سکادودہ پیتا ہو یا حاصل جو امر صغیر کو نہیں مٹواتو اس کا منع مستاجر کو پہنچا ہے چنانچہ  
طویل واکلاً غالب بننا اور جو مضمر ہو اس کا منع جائز نہیں اور اس قدر اجارہ جسے سنتے ہو گانا مار کے اوقات مانڈ کذا فی الخطا ولا یکفر بها لاند  
بالصبی اور نسخ اجارہ جائز نہیں دایہ کہنے سے اس واسطے کہ کھر نو سا صغیر کو ضرر نہیں کرتا ولو مات الصبی والظلم انقضت الاجارہ اور اگر  
مگر کیا یاد ایتر اجارہ ٹوٹ گیا ولو مات ابوہ لآ اور اگر صغیر کا باپ مر گیا تو اجارہ نہیں ٹوٹتا ہم اس واسطے کہ اجارہ صغیر کے وسط ہیخرو اسکے پاس ہو  
خواہ صغیر کا مال ہو یا نہ ہو بعض فقہ نے کہا بشرط مال صبی اجارہ باطل ہوگا علیها غسبل الصبی ثلثیہ واصلاح طعانیہ ودھشہ بفتح الدال طلبہ بالذ  
العنف وهو معتبر فلا نفض نیہ اور دایہ پر لازم ہے صغیر اور اس کے کپڑوں کا دھونا اور اس کا کھانا درست کرنا اور اس کے بدن میں تیل لگانا بسبب  
رویج اور رویج کا اعتبار وہاں جہاں نفس شرع نہیں شارع نے کہا ذہن بفتح وال عبارت میں تیل لگائے سے ہم قاعدۃ کلیہ سے کہ جب کسی کام پر  
اجارہ ہو تو جو چیز اس کام کی توابع سے ہو اور اجیر پر اس کی شرط نہ ہوئی ہو اجارہ میں تو اس میں رویج کا اعتبار کفایہ میں ہر کہ فصیح قول ہے کہ صغیر کے  
کپڑے گدہ پیشانی سے دھونا دایہ سپرے اور سینے کپڑوں کا دھونا اور سپر نہیں اور خوارق الفقاہ میں اس قول کو صحیح تر کہا ہے اور اصلاح طعام مراد ہے  
کہ دایہ طعام کو چبا کر صغیر کو دے اور ایسی چیز کھانے جس سے دودہ فائدہ ہو جاوے اور اس پر صغیر کا کھانا پکانا بھی لازم کذا فی الخطا وی لا یلزئھا من  
شیء من ذلک وما ذکر محمد بن النعمان علیہا فسادۃ اهل الکوفۃ اور دایہ پر لازم نہیں ان چیزوں کا نش یعنی تیل وغیرہ کا اور یہ جو  
نے ذکر کیا ہے کہ تیل اور ریحاں دایہ پر لازم ہو سائل کوفہ کی عاتق دھوا می ثمنہ واجرة عملها علی ابیدان لو لیکن لا للصغیر مال الا نفق مالہ  
لانہ کانفقۃ او دودہ یعنی تیل وغیرہ کا نش اور اس کے دودہ بلا کی اجرا اسکے پاس ہے اگر صغیر کا مال نہ ہو اور اگر اس کا مال ہو شریا ہے تو اس کا  
شرعی مال میں ہو گا اس واسطے کہ وہ نفقہ کے مانند فاذا ارضعتہ بلبن شاة او عدۃ بطعام ومضت المدۃ لا اجر لها سو جب کہ دایہ  
لڑکے کو بری کا دودہ پلایا یا اس کو کھانے کی غذا دی اور مدت گذر گئی تو اس کی اجرت نہیں لان الصبی ان یعقود علیہ هو الا رضاع والترییۃ لا اللبس  
والنقدۃ عنایہ اس واسطے اجرت نہیں کہ قول صحیح ہے کہ جب عقد اجارہ واقع ہو وہ آدمی کا دودہ پلاتا اور پردرشن مطلق دودہ در غذا دینا  
کذا فی العناۃ بخلاف ما لو دفعتم الی خاصۃ متھا حتی ارضعتھا واستأجرت من ارضعتہ حیث شیئ الاجرة الا اذا اشترط رضا عمھما علی  
الافق شربلا لید عن الذخیره بخلاف اس صورت کے کہ اگر دایہ صغیر کو اپنی خادم لونڈی کو تو اس سے اس کو دودہ پلایا یا دایہ نے اس عورت کو چاکر  
رکھا جسے صغیر کو دودہ پلایا تو دایہ اپنی اجرت کی مستحق ہوگی مگر جب کہ خود دایہ کا دودہ پلانا شرط ہوا اجارہ میں تو غیر دودہ پلوادینے سے مستحق اجرت  
کی ہوگی بقول اصح کذا فی الشربلا لید عن الذخیره ہم فتادی عالمگیری میں ذخیرہ قول صحیح مذکور ہے مجمع پھر فتاوی صغیری منقول ہے کہ قول اصح  
یہ ہے کہ مستحق اجرت ہوگی انتہی جب کہ دایہ دوسری عورت کو نوکر رکھے دودہ پلوادے تو دایہ پوری اجرت پاو گی اور دوسری عورت کی اجرت دایہ پر لازم ہے  
کذا فی الخطا ولو أجزأت نفسها لذلك لقوم آخرین لم یعلم الا ولون فارضعتھما وقرب آمنت ولھا الاجر كما یلاع علی الفرقین لشمھما بالاجر  
الحاقن المستدرک وتامہ فی العناۃ اور اگر دایہ اس واسطے یعنی دودہ پلانی اس واسطے اپنی ذات اجارہ دی دوسری قوم اور پہلے مستاجر دن اجارہ نیہ  
معلوم نہیں جو اس سے دونوں لڑکوں کو دودہ پلایا اور اسے بیوی دے تا جبارہ تو دایہ نگہکار ہوگی اور اس کی پوری اجرت لازم ہوگی دونوں زمین پس  
مشابہ ہو دایہ ایتر خاص اور اجیر مشترک سے اور پورا کم کا بیٹا عنایہ میں ہم اور اگر اول مستاجر کو دوسری جگہ کی نوکری معلوم ہو دایہ گناہ ہوگا

اجیر مشرک کے ساتھ تشابہ کی یہ وجہ کہ دایہ کو ایفا و عمل دونوں جگہ ممکن ہے خیاط کے ماخذ اور صحیح قول شرح اسجیابی میں یونہی کہ اگر دایہ کے گھر میں ہو تو  
 دودھ پلانے کو تو دایہ اجیر مشرک ہے اور اگر دایہ کو مستاجر بنائے گھر میں کھا تو وہ جبراً خاص کذا فی الخطا ولا یصح الاجارة لعسب التیسرے فقہر کے الا ان  
 صحیح نہیں اجارہ دیکھنے کی جفتی کا یعنی شرک کے واسطے کا مادہ پر گاہن کرنے کی واسطے ہم بعض لوگ پانچ یا دس روپے دیکر عودہ گھوڑے کو گھوڑوں پر چھوڑتے ہیں پھر  
 کیواسطے سو جائز نہیں حدیث شریف میں اس جبر کو اور جبر کی خرجی کو حرام فرمایا اور سو پٹے کہ گاہن کرنے پر قدرت حاصل نہیں تو اس جبر لینا جائز  
 نہیں کا حاشیہ سبلی میں ہے اور اگر یہ فعل بطریق عاریت کے ہو تو مستحب ہے چنانچہ حدیث میں آکر وہ ولا لاجل المعاصی مثل الغناء والنوح والملاهیہ لو اخذ  
 بلا شرط بیابح اور نہ اجارہ صحیح ہر گناہ کی واسطے چنانچہ رگ اور نوہ گری اور باجو کیواسطے اور اگر بلا شرط اجرت لے تو بیابح ہم نوہ گری یہ کہ میت پر دودھ  
 اور اسکی خربیا بیان کرے اور ملاہی مراد ہے ہیں چنانچہ غزیر اور طبل وغیرہ یعنی لہو و لب کا طبل اور اگر غازیوں کا طبل ہو یا شاید کسی طبل تو جائز اور  
 اسی طرح طبل قافہ درست ہے متقی میں کہ مال کسب کیا نوہ گری اور طبل نواری تو وہ دوسکے مالکوں کو چھپرے اگر وہ لوگ معلوم ہوں اور نہیں تو اسکو خیرات کرے اور اگر  
 بلا شرط ہو تو مال بیابح نام مستند کہا کہ بلا شرط بھی مال حلال نہیں اسواسطے کہ معروف بشرط کے نام سے انتہی اور ہمارے زمانے میں بھی بالیقین ناخر ہے  
 اسواسطے کہ جبر معلوم ہو کہ گائیو اور بجا بیوا بدو اجرت نہیں جانتے کذا فی الخطا وخصا ولا لاجل الطاعات مثل الاذان الحج والایمان و تعلیم القرآن  
 والفقہ و یقینی الیوم یصحہا لتعلیم القرآن الفقہ والامانہ والاذان و یجبر المستاجر علی دفع ما قبل فبیت المسعہ بعقد اجر المثل اذ العید کو مدہ شہرہ  
 من الشکر و یجوز کسبہ بلفظہ اور اجارہ صحیح ہر طاعت کیواسطے مانند اذان اور حج اور اذان اور تعلیم قرآن اور تعلیم فقہ اور حج یعنی اس زمانے میں ہوتا یا گیا ہے  
 صحتا جاوہ کا تعلیم قرآن اور فقہ اور امانت اور اذان کیواسطے اور مستاجر پر زبردستی ہوگی اور اس کے دینے پر جواز قبول کی ہی تعلیم قرآن وغیرہ واسطے تو اجرت  
 معین عقد اجارہ واجب ہوگی اور اجرت قبل واجب کی جب کہ مدت اجارہ مذکور نہ ہوئی ہو کذا فی شرح الوہبانیۃ من کتاب الشکر اور مستاجر اجرت مذکور نہ دینے  
 سے قید کیا جائے اسی قول کا فتویٰ ہم اصل ہے کہ عبادت پر اجارہ جائز نہیں لیکن مستاجرین مستثنیٰ پنج نے تعلیم قرآن اور فقہ اور امانت اور اذان کی  
 نوکری کرینا کہ وہاں اس دلیل کے زبان سابق میں بل علم کی معاش بیت المال مقرر تھی اور لوگ تعلیم علوم دینی کی واجب جاتے اور علم کو تحصیل  
 علوم کا شوق بہت تھا اور اس وقت میں اسلام ضعیف ہو گیا امور مذکور حسب برہم ہو اور اہل علم تحصیل معاش میں مشغول ہوئے اور وہ لوگ دیندار کم ہو  
 جو شد تعلیم کریں اگر تعلیم بالا جبر کی فتح باب نہ ہو تو قرآن اور فقہ فقہ و یمانین لہذا جواز اجارہ مذکورہ کا فتوہ ہوا اور شائع مذکورین فرمایا کہ حکام مختلف  
 ہو جائیں زمانہ کے خلاف سے کذا فی المسوغ وغیرہ تو زمانہ میں جاوہ مذکورہ بدلیل سطور جائز نہ تھا اور اس زمانے میں جائز ہو کر فریب بردار اللہ اعلم و تعلیم  
 اور طب اور تعمیر کی نوکری بالاتفاق جائز ہے و یجوز علی دفع الحلوۃ المرسوۃ ہی لایحد للمعلم علی رؤس بعض مسود القرآن معینہ بالان العادۃ  
 اھدا الحلاوہ اور معلم قرآن کے نوکر رکھنے کے اور شیرینی مرسوم دینے پر زبردستی ہو کہ شیرینی مراد وہ چیز جو معلم کو دیتا ہے قرآن شریف کی بعض سورتوں  
 شروع کرنے پر چنانچہ مسودہ تبارک اور فتح اور یس یہ نیا سیمی شیرینی اسواسطے ہوا کہ شیرینی بدینے کی عادت ہے ہم خطاطی کے ہاں تبارک کتاب  
 یہ عادت تھی اور اب بترک ہے یا بعض بلاد میں و کو دفع غزلہ لآخر لیسیم کہ ہندو ہندو بنہ فضل و استاجر بغلہ لیل طعناہ ببعضہ اور غور الیطی  
 ببعضہ فقہر فسدت النکل لانتہ استاجر لجزیر من ملہ ولا اصل ذلک فہیہ صلی اللہ علیہ وسلم عن فقیر الطحشان قدسنا فی بیع الوفا واد  
 اگر ایک شخص دوسرے کو ست دینا کہ اسکو بیس مسک نصف یعنی بیس نصف شوکی مزدوری پر یا چھر کر لیا تو لاکھ اسکا اناج لاکھ بعض اناج مذکور کے گواہ برابیل کر لیا  
 لیا تا اس کے گاہن بیس کے کچھہ اس کے آٹے کی مزدوری پر تو سب مزدورین میں اجارہ قائم ہو گا اسواسطے کہ مزدوری ٹھہرائی اجرت بعض عمل یعنی بنا کپڑا  
 اور طعام محمول اور پیسا آٹا اجرت فعل کے حاصل ہوا اور اسکی اسکی مزدوری ٹھہری اور یہ جائز نہیں اور اصل اس باب میں فقیر طحسان کی حدیث بھی  
 اور اسکو ہم مقدم کر کے بیس بیع الوفا باب میں ہم وجہ عدم جواز ہے کہ شرط صحت اجارہ ہے کہ مستاجر تسلیم اجرت پر قادر ہو ورنہ مولیٰ میں قاصر  
 بلکہ عاجز ہے یعنی بعض مسوج یا محمول یا مطہر کر تسلیم سے عاجز اسواسطے کہ حصول اسکا غیر فعل ہے اور آدمی دوسرے کی قدر کے قادر نہیں ہوتا

١٥٠٠





کہ تاک فی الحال کلام علی سبیل الفرض والتقدیر وراجح ہوا تو تقدیر کلام یونکہ اگر موت مفروضہ میں اجتہاد و اجتہاد فی تواجیر الیک ہوا اجتہاد کا فی الحال فی بعض  
کذا فی لفظ طحاوی و محققا قال و صرحوا بان دلالتہ النص لا عمومہا فلا یخصص عنہا شیء بالعرف کما زعمہ مشائخ بل یستفاد منہ شیء من کلمات  
علما فقیر کی ہو کہ دلالتہ النص میں مبنیہ نہ دلالتہ النص سے کسی چیز کی تخصیص ہوگی جیسا کہ مشائخ بل یستفاد منہ شیء من کلمات بل یستفاد منہ شیء من کلمات  
صل طعام کو بعض محمول اور نسخہ ثوب کو بعض منسوخ کی اجتہاد پر جائز رکھا ہے اپنے اہل بلا و تعامل اور رواج کے سبب سے اور جوار کو جائز نہیں جاتا و دوسرو  
تغیر طمان محمول کرتا ہے حالانکہ قیاس منسوخ ہو جاتا تھا جسے اور اگر یونہی کہ عدم جواز بطریق قیاس کے نہیں بلکہ تغیر طمان کے نص اور سکو شائے باعتبار دلالت  
کے تو نص مخصوص ہو جاتا تھا تعامل اور عرف کے کیا تو نہیں جانتا کہ مستصناع میں قیاس منسوخ ہے اور تو عدم شرعیہ اوسکی تخصیص ہو گئی ہو تعامل کے سبب سے  
اور ہمارے مشائخ اس تخصیص کو جائز نہیں رکھتے ہوا سبب سے کہ ایک اہل شہر کا رواج اور اس سے حدیث تغیر طمان کی مخصوص نہیں ہو سکتی بخلاف ہمتیہ مستصناع کے  
کذا و سکار و رواج جمیع بلاد میں ہو گیا ہے اور ایسے رواج البتہ قیاس منسوخ ہو جاتا ہے اور حدیث اور اثر مخصوص ہوتا ہے انتہی اور غنا یہ ہے اگر کوئی کہے کہ قیاس  
کو ترک نہیں کرتے بلکہ دلالتہ النص سے بعض مافی معنی تغیر الطمان کو تعامل اور رواج کے سبب سے مخصوص کرتے ہیں چنانچہ مشائخ بل یستفاد منہ شیء من کلمات  
کی ہو اپنی شہر کے رواج میں کہتا ہوں دلالتہ النص میں ہم یہ نہیں کہ اوسکو مخصوص کیجیے کذا فی لفظ طحاوی و اوستا جہا جہا لا یختص بالکذا لفظ فی بعض  
الیوم ہم بدلیہم فسدت عندکام ہم یجوز بین العمل والدقیق ولا یجوز لحدیثہم فیضیض المنازعة لوقال فی الیوم او علی ان یصرح من الیوم  
جواز ان اجتمعوا یا مان یجوز اجارہ کیا کہ اوسکو اتنے شے مثلاً ایک تغیر ہو کہ لے آج روٹی بچاؤ ایک دن م کی مزدوری برتو اجارہ فاسدہ امام کے نزدیک ہے  
لا دینے مستاجر عمل اور وقت کو اور دنوں میں کیا کر کو ترجیح نہیں تو جھگڑا ہو گا تو اگر بجای الیوم فی الیوم کہے یا اس شرط پر اجارہ کرے کہ اجیران بری سے آج  
فرغت پاک تو اجارہ جائز ہو گا اتفاق امام اور صاحبین کے ہم جب عمل اور وقت میں اجتماع ہوا تو دنوں اجارہ کی قیاس رکھتے ہیں اور کہ فی او نہیں ہو سکتے بلکہ قیاس  
باعث نزاع مفید عقیدہ اور اگر فی الیوم کہیں گا تو وہ ظرف ہو گا اور مظلوف ظرف کا مستغرق نہیں ہوتا تو گویا یون کہتا ہے اگر بعض یوم میں تو فرغت ہو تو یہ  
قول تعجیل کا مفید زمان بڑی ہی عقو علیہ بظہری بخلاف لفظ الیوم کذا فی القایح صرا اور ارضا بشرط ان مثلیہا ای یجوز ہا ہر تین او بکری ہا ہا  
العظام او لیس فی البقاء اثر هذه الافعال لو لم یلا وض فلو لم یجوز لہم نفسہ یا زمین اجارہ لی اس شرط پر کہ مستاجر اوسکو دو بار جوئے  
یا اس شرط پر کہ زمین کی بڑی نہروں کو کھوپے اور چٹا کر دے یا زمین میں مستاجر بائیں ڈالے تو اجارہ فاسدہ سبب قیاسی ہے ان کا سونے اثر کے مالک نہیں  
واسطے تو اگر انکا کچھ اثر باقی نہ رہے تو اجارہ فاسد نہ ہو گا ہم دو بار جوئے سے مراد یہ کہ ایک بار مستاجر اپنی زرعیت کی واسطے نہوے اور دوسری بار  
بدلتا جوار کے بعد پھر جوئے دے اور انہا غظام کی قید ہوا سبب لگانے کے جداول یعنی نالیز کو کھوپے کی شرط زرعیت مستاجر کے سبب سے کیواسطے مفید اجارہ  
نہیں اور اسکا قاعدہ کلی ہے کہ جو شرط اجارہ کی متاسب ہو وہ مفید نہیں اور اجارہ اراضی کا فقط مستاجر منفعت کیواسطے ہوتا اور جس فعل فقط مستاجر منفعت  
ہو چنانچہ جوئے اور لڑنا اور لہجنا تو وہ مناسب عقیدہ اور جس فعل سے فقط موجد کو فائدہ ہو مستاجر کو وہ شرط یعنی عقدہ اور وہی مفید اجارہ چنانچہ نہ عظیم کا  
کھڑنا اور بعد مدت اجارہ یا شرط النہ اور زمین کو جو کر موجد کو دینا کذا فی لفظ طحاوی و بشرط ان یزعمہا بوزاعہ امر فی الخ لا یجوز ان الحاشی بالقراردہ بچکر  
النساء یا اس شرط سے اجارہ کیا کہ مستاجر زمین میں زرعیت کرے دو ستر زمین کی زرعیت کی اجتہاد پر یعنی اجیر زرعیت یہ مقرر ہو کہ موجد مستاجر کی زمین میں زرعیت  
کرے تو اجارہ فاسدہ ہوا سبب سے کہ لے مذکور ہو گا کہ فقط اتحاد خیس یعنی بلا تحقق مقدار تاخیر کو حرام کر دیتا ہے ہم مراد یہ کہ ایک نوع کا اجارہ دوسرے مجنس نوع  
چنانچہ اجارہ بکری کا سبب سے اور ذکر کو بکار کو سبب سے فاسدہ اور شایع کی تعلیل میں اعراض ہے کہ مدت تاخیر کی مقدار شایع اور یہاں مقدار میں گشتا نہیں  
بہتر تعلیل ہے کہ اجارہ خلا قیاس جائز ہو جائے کیواسطے اور متحد المجنس منفعت کے اجارہ میں کچھ حاجت نہیں ہے اپنی اصل پر ناجائز فی رہا بخلاف  
مختلف المجنس اور اتحاد مجنس میں اگر ہستیقا منفعت ہو گا تو ظاہر الزدایت میں اجتہاد و اجتہاد کی کذا فی الزیلعی بقرہ و قوله فسدت جوارہ بشرط وهو  
قوله وکذا فی فتح المکر اور باتر کا یہ قول یعنی فسدت کا لفظ جواب ہے اس شرط کا یعنی ولودع غرلا الخ کہ یعنی شرط مذکور اور اوسکے مبیع مظلوف کا جواب ہے

وہی ہے کہ قیاس منسوخ ہے









سمرقند کا فتویٰ جو اصل پر ہے بلاشبہ صحیح ہے لکن فی الواقع من حیث ذوق الحال و غرق السفینۃ میں رہ کر حجاز و المحدثہ کے خلاف فی الحال  
و کتب و کتابیاتی عادیہ اور اجہ مشترک پر اسکا تاوان لازم ہوگا جو تلف ہو گیا اور جسے قتل کی جیسے پھاڑنا کپڑے کا دھوبی وغیرہ کوٹنے سے اور پانچ  
رہینا حال کا اور ڈوبنا ناوک کا علاج کھینچنے سے خواہ مکان میں یا دھوا ہو یا نہ ہو خلاف حجاز و غیرہ کے چنانچہ لگے مذکور ہوگا کذا فی العادیہ ہم غرق کشتی  
میں کھینچنے کی تہذیب واسطے لگائی کہ اگر کشتی آندھی یا موج یا اور کسی چیز کے گرنے یا پھاڑنے کی نگرانی سے غرق ہوگی تو امام کے نزدیک تاوان لازم ہوگا و الفرق  
فی الدلیل وغیرہا علی خلاف ما بحث وجدد الشرع بفتاقل اور دھوبی وغیرہ اور حجاز وغیرہ کا فرق دروغ یا میں صدر الشریعہ کے برخلاف بحث کے مذکور سے  
سوا مل کر ہم حاصل تقریر درریہ کے کپڑے کی مضبوطی اور باریکی سے دھوبی اپنی انگلی سے دریافت کر سکتا ہے کہ پڑا متعل کوٹنے کا ہو یا نہیں لہذا اس کے فعل میں  
سلامتی شرط ہوئی بخلاف قصد اور حجاز میں کہ وہ قوت طبیعت اور ضعف پرستی ہو حجاز اور فساد اور سکونت نہیں کر سکتا لہذا اس کے فعل میں سلامتی شرط  
نہیں صدر الشریعہ نے شرح وقایہ میں کہا جو فقہاء کہتا ہیں کہ جو کچھ فعل تلف ہو تو اس پر تاوان ہے میں کہتا ہوں لائق یہ کہ اس کے فعل وہ فعل مراد ہو جس میں  
معتاد و تجار واقع ہو گیا ہو چنانچہ حجاز کے عمل میں ہدم تاوان عدم تجار عن المعتاد مراد لکن قوی القہر معتاد قول صدر الشریعہ فی کتابہ لکن قہر تاوانی  
صدر الشریعہ قول کی تقویت کی ہو محیط وغیرہ کا قول نقل کر کے تو خبردار رہنا ہم شارح اس تہذیب سے اشارہ کیا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور جہتیں  
میں محیط وغیرہ منقول ہو و اسان تراوان لائق تریشریعہ کذا فی المطحط و فی المسیئۃ هذا اذا لم یکن رب المتاع او لیکہ فی السفینۃ فان کان لا  
اذا لم یجتاز المعتقد کذا فی محل العمل غیر مسمی الیہ اور منیہ میں کہ یہ یعنی کشتی کے غرق ہونے سے تاوان لازم ہونا اور فتویٰ ہو جب کہ سباب مالک یا اسکا  
وکیل کشتی میں جو نہ ہوا و اگر موجود ہو تو ملاح پر ضمان ہوگا جب کہ وہ حد معتاد تجار نہ ہو گیا ہو سو واسطے کہ عمل کا محل ملاح کی طرف غیر مستقیم یعنی فقط  
اجیر ہی مان نہیں بلکہ صاحب متاع یا وکیل اسکا بھی وہاں تو قصور فقط اویسی طرف منسوب ہوگا و فیہا حل رجوع المتاع متاع علی الدائم و کہتا ہوں فاسخا تھا  
المکاری فعلت و فسد المتاع لا یقمن اجماعا اور منیہ میں کہ سباب مالک اپنا سباب بنو پر کھا اور اس پر ہوا اور اسکو کر کے نیوٹے نے ہکا اور  
ٹھوکر کھا کر گر پڑا اور سباب تباہ ہو گیا تو اس پر تاوان نہیں بالاتفاق یعنی سو واسطے کہ محل عمل اسی کی طرف مسلم نہیں قلت قد متاع الاشیا و صحت بالذاتی  
ان الذی یعتد باجرہ مضمونہ فلیحفظ من کتبا ہونے شہادہ سے نسبت بریلعی مقدم مذکور کیا ہے کہ وہ یعت بعض اجرت لازم الضمان ہو جائی تو اسکو یاد کھنا  
چاہیے ہم طحطا کوٹنے کہا اس مسئلہ کے بنائے اس مقام میں محکو معلوم نہیں ہونے والا یقیناً یہ بنی آدم مطلقاً ہم غرق فی السفینۃ و سقط عن الدایۃ  
ان کان یستقر او قد لا لان لادی لا یقمن بالعقد بل بالجنایۃ و لا جنایۃ لا ذنیہ فیہ جو آدمی ناوین و بے گناہ کا تاوان یعنی دین لازم نہیں فی ملاح پر  
ہر طرح خواہ آدمی صغیر ہو یا کبیر بقول صحیح کذا فی الزبلی یا آدمی گر پڑا جانور تو تاوان نہیں اگر چہ کما ری کے جائز ہاں سکے یا کھینچنے سے گر گیا ہو سو واسطے کہ اگر  
کا خون بہا عقد لازم نہیں تاہم جنایت سے لازم ہوتا ہے اور یہ جنایت نہیں سو واسطے کہ اسکا آدمی نہیں یعنی کشتی چلا اور جانور کے ہانکنے میں دان اکثر  
فی الطریق ان شاء الما لایضمن الحال قیمتہ فی مکان حملہ ولا اجراء فی موضع الکسر اجزاء بحساب ۱ اور اگر دھماکا راہ میں ٹوٹ بیٹھا  
گیا اگر مالک چاہے حال تاوان اس قیمت کا جو مسکے کی قیمت ہے محل کے مکان میں اور اسکو اجرت دے یا ٹوٹنے کے مقام کی قیمت کا تاوان اور راہ کے حساب  
کے موافق اسکی اجرت یعنی اگر نصف راہ چل گیا ہو تو نصف اجرت اور اگر ربع راہ چلا ہو تو ربع اجرت و هذا لایکسر بضمیر و کذا بان احمد النکس  
فی نکسر فلا ضمان خلافا لہما اور فی تاوان اس صورت میں ہو اگر مسکا اس کے فعل اور کرتب سے ٹوٹا ہو اور اگر ایسا نہ ہو یعنی لوگوں اور سپہ مجرم کیا ہو پھر ٹوٹ  
کیا ہو تو حال یہ تاوان نہیں بخلاف صاحبین کہہا ٹوٹنے کے مقام کی قیمت کا تاوان واجب اور اجرت اسکی لازم ہو اگر مالک کو اختیار نہ ہو کہ نہ نہیں  
کذا فی المطحط و لا ضمان علی حجاز و ذراعی اسی ببطار و فضا دیہ لہذا و ذراعی موضع المعتاد اور تاوان نہیں حجاز پر یعنی کھینچنے لگائیے اور اسکو تری پر اور  
مادیوں کی قصد کھولنے والے پر جو مکان معتاد تجار نہیں کرتا ہم یعنی جسے موضع مقہرستی کھینچنے لگائے اور نشتر زنی میں تجار نہیں کیا اور آدمی  
یا جانور نہ لگا ہو گیا تو حجاز اور جراح پر تاوان نہیں فان جازر المعتاد جنس الزیادۃ کما اذا لم یصل الی الجحش علیہ پھر اگر جراح وغیرہ مکان معتاد

و اگر مالک چاہے حال تاوان اس قیمت کا جو مسکے کی قیمت ہے محل کے مکان میں اور اسکو اجرت دے یا ٹوٹنے کے مقام کی قیمت کا تاوان اور راہ کے حساب کے موافق اسکی اجرت یعنی اگر نصف راہ چل گیا ہو تو نصف اجرت اور اگر ربع راہ چلا ہو تو ربع اجرت و هذا لایکسر بضمیر و کذا بان احمد النکس فی نکسر فلا ضمان خلافا لہما اور فی تاوان اس صورت میں ہو اگر مسکا اس کے فعل اور کرتب سے ٹوٹا ہو اور اگر ایسا نہ ہو یعنی لوگوں اور سپہ مجرم کیا ہو پھر ٹوٹ کیا ہو تو حال یہ تاوان نہیں بخلاف صاحبین کہہا ٹوٹنے کے مقام کی قیمت کا تاوان واجب اور اجرت اسکی لازم ہو اگر مالک کو اختیار نہ ہو کہ نہ نہیں کذا فی المطحط و لا ضمان علی حجاز و ذراعی اسی ببطار و فضا دیہ لہذا و ذراعی موضع المعتاد اور تاوان نہیں حجاز پر یعنی کھینچنے لگائیے اور اسکو تری پر اور مادیوں کی قصد کھولنے والے پر جو مکان معتاد تجار نہیں کرتا ہم یعنی جسے موضع مقہرستی کھینچنے لگائے اور نشتر زنی میں تجار نہیں کیا اور آدمی یا جانور نہ لگا ہو گیا تو حجاز اور جراح پر تاوان نہیں فان جازر المعتاد جنس الزیادۃ کما اذا لم یصل الی الجحش علیہ پھر اگر جراح وغیرہ مکان معتاد



سہل ان لا یجوز غیرہ ولا یجوز لغيرہ فیکفی خاصاً و محققاً الدار بر فدان اوس صورت کہ مستاجر عمل کو اول کہ کرے اور نہ کو بیچے ذکر کرے  
اس طرح کہ اجیر کو اجارہ چرانے کی واسطے ایک مہینہ تو اب وہ اجیر مشترک ہوگا مگر جب کہ مستاجر پیشہ کرے کہ اجیر کسی کی خدمت کرے سو اس کے اور کسی  
کے بیان پر کہ سو اس کے قریب باوجود خیرت اجیر خاص ٹھہریگا اور تحقیق اسکی درمیان ہم در زمین پر مذکور ہو کہ خدمت در چرانے کا اجارہ مستاجر  
ہوگا جب کہ عدم خدمت غیر مشروط ہو یا بہ اول مذکور ہو اور بعد اسکی کہ جب بہ پراول کلام واقع ہو تو منافع اس کے مستاجر کی واسطے اس میں حصہ  
ہوگا اور غیر کی واسطے منافع کا ہونا بھی ممکن ہو گیا اور بعد اس کے ذکر خدمت یا چرانے کا حتمال رکھتا ہو کہ عقد عمل کی واسطے ہو تو وہ اجیر مشترک ہوگا اور بہ  
بھی حتمال ہو کہ جو عمل اجیر خاص پر واجب ہو اسکی اس نوع بہ خاص میں منظور ہو سو اس کے کہ اجیر خاص کی نہ کا اجارہ بلا یا نوع عمل صحیح نہیں ہے بلکہ حکم فی  
خدمت کا حتمال سے متغیر نہیں ہو سکتا تو وہ اجیر خاص ہی باقی رہیگا جب تک اس کے خلاف کی تفصیل تقسیم عمل کی شرط سے تو اب تقسیم سے اجیر مشترک ٹھہریگا  
اور اگر نہ کو بیچے ذکر کریگا تو اب اجیر مشترک ہوگا بلکہ مذکور نہ کو راقی مختصراً و لیس لخاص ان یعمل لغيرہ ولو عمل لخص من اجرة بقدر ما عمل قتاد النعادل  
اور اجیر خاص کو غیر کی واسطے عمل کرنا جائز نہیں و اگر غیر کا کام کریگا تو اسکی اجیر کے بقدر اس کے عمل کے کہ کر ڈالا جائے گا فی کتاب النوازل و ان الک  
فی المدنی نصف الغنم و اکثر من نصف فله الاجر کا ملہ مادام یرعی منھا شیئاً لما مر ان الحق علیہ تسلیم نفسیہ جنہ وہ وظاہر التعلیل بقام الا  
لو صدق کلھا و صحیح فی العادیۃ اگر تاجارہ ہیں آدمی یا زبازہ بمیرہ بیان ہلاک ہو گئے تو اجیر کی پوری مزدوری تا بہتے جب تک کہ بعض کو ان میں سے  
سو اس کے کہ مذکور ہو چکا کہ بقدر علیہ تسلیم نفس اجیر خاص نہ عمل کذا فی الجوبہ و اور ظاہر تعلیل ہے کہ اگر پوری باقی اگر سب بکریاں ہلاک ہو جائیں اور اس کی  
کی ہو غاویہ میں ہم یعنی عیب بقدر علیہ تسلیم نفس ہونا نہ عمل تو بعض یا کل ہلاک ہونا باہر اور یہی قول سنن اور زیلعی کے موافق ہے تو یہ قول جوہرہ کی تفسیر ہوا  
بعض پر مقدم ولا یفترق ما ہلک فی بدلا و بعد کثیر فی الثوب من قد لا اذا تعذر الفساد فیفسد کما لم یفدع اور اجیر خاص تو اب اسکی اسکی جو اس کے  
ما قصہ میں یا اس کے عمل تلف ہو گیا جیسے پھٹنا کر چکا اس کے کوٹے سے مگر جب کہ وہ قصداً بگاڑے تو تار ان کے امانت دار کے مانند در صورت تعدد  
ہم عدم تاول او قیوت ہے جب کہ عمل متعذر ہو اور اگر بکری کو ایسا ہو کہ اسکی کھوپری پھوٹ جائے یا پانوں ٹوٹ جائے تو تاول اور کیا ہو اس کے کہ ضرب چرانے  
کی عقد میں داخل نہیں اور چرانے کا کرنے اور ضرب بقیہ سے بھی ہو سکتا ہے اگر ضاع علی هذا الاصل بقولہ فلا ضمان علی ظہور فی جینی ضائع فی  
یکرھا و مشرقاً ما علیہ من الحلی لکونھا اجیراً و حدیث بصرہ صنف اسر قاعہ پر تقریر کی اپنے اس قول تو تاول نہیں دیا پر اس کے کہ میں جو اس کے  
پاس ضائع ہو گیا یا جو زیورادہ سپر تھا وہ چوری کیا ہو اس کے کہ دایہ اجیر خاص ہم اجیر خاص او قیوت ہو جب کہ مستاجر گھر رہتی ہو اور اگر اپنے گھر کے لیکو  
لیکنی ہو تو اجیر مشترک ہے یعنی مل صحیح ہو کہ فی الاتقانی و کذا لا ضمان علی حادس السوق و حافظ الخانی اور اس طرح تاول نہیں باز اگر چوکیدار  
اور مسافر خانہ کی محافظت کرنا لے پر ہم چوکیدار اور محافظ نقیہ ابو جعفر کے نزدیک اجیر خاص اور صاحب محبوس کے نزدیک اجیر مشترک ہو لیکن  
ذخیرہ میں کہ اول قول پر متفق ہو کذا فی المحوی عن البرقیند و صحیح تردید لاجرا بالتردید العمل کان خطہ فارسیا فبدیدہم اور مکیا فبدیدہم اور  
اجر کہ تردید صحیح عمل میں دید کرے چنانچہ مستاجر کا خیا ل ہے کہ کہنا کہ اگر تو قبا کو مثلاً بطور فارسی کے سینے گا تو ایک دم اجیر ہو اور اگر تو قبا کو  
کے طرز پر سینے گا تو وہ درم اجیر ہیں ہم تردید ہو اس کے صحیح ہوئی کہ مستاجر عمل کی دو معین قسموں کو ذکر کیا اور ہر ایک کا اجر عاقد دیا کر دی تو چنانچہ باقی تری  
و زمانہ فی الاول کذا بخط المصنف علی حق و لکھ شیعہ و سنیہ و اور زمانہ عمل کی تردید صحیح ہر اول میں سہل طرح مہنت کے خط سے منہ سے سنا ہے حق اور مصنف  
اس قول کی منہ الغفار میں شرح تہیں کی اور تردید زمانہ کا مطلب ہے واضح ہوگا یعنی قولہ داخل کی شرح میں ہم یعنی قولہ زمانہ فی الاول منہ الغفار میں داخل نہیں  
لیکن نسخہ متن میں داخل بخط مصنف قال شیخنا الرضی ومعنا كما يجوز في اليوم الاول دي الثاني كان خطه اليوم فبدیدہم او غدا فبدیدہم  
ہمارا و ستا در ملی کہما کہ زمانہ فی الاول کا مطلب ہے کہ تردید جائز ہے پہلے دن میں دوسرے دن چنانچہ مستاجر کا خیال ہو کہ ہنا کہ اگر تو قبا کو  
دن قبا ہی تو ایک درم مزدوری ہو یا کل کے دن ہی تو نصف درم مزدوری ہو گا نہ کہ ان سکنت ہذا فبدیدہم او غدا فبدیدہم اور کان عمل میں

اجیر خاص  
اجیر مشترک  
تفاوت ان کے  
ان کے تفاوت







ان القول ان شہدہ الظاہ اور سکا قاعدہ کلیہ کہ اس شخص کا قول مقبول ہے جس کے ساتھ ظاہر حال گواہی دے اور خلاصہ انقطاع ماء الرحم سقط من  
الاجارہ بحسابہ ولو عاد عاذا او خلاصہ میں کہہ کر چکا پانی بند ہو گیا تو اس کے حساب کے موافق اجرت سا قہ ہوگی اور اگر پانی پھر جاری ہوگا تو اجارہ پھر ویسا  
ولو اختلاف فی قدر الانقطاع فالقول للساخر لو فی نفسه حلف الحال اور اگر دونوں نے حلف کیا پانی کی مقدار انقطاع میں متساوی ہوگی تو اس کے قول مقبول اور اگر  
پانی میں اختلاف ہو تو ظاہر حال حکم کرے گا والقول قول رجل الثوب بینه فی القميص القباہ والخرقة والصفرہ وکذا فی الاجارہ عداہ اور اگر کسی مالک کا قول  
مقبول ہے قسم سے تھیں اور قبضہ میں اور زردی میں اور اس بطرح اجرت اور عدم اجرت میں ہم یعنی مالک کہتا ہو کہ میں نے قمیض سلا یا تھا اور  
خیاط کہتا ہو کہ قبا سلا یا تھا تو مالک ہی کا قول قسم سے سہو ہوگا یا مالک کہتا ہو کہ سرخ رنگ کے ہیں کہتا تھا اور رنگر کہتا ہو کہ زرد کو کہتا تھا  
تو مالک ہی کا قول مقبول ہوگا اور اس بطرح اجرت اور عدم اجرت میں مالک ہی کی بات سہو ہوگی اور مالک کہتا ہو کہ میں نے قمیض اصناف معار لہ فلہ الا  
والا لا اور اگر قبضہ نے کہا کہ اگر کارگر اور مالک نے ہے اجرت کے ساتھ معاملہ ہو کر یا ہو تو اس کی مزدوری ثابت ہوگی اور نہیں تو نہیں یعنی اگر مفت ہو تو  
سوی تیار ہو اجرت نہیں وقیل ان کان الصانع معروفا بھذا الصنعة بالاجرة فیاہر حالہ بھا ای بھذا الصنعة کان القول مقبول  
بشہادۃ الظاہر الا فلا ذیہ فیہ زبلی اور بعضوں نے کہا یعنی مجھے نے کہا کہ اگر کارگر اس پیشہ کے تھے مشہور ہو اجرت لینے میں اور اس کا قیام ش  
اسی پیشہ سے ہو گا کہ کارگر کا قول مقبول ہوگا ظاہر حال کی شہادت کے سبب اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کا قول مقبول ہوگا بلکہ مالک کا قول سہو ہوگا اور اگر قبضہ نے  
محمد پر قسم ہو کر انی الزبلی وھذا بعد العمل اما قبلہ فیتما لفتا اختار اور یہ یعنی حکم نہ کر اور تو سچ کہ اختلاف ہوا میں نے بعد یعنی سینے اور گھٹنے کے  
بعد مثلاً اور اگر قبضہ نے حلف ہوا ہو مالک اور پیشہ ور دونوں میں کھائیں کذا فی الاختیار فرج مع مالک ملحقہ شارح کے فعل الاجرت فکل  
الصنائع یضاعف ولا یستأجر فیھا اقلہ یضمنہ الاستاذا اختیار سب پیشوں میں مزدور کا کام اور اس کے استاد کا کارگر کی طر منسوب ہوگا  
سو جس چیز کو مزدور دے یا اس کا استاد دے کذا فی الاختیار یعنی مالک یضمنہ ہوا عادیہ یعنی استاد اور وقت تاوان جب  
مزدور کی طر سے زیادتی اور قصور نہ ہوا اور صورت قصور مزدور ہی تاوان ہو گا کذا فی العاویہ استاد یعنی استاد و دکان خیاط یا رنگر یا جیر شکر ہی لہذا اور یہ  
تاوان ہے اور مزدور یا جیر خاص دو کا نذر کا لہذا اور سپرد و انہیں مگر صورت قصور دونوں کا شہادہ ادعی نازل الخان و داخل الحام و سکر العبد  
لا یستأجر الا علی الغصب لم یضدک ولا اجرت واجب قلت وکذا مالک الیتم علی المظنہ ہر فتنہ اور شاہ میں کہ سکر کے اور شیو  
اور حرام کے داخل ہوئے اور جو مکان کہ کر یہ کیواسطے بنا اس کے رہنے والے نے غصب کا دعویٰ کیا یعنی میں اس مکان میں بلا اذن مالک بطور  
غصب کے رہا ہوں مجھے ہر کرایہ واجب نہیں بواسطہ عدم اجارہ تو اس کے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور اگر لید واجب میں کہتا ہو اس بطرح مالک یمیم کا  
حکم ہی یعنی دعویٰ غصب اس کی بھی اجرت سا قہ نہیں بقول مفتی بہ تو اگر وہ رہو وہیہا الاجر للارض کا کسراج علی المعتقد فاذا استأجر  
للزادۃ فاعظم الزرع آفہ و قبضہ لما قبل الاصطلاح و سقط ما بعدہ قلت وھو ما اعتدہ فی الولایۃ اور شاہ میں کہ زمین کی  
اجرت خراج کے مانند بنا بر قول معتد ہر جب کہ زمین جاری زراعت کیواسطے پھر آفت سا و یا رقی کہتے ہیں برادر کر دیا تو قبضہ زراعتی مال  
اجرت واجب ہوگی اور بعد ہتھمال کے اجرت سا قہ ہوگی میں کہتا ہو او مالک کو معتد کہا ہی ولو البجیہ میں ہم یہ قول ولو البجیہ کے مخالف ہے اس واسطے  
کہ اس میں خراج اور اجرت میں فرق بیان کیا ہی یعنی آفت رسیدگی سے خراج واجب نہیں ہوتا ہی قول معتد ہی انتہی اور یہ جو کہا کہ با بعد ہتھمال  
کے اجرت سا قہ ہوتی ہو سو قول مفتی کے مخالف ہے اس واسطے کہ محیط میں کہ فومی سپردی کہ جب زراعت تلف ہو جائے بعد اتنی مدت باقی نہ رہے  
بسیں عادیہ زراعت ممکن ہو تو سناجر پر اجرت واجب نہ ہوگی اور اگر دوبارہ زراعت کرنا ممکن ہو مانند اول کے یا اس کے کتر تو اجرت واجب ہوگی اور یہ حکم  
موسع غاصب کا کذا فی المخطاوی لکن یجزم فی الخانیۃ بروایۃ عدم سقوط شئی حیث قال اصحاب الزرع آفہ فھذا کذا وغرق ولہ  
یثبت لرجلہ اجرت لاند قد روع ولو غرق قبل ان یزرع فلا اجر علیہ اھل لیکن قنوی قاضیان میں عدم سقوط اجرت کی روایت پر

توضیح لکھی

کیا ہو چنانچہ کہا کہ زراعت پر آفت بڑی سودہ تلف ہو گئی یا ڈوب گئی اور نہ جی تو اجرت لازم ہی ہو سکتی کہ مستاجر اوسکو بوجھا اور اگر زمین ڈوب گئی ہوئے سے پہلے تو مستاجر پر اجرت نہیں آتی ہم قول محیط کے قول مفتی کے لفظ سے چنانچہ مذکور ہو چکا واللہ اعلم

## باب فیہ الاجارۃ یہ باب ہو فیہ اجارہ کے احکام میں تقسیم بالقضاء والی فی بنجیا وشرط ودریہ کالذی خلافا للشیاء

اجارہ فسخ کیا جاتا ہو اگر کے حکم یا رضا عاقدین سے بسبب خیار شرط اور خیار رذیت کے بیع کے مانند بخلاف امام شافعی ہم یعنی چونکہ اجارہ عبارت ہو شرائط سے لہذا اوس میں بیع کے مانند خیار شرط سے نہیں تک فسخ عقد اختیار اور بے دیکھی چیز کا اجارہ اور بعد دیکھنے کے اوسے غلط کر ڈالنے کا اختیار لیکن امام شافعی کے نزدیک اجارہ میں خیار شرط صحیح نہیں اور نہ بے دیکھی چیز کا اجارہ درست ہے وخیار عیب حاصل قبل العقد اور بعدہ بعد القبض اوقبلہ اور اجارہ فسخ کیا جاتا اوس عیب کے خیار العیب سے جو حاصل ہو ان بعد عقد اجارہ پہلے یا بعدہ بعد قبض کے پیچھے یا قبض کے پہلے یقوت النفع یہ صفت عیب کھرا بردار و انقطاع ماء الریح و انقطاع ماء الارض حصول اوس عیب سے اجارہ فسخ کیا جاتا ہو جس کے سبب سے منفعت فوت ہو جائے چنانچہ گھر کا دیوان ہو جانا اور بن چکی کا پانی منقطع ہونا اور زمین مزدعہ کا پانی منقطع ہونا یا شارح کہا یفوت النفع کا جملہ عیب کی صفت و کذا لو كانت تسقی بماء السماء و فانقطع المطر فلا اجارۃ ای وان لم یفسد علی الاصل کما علی اور اسطرح اگر زمین سچی جاتی ہو تو کان پانی سے سو فیصد منقطع ہو گیا تو اجرت نہیں کدانی الخانیہ یعنی قطع بارش سے اجرت ساقط ہو جاتی اگرچہ بنا قبول اصح اجارہ فسخ نہیں ہو جاتا چنانچہ مذکور ہو چکا خلاصہ اس باب سے پہلے ہم خیار شرط اور خیار رذیت اور خیار عیب سے اجارہ فسخ نہیں جاتا لیکن حق فسخ ایسے ثابت ہوئے اور یہی قول اصح ہو اور غیر اصح قدوری اور صاحب تحفہ کا کلام ہو و لہذا منصف نے فسخ کہا ہو نہ فسخ فی الجوف لو جاء من الماء حائلا من بعضھا فالبسائط بالخیار ان شاء فسخ الاجارۃ کما ہا و ترک و دفع بحساب ما روی منها اور جو زمین کہ اگر اتنا پانی آیا جس سے بعض زمین کی زراعت ہو سکی تو مستاجر کو اختیار چاہیے سبب میں کہ اجارہ فسخ کر ڈالے یا چھوڑے وہ زمین جہاں پانی نہیں پہنچا اور جس قدر زمین میراب ہوئی ہو اوس کے حساب سے موافق اجرت دینی لو الخانیہ لو استأجر منھا غیر شیشھا فانقطع ماء النبع علی دجاہ لا یسحق فله الخیار و ان لم یقطع فلیلا فلیلا و یسحق منہ تسقی فلا جرح اجرت اور ولو الخانیہ میں کہ زمین اجارہ لی بدو شرب یعنی اوس زمین کی آب پاشی کی نوبت اجارہ میں داخل کی پھر کمیت کا پانی اسطرح پر منقطع ہو گیا کہ اوسکی اسید باقی نہیں ہی تو مستاجر کو فسخ اجارہ میں اختیار اور اگر چھوڑا چھوڑا پانی قطع ہو گیا اور اوس قدر سے پہلے کی اسید تو اجرت واجبہ و فی لسان الحکام استأجر کما فی قرینہ ففسخا و رکعوا سبط لا جرحہ وان نفس بعض الناس لا یسقط الاجر و لسان الحکام میں کہ حمام اجارہ لیا ایک گاؤں میں سو آدمی وہاں کے پہننے سے ڈرے اور کوچ کر گئے تو مستاجر پر سے اجرت ساقط ہو گئی اور اگر گاؤں کے بعض آدمی کوچ کر گئے تو اجرت ساقط نہو گی اگرچہ نخل عطفت علی الفوت یہ ای بالنفع بحیث یتنفع بہ فی الجملة کما فی العبد و دبر الدابة ای قرینہ و سقوط جاکظ دار یا اجارہ فسخ کیا جاتا اوس عیب سے جو منفعت میں خلل ڈالتا ہو اسطرح پر کہ اوس عیب کے ساتھ کچھ منفعت حاصل ہو سکتی ہو چنانچہ غلام کا بیمار ہو جانا اور جانور کی پیچھے لگ جانا یعنی اوس میں خم کا ہونا اور گھر کی ایک دیوار کا گر جانا و فی التبنین لو انقطع ماء الریح والنبات مما یتنفع بہ لغیر الطحن فغلب من الاجر بحصہ لبقا بعض المعقود علیہ فاذا استوفی فان لم یحضر حصہ اور تین میں اگر بن چکی کا پانی منقطع ہو گیا اور بن چکی کی کوٹھری ایسی کہ آٹا پیسنے کے سوا اور نفع اوس سے حاصل ہو سکتا ہو تو مستاجر پر اجرت واجبہ اوس کے حصہ کے موافق بسبب فی سبب بعض معقود علیہ کے پھر جب وہاں کی بود باش وغیرہ مستاجر نفع حاصل کر چکا تو اجرت بقدر اوس کے حصہ کے و سبب لازم ہوگی فان لم یحضر العیب باوانا الموحی و انتفع بالخل سقط خیارہ لن دالی السبب پھر اگر عیب منفعت کا خلل انداز نہ ہوا ہو جو اوس عیب کو زائل کر دی یا مستاجر خلل والی چیز سے نفع حاصل کرے تو اوسکی اضافہ فسخ ساقط ہوگا سبب اہل ہو جائے سبب فسخ کے ہم عیب غیر خلل چنانچہ لو کہ کا نا ہو جانا یا اوس کے بال چھوڑا



اور از ال عیب کی یہ صورت ہے کہ دار منہدم کو موجد جلد طیار کر دے و عمارۃ الدار المستاجرۃ و تطبیقہا و اصلاح الیٰ الٰہی ما کان  
 من البناء علی رتب الدار و کذا کل ما یجزل بالمشکلی اور اجارہ کے گھر کی مرمت اور اسکے مٹی لیسنا اور پرالہ و مرمت کرنا اور جو چیزیں میں  
 تہہ کے ہو گھر کے مالک پر اور اس طرح جو چیزیں سکونت میں داخل انداز ہو وہ صاحب فائز کے ذمہ پر ہے ہم تطبیقہا کہہ رہے ہیں مراد وہ مٹی لیسنا جو جس کا  
 داخل انداز اور بعضی کتابوں میں عیبت کی مٹی لیسنی کو یہ کذا فی الخطا وی غلظ ان صاحبہا ان یفعل کان للمستاجر ان یخرج منها  
 اکل ان یكون المستاجر استاجرا ہادی کذلک و قدر اھل الضاہ بالعیب پھر اگر صاحب خانہ تعمیر و ترمیم کے انکار کرے نہ بناو تو مستاجر کو اس  
 گھر سے نکلنا درست ہے مگر یہ کہ مستاجر ناوہت گھر دیکھ کر اجارہ لیا ہو تو اب نکل جانا جائز نہیں بسبب راضی ہو جائے اگر عیب پر و اصلاح ما و الٰہی  
 و الباقی و الخیر علی صاحب الدار لکن بلا جبر علیہ لانه لا یجب علی اصلاح ملک فان فعل المستاجر فهو مستاجر و لا یخرج  
 ان آتی رہا خانہ ای آگاہا اگر آگاہا مگر اور کوئیں کے پانی اور نجس پانی کے چھپے اور بد روکی اصلاح اور درستی گھر کی مالک کے ذمہ پر  
 لیکن اگر بد روستی نہیں اس وقت کہ مالک پر ملوک کے دست کرنے کو بد روستی نہیں کی جاتی پھر اگر مستاجر شیا و مذکورہ کو نبیالیا تو وہ محسن بلا عیب ہے اور  
 مستاجر کو اس گھر سے نکل جانا جائز اگر اس کا مالک اس کو مذکورہ کی درستی انکار کرے کذا فی الخانیہ یعنی اگر اس وقت میں نکلنا درست نہیں جب  
 اس سے ناوہت گھر دیکھ کر اجارہ لیا ہو چنانچہ عقیقہ بہت کو یہ چکا و فی الجملہ و لکن ان یفعل کما یفعلہ بالافضالہ اور جو چیزیں کہ مستاجر کو  
 کو جائز ہے کہ تنہا اجارہ کو نسخ کر دے بلا حکم حاکم و لو استاجر دارین فسقطت او تعینت احدھا ذلک تر کھسا الوعد علیہما ہفقتہ واحد  
 اور اگر وہ گھر کو اجارہ لیا سو ایک گھر منہدم یا معیوب کیا تو اس کو وہ نون کا چھوڑ دینا جائز اگر دونوں پر تھی یکبارگی عقد کیا ہو یعنی اگر جدا جدا عقد ہو  
 تو ایک گھر کے سقوط سے دوسرا گھر نہیں چھوڑ سکتا قلت فی حاشیۃ الاشباہ و معنی بالبناء یتلین العقد کما ظاہر انفس و ان مشدہا  
 لا یفتر و ہوا لا صحیح میں کہتا ہوں اور حاشیۃ اشباہ میں نہایت سے منقول ہے کہ اگر عذر ظاہر ہو تو مستاجر نسخ اجارہ تنہا بلا حکم حاکم کر سکتا  
 اور اگر عذر مستتب ہو تو بلا حکم حاکم نسخ نہیں کر سکتا اور یہی قول اصح ہے ہم اگر عذر نسخ اجارہ کی حاجت ہو تو صاحب عذر نسخ میں متفرق  
 یا قصار ضاکی حاجت ہمیں روایات مختلف ہیں اور قول صحیح ہے کہ اگر عذر ظاہر ہو تو متفرق اور اگر مستتب ہو تو متفرق نہیں کذا فی فتاویٰ  
 قاضی خان و یحکم عطف علی بخیار شرط لزم ضرر لم یستحق بالعقد ان یقوی العقد کما فی سکون ضرر میں اس وقت میں عقد ہو  
 عین میں او اختیار عطف علی بخیار شرط لزم ضرر لم یستحق بالعقد ان یقوی العقد کما فی سکون ضرر میں اس وقت میں عقد ہو  
 اگر عقد اجارہ کو قائم رکھے تو مستاجر کو وہ ضرر لازم ہو جس کا استحقاق عقد ثابت نہیں چنانچہ اس آئہ کے در کاساکن ہو جانا جس کے اوکھار  
 کے وسطے اجیر معین کیا یا اس زوجہ کا رہنا یا اس کا خلع کرنا جس کی شادی کھانا پکانے کی واسطے باورچی کی کیا ہم یعنی جب دروٹھ گرا  
 تو آڑہ اوکھارنے میں صریحا مستاجر کا ضرر ہے بطرح زوجہ مردہ یا مملوہ کے ولیمہ کرنے میں مزار سال کا ضائع کرنا ہی تو اس عذر نسخ  
 اجارہ درست ہے شارج کہا قولہ و بعد زخیار شرط و عطف کہ زمین کو یہی کہ عذر مراد عاجز ہونا احد العاقدین کا اجارہ قائم رکھنے میں مگر تخیل ضرر  
 لازم ہو عقد مستحق نہیں و بعد لزم دین سوا کان ثابتا بعد ان من الناس اربعہ اوضاع اور الحال اندلا مال الٰہی غیر  
 ای غیر المستاجر لانه یجب ان یستقر فی قیمتہا اشباہ اور اجارہ نسخ کیا جائے لازم  
 دین کے عذر خواہ دین ثابت ہو لوگوں کی دہشت یا گواہوں کے بیان یا سوچے اور اسے اور حالانکہ اس کا کچھ مال نہیں اجارہ والی چیز کے سوا  
 اس واسطے کہ اگر وہ چیز آدین کی واسطے نہ بھی جا اجارہ سبب سے تو دین سبب سے موجد محبوب کا تو اس کو ضرر پہنچا مگر جب کہ پیشگی ہی ہو جائے اس  
 چیز کی قیمت کی برابر ہو تو اب دین کے عذر نسخ نہ ہو گا کذا فی الاشباہ ہم یعنی اگر قیمت گھر کی سودم ہو اور مستاجر اس قدر اچتر موجد کو پیشگی  
 دی ہو تو نقصان دت اجارہ نک صاحب دین تہ نظر کرے تو دین کے عذر سے اس وقت اجارہ نسخ ہو گا جب کہ قیمت زیادہ ہو اجرت و بعد اقل مستاجر



استقصی ہو گیا اور پھر محض لیکن اگر قاضی جواز بیع کا حکم دیکھا تو نافذ ہوگا اور فوراً اسکا بیان شرح و ہدایہ میں ہے و فیہ معنی بالخانیۃ لہو بالک  
الاجرا المستاجر کا ادا المستاجر ان یعنی بیعہ کے بعد کہ ہو اسکا صحیح دلو بالک الراہن اگر لفظ صحیح ہے اور شرح و ہدایہ میں ہے تھانیہ کہ اگر مستاجر  
میں اجارہ کی چیز بھی اور مستاجر چاہا کہ اسکی بیع کو منع کرے تو وہ اس پر قادر نہیں اور اگر راہن مرہون کو بیعے تو مرہون کو اختیار ہے کہ اسکی بیع  
منع کرے ہم لیکن عادیہ میں دی صغیر ہے کہ بیع مرہون کی راہن اور مرہون کے حق میں نافذ راہن اور مرہون اسکو منع نہیں کر سکتے اجارہ  
والی چیز کی بیع کے مانند کذا فی المخطاوی و تفتیح بلا حاجۃ الی الفیہ بموت احد العاقدین عندہ نالانچہوندہ مطبقاً عقدہا لنفسہ  
بدون منع کرنے کے اجارہ منع ہو جائے احد العاقدین کی موت ہمارے نزدیک اس کے جنون مطبق ہو جائے تو اسے وہ اجارہ منع ہو جائے جسکو  
اپنی خاصیت ان کو واسطے عقد کیا ہو الا ان فی حقہ کسوتی فی طریق ملک ولا حاکم فی طریق فیتقی الی مائتہ فیذکر الاموال فی القاضی لیس فیہ  
الاصح فیوجز ہذا لہو امینا او بیعہا بالیقین و بدفع لہ اجر فی الا یاب بان مرہون علی ذیہا و تقبل البینۃ ہنا بلا خصم لانہ  
الاصح من ثمن کافی بدیۃ الشبکہ احد العاقدین کی موت اجارہ منع ہو جائے لیکن ضرورت کے سبب منع نہیں ہوتا چنانچہ موجد کا جانا  
مکہ معظمہ کی راہ میں اور حالانکہ راہ میں کوئی حاکم نہیں اس ضرورت کے تابع منع اجارہ باقی رکھا جائیگا پھر مقدمہ ہاں کے قاضی کے  
سنا پیش کیا جائے کہ قاضی جو بہتر ہو سو کرے سطر پر کہ جائزہ اجارہ مستاجر کو اگر وہ امانت دار ہو یا جائزہ بقیہ بیع کے اور مستاجر کو بھیجے کی  
اثر دے اگر مستاجر نے جانے کی اجازت دینے کو اگر ہوں ثابت کر دے اور اس مقام میں بدو بدعا علیہ کے گواہ مقبول ہوں سو اسطے کہ دعویٰ اس خبر کی سن  
سے لیا جائے جو اس کے قبضے میں کذا فی الاشباہ و فی الخانیۃ استاجر اذا ارحما ما اور ارحما شہرہا فسکن شہرہا ہل یکسر صراحت الشہرہ الثانی  
ان معدا الاستغلال نعم ولا کلا بل یقینی اور خانیۃ میں کہ گھر یا حمام یا زمین ایک ہینہ کو اجارہ فی پھر مستاجر اس میں دو چھ سکونت کی  
اوپر دوسرے مہینے کی اجازت لازم ہوگی یا نہیں اسکا جواب یہ ہے کہ اگر وہ غیر فقط کرایہ کی واسطے مہیا کی ہو تو ہاں دوسرے مہینے کی اجازت لازم ہوگی اور اگر  
کوئی کرایہ کی واسطے مہیا نہیں تو اجازت لازم نہیں اسی قول کا فتویٰ قلت فکذا الوقت و حال المیتیم و کذا الوقت کا صاۃ المالك و طالعہ بالاجل فسکن  
یلمفہ الامور بسکنا ہ بعدہ میں کہتا ہوں اسطر ح مکان کو اور مال یتیم میں دوسرے مہینے کی اجازت لازم ہوگی اور اسطر ح اگر موجد مستاجر سے  
شہرانی میں تقاضا کیا اور اجازت شہرانی کی مانگی پھر مستاجر سا کرے یا تو اس پر اجازت لازم ہوگی اسکی سکونت کرنے سے بعد اس تقاضے کے و کلا مستاجر  
بعد موت الموجد ہل یکسر اجازت ذلک قبل نعم بل یقینی علی الاجازۃ و قبل ہوا کا مستغلاں ہوا اور اگر مستاجر ساکن با بعد موت موجد کی اسکو  
اسکی اجازت لازم ہوگی یا نہیں بعضوں نے کہا ہاں اجازت لازم ہوگی بسبب چلے مستاجر اجارہ سابقہ پر بعضوں نے کہا کہ یہ مسئلہ پہلے مسئلہ سکونت شہرانی کا مانند  
ہم یعنی اگر وہ مکان کرایہ کی واسطے بیجا ہو کر وارث شہرانی میں تقاضا اجازت کیا تو اجازت لازم اور نہیں لازم نہیں دینیگی ان کا نظریہ  
الا نفسا ہما لو طالع الیہ الوارث بالتفرغ او بالانعام اخی آخر لہو معدا الاستغلال لانه فضل حجۃ فیہ و ہل یلی السی  
او اجازت مثل ظاہر تفتیش الثانی و تمامہ فی شرح الوہبانیۃ اور لائق بقواعد فقہ یہ ہے کہ یہاں اجارہ منع ہو جانا ظاہر ہو جب کہ وارث  
موجد کا مکان خالی کر دینے کا مطالبہ کرے یا التزام اور اجازت کا نہ ہو اگر وہ مکان کرایہ کی واسطے بنا ہو سو اسطے کہ یہ مسئلہ مجتہدینہ اور کیا  
اجازت معینہ لازم ہوگی یا اجازت مثل لازم ہوگی ظاہر فقہیہ اجازت مثل پر دلالت کرتا ہے اور اسکا پورا بیان شرح و ہدایہ میں ہے و فی المئۃ مائتہ احد  
والربیع بقول بقی العقد بالمستقیم حتی یذکر و بعد المدۃ باجر المثل اور معنی ہے کہ احد العاقدین مر گیا اور کھیت ساگ ہو یعنی ہنوز  
کھیت خام ہو تو عقد اجارہ باقی رہیگا چنانچہ تک بعض اجازت معینہ اور بعد انقضائے اجازت مثل پر باقی رہیگا دنی جامع الفصولین لہو  
رضی اللہ عنہ و ہو کبیر بمقاء الاجازۃ و رضی بہ المستاجر جازا فیہ اسی فیجعل الرضی بالبقاء انشاء عقدہا لہو لہو  
بالعاطی قضا مائتہ اور جامع الفصولین میں اور اگر موجد کا وارث بالغ بقا اجارہ پر رضی ہو اور مستاجر بھی اس پر رضی ہو تو امر ہے انتہی

و فیہ معنی بالخانیۃ لہو بالک  
الاجرا المستاجر کا ادا المستاجر ان یعنی بیعہ کے بعد کہ ہو اسکا صحیح دلو بالک الراہن اگر لفظ صحیح ہے اور شرح و ہدایہ میں ہے تھانیہ کہ اگر مستاجر

بانی الفصولین یعنی تو باقی رہنے کی رضامندی ایجاد عقد قرار دیا جائیگی یعنی جواز اجارہ کیواسطے رضامندی انشاء عقد ہوگی بواسطہ تعالیٰ کے  
 اسکو تامل کرو فی حاشیہ الاشبہ المستأجر المشتري الحق بالعين من سائر المعاملات العقد صحیحاً ولو فاسداً فاستوفى  
 للمعراء فيلحفظ اور اشباہ کے حاشیہ میں کہ مستاجر اور مرہن اور مشتری زیادہ تر عقد رہیں عین کے باقی دین والوں کے اگر عقد اجارہ اور مرہن  
 اور بیع صحیح ہو اور اگر عقد فاسد ہو تو مستاجر اور مرہن اور مشتری برابر دین والوں کے اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم یعنی اگر موجد مرگیا اور اسے  
 دیون ہیں تو اور دین کے مستاجر زیادہ تر عقد رہے اور اسے طرح مرتفع تھے اور اگر چیز خریدی اور ہنوز قبض میں نہیں آئی کہ بائع مرگیا اور اسے  
 برقی مشتری الحق یعنی اول مشتری اپنا حق لیگا پھر اگر کچھ زیادہ باقی رہیگا تو اور رباب دیون با دین کے کان عقد تھا الغیر کا شرح  
 کو کیل ای بالاجارہ پھر اگر عاقد اپنے غیر کیواسطے اجارہ منعقد کیا تو عاقد کی موت کے اجارہ منسوخ ہوگا چنانچہ اجارہ لینے کا وکیل یعنی مثلاً زید  
 خالہ کہہ کہ میری بیوی کسی کو اجارہ اور اسے محمول کو اجارہ دی تو خالہ کے مرنے سے بیوی کا اجارہ منسوخ ہوگا چنانچہ اسے کہ اجارہ عا  
 کے واسطے نہ تھا واما الوکیل بالاستیجار اذا مات بطل الاجارہ لان التوکیل بالاستیجار انما یقع فصلاً کالتوکیل  
 بشراء الاغنیاء فیصدیر مستأجر النفس ثم یصدیر موجد الموکل فلو لم یکن التوکیل بالاستیجار بمنزلة المأذون لکان  
 نقلاً المصنف عن الذخیرة قلت ومثله فی شرح المجموع والبنان زید والعماد یتر اور اجارہ لینے کا وکیل اگر مر جائیگا تو اجارہ باطل ہوگا  
 ہو واسطے کہ اجارہ لینے کی توکیل خریداری منافع کی توکیل ہے تو یہ شرائع اعیان کی توکیل کے مانند ہے تو وکیل مستاجر ٹھہرے گا اپنی ذات کیواسطے  
 پھر موجد ٹھہر جائیگا اپنے موکل کیواسطے سو یہی مطلب ہے ہمارا مثل کا کہ اجارہ لینے کا وکیل بمنزلہ مالک کے ہوا یا نقل کیا ہو مصنف نے وغیرہ  
 میں کہتا ہوں اور اسی کے مانند شرح مجمع اور بنان زید اور عماد یہ ہیں ثم قال المصنف قلت هذا مستقیم علی ما ذکرہ الملک فی قولہ انما  
 یثبت لائق التوکیل ثم ینقل الی الموکل واما علی ما قالہ ابو طاهر من ان یشبہ التوکیل ابتداءً وبجانب من فی الکنہ وھو لا صحیح  
 کما فی الجہان فیستقیم واللہ اعلم انھی پھر مصنف نے اپنی شرح میں کہا میں کہتا ہوں یہ یعنی مستاجر وکیل کی موت کے اجارہ باطل ہونا مستقیم تر ہے  
 کہ جسے اس قول کے بموجب کہ ملک وکیل کے واسطے ثابت ہوتی ہے پھر موکل کی طرقت منتقل ہوتی اور وہ جو ابو طاهر نے کہا ہے کہ ملک موکل کیواسطے ابتداً  
 ثابت ہوتی اور اسی قول پر یقین کیا ہے کہ زمین اور یہی صحیح تر قول ہے چنانچہ بحر الرائق میں تو بطلان اجارہ مستقیم نہیں وانشاء علم انھی قول المصنف  
 قلت واعقبہ شیخنا بانہ غیر مستقیم علی ما ذکرہ الملک فی قولہ ان یشبہ التوکیل ابتداءً وبجانب من فی الکنہ وھو لا صحیح  
 والوجوب للیقین والفساد للملک المستقیم شارح کہا میں کہتا ہوں اور مصنف کے قول پر ہمارا استاد اعتراض کیا ہے اس طرح کہ بطلان  
 اجارہ بموجب اس قول کے بھی جسکو کس نے ذکر کیا ہے غیر مستقیم ہے بسبب متفق ہونے فقہاء قرابت دار وکیل کی عدم آزادی پر اسواسطے کہ وکیل  
 کی ملک مستقر اور قائم نہیں اور عتیق اور فساد کا موجب ملک مستقر ہونے غیر مستقیم فساد مراد فساد بنجاح ہے جب کہ وکیل اپنی زوجہ لونڈی کو  
 اس کے مالک سے خرید کرے اپنے موکل کیواسطے کذا فی الجہان ثم قال والمحال ان الاجارہ لا تنقہ بموت المستأجر والفعل  
 بہ مستقیم انھی واللہ اعلم پھر ہمارا استاد کہا اور حاصل کلام یہ ہے کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ اجارہ منسوخ نہیں ہو جاتا اجارہ لینے والی کی موت کے  
 اور اس قول کی نقل فقہاء میں مشہور اور معروف ہے انھی قولہ وانشاء علم ودعوی واب وجد وقاضی ومتفق الوقت لبقاء المستحق علیہ المستحق  
 عتیق لو مات المعقول بطلت در اور چنانچہ وصی یتیم اور رباب اور دادا اور قاضی اور وقف کے متولی کی موت سے اجارہ منسوخ نہیں ہوتا بسبب  
 باقی رہنے مستحق علیہ اور مستحق کے تو اگر وہ شخص مر گیا جس کے واسطے اجارہ منعقد ہوا تو اجارہ باطل ہوگا اسکی موت کذا فی الدرر مستحق علیہ  
 مراد موجد اور مستحق مراد وہ جس کے نفع کیواسطے شخص اپنے کو رہنے اجارہ لیا چنانچہ موکل اور یتیم اور صغیر اور بوقت علیہم کذا فی الطحاوی  
 مع التوضیح الا اذا کان مقولہ خاص بہ وجمیع حالاتہ کما فی وقفہ الاشبہ لا معنی لکس ہا بنیۃ قال والحداد والنفع



ببخارہ قلت وباطلاق التوقیت قادی الہدایہ فکان ہذا المذهب المعتمد کما قالہ المصنف فی حاشیہ علی الاشباہ منوی وقف کی موت  
سے اجارہ نسخ نہیں ہو تا مگر جبکہ ایسا منوی ہو کہ وقف اوس کی ذات کی واسطے ہو اور سبب غایہ وقف کا اوس کی ذات کی واسطے ہو تو اس منوی کی موت  
سے اجارہ نسخ ہو گا کذا فی وقف الاشباہ عن الزبانیہ صاحب اشباہ نے کہا اور متون فقہ کا اطلاق اس مسئلہ کے خلاف ہے میں کہتا ہوں اور اطلاق  
متون کا منوی دیا ہے قادی ہی دیا ہے تو وہی اطلاق مدح مند ٹھہر گیا ایسا کہ یہ مصنف نے کہا ہوا ہے حاشیہ میں جو اشباہ پر دکانا قال فی الاشباہ  
اعلایہ اذ لم یکن لا تنفیخ الا حجارۃ بموت موجر الوقف الا فی مسئلہ ایذا اذا آخرھا الواقع ثم مات لم یطلان الوقف  
برئۃ نہ وہیما اذا آخرھا رضہ لثوق فقہ علی عین ثم مات تنفیخ اور اس واسطے اشباہ میں کہا ہو چار ورق کے بعد کہ اجارہ نسخ نہیں ہو جاتا موجر  
وقف کے مرجع نے سے کہ دو مسلمان میں ایک مسئلہ ہے جبکہ زمین کو اجارہ دیا وقف کے کہیو اس نے پہرہ مرید ہو گیا پھر مر گیا بسبب طل ہو گیا  
وقف کے واقع کی ابتدا سے اور دوسرا مسئلہ ہے جبکہ مالک نے اپنی زمین اجارہ دی پھر وہ زمین وقف کر دی ایک شخص میں پھر واقع مر گیا تو  
اجارہ نسخ ہو گا یعنی اس واسطے کہ ابتدا عقد اپنی ذات کی واسطے تھی اور پہلی صورت میں وقف میراث ہو جائیگا وہی وقف قادی ابن نجیم مسئلہ اذا آخر  
الناظر ثم مات فاحکاب لا تنفیخ الا حجارۃ فی الوقف جموت الموجر والمستأجر کذا رایتہ فی جلد نسخہ لکنہ مخالف لہذا فی اجارۃ  
کذا لہذا فی فتاویٰ قادی ابن نجیم کی کتاب الوقف میں مذکور ہے کہ ابن نجیم سو بیحد سوال ہوا کہ جب مالک وقف نے اجارہ دیا پھر وہ مر گیا تو جارا بدا  
کہ اجارہ وقف میں موجر اور مستاجر کی موت سے نسخ نہیں ہو جاتا اس طرح میں نے دیکھا ہوا قادی مذکور کے کئی نسخوں میں لیکن وہ مخالفت ہو قادی  
قادی ہی دیا ہے کہ کتاب الاجارہ تو آگاہ رہیوم مخالف فقہ ہے کہ اس میں لفظ مستاجر زیادہ ہے کذا فی الحلہ فیہا ایضہ لا تنفیخ جموت المستاجر  
ولو الغلۃ لا یجوز دہ فتنبہ اور اوس قادی میں یہ بھی ہے کہ منوی کی موت سے اجارہ نسخ نہیں ہو جاتا اگرچہ وقف کا غلہ فقہ منوی  
کی واسطے ہو سو خبر دار رہنا ہم شارح نے خبر داری سے اشارہ کیا کہ مذکور کی طے دینی وہاں یہ کہ قول جو اشباہ میں مذکور ہے وہ اس قول سے ہی  
برہ ہو گیا وہی فی الفیض الواقف لو آخر الوقف بنفسہ ثم مات فی الاستحسان لا یطل الا آخر الغیر تھی ومثلاً فی الذرازیۃ اور فیض میں ہی  
کہ وقف کرنا الا اگر وقف کو اجارہ دیا نہ خود پھر مر جائے تو استحسان میں اجارہ باطل نہیں ہوتا اس واسطے کہ اوس غیر دن کی واسطے اجارہ دیا یعنی  
غیر کے مستاجر موقوف علیہم ہیں نہ راقن اور اس طرح نزاع میں ہونی الی شراعیۃ وحکمہ عزل بالقاضی المتولی کلمات لا تنفیخ اور سراجہ میں  
ہے اور قاضی لہ منوی کی موقوفی کا حکم موت کی برابر ہو تو اس کے عزل سے اجارہ نسخ نہ ہو گا قاضی نے ایضہ بتویہ احکام مستاجرین اور حرجیہ سے  
حجۃ ای حصۃ المیت لو عقد ہا لنفسہ فقط وبقیت فی حصۃ الحجۃ اور دو مستاجر دن بار دو مجرہ میں سے ایک مستاجر ایک موجر کے رجاء  
سو بھی اجارہ نسخ ہو جاتا ہو فقط اوس کے حصہ میں یعنی میت کے حصہ میں نسخ ہوتا ہو اگر میت نے ذات خود اجارہ منع کیا ہو اور باقی رہ گیا اجارہ زندہ مستاجر  
یا موجر کے حصہ میں **فمن** سلسلہ فقہ شارح کافی وقف الاشباہ تخلیۃ البعید بالطلۃ فلو استأجر قریۃ وہو بالمصر لم یضم تخلیۃ علیہم  
فی نسخہ للمتولی ان ینتہب للقریۃ مع المستأجر او غیر فیخلۃ بینه وینہا او یرسل ویکلہ او رسولہ اعیاء لکمال الوقف فلیحفظ  
قلت لکن نقل حشیشہ ابن المصنف فی ذواہر الجواہر عن بیوع قادی الہدایۃ انا متی مضی ما لا یتمم من الذبا  
الیہا والدخول فیہا کانت قابضاً والا فلا فتنبہ انتھی اور اشباہ کی کتاب الوقف میں مذکور ہے کہ مکان بعید کا تخلیہ یعنی اجارہ کی  
زمین کو مستاجر کے قبضہ وقف میں کر دینا باطل ہے تو اگر گانون اجارہ لیا اور حالانکہ مستاجر میں سے تو اس کا تخلیہ صحیح نہیں بابر قول صحیح ترک منوی  
وقف کو لائق ہو کہ گانون میں مستاجر یا غیر مستاجر ساتھ یعنی اس کے وکیل کے ساتھ ہر تخلیہ کر دی درمیان مستاجر اور درمیان گانون کے یعنی بلا رجعت  
اس کے اوسکو تعدد میں کر دیا منوی اپنے وکیل یا پیغام رسان کو اس کے ساتھ بھیج دال وقف کے قائم رکھنے کی واسطے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے میں کہتا ہوں لیکن  
اشباہ کو محشی مصنف کی فرزند نے ذواہر الجواہر میں قادی قادی ہی دیا ہے کہ کتاب البیوع سے نقل کیا ہے کہ جب اتنی مدت عقد اجارہ بعد گزر جائے کہ جس میں

مستاجر گانوں کی طرف جابا اور اسکے داخل ہونے میں قاذروں کا نون کا قابض ٹھہریگا اور اگر اتنی شدت منقصہ نہ ہو فقط مستاجر کے حق امتیاز  
 قابض ٹھہریگا انتہی مافیہ ذوالجواہرہم ذخیرۃ الناصر میں کہ اگر گانوں اجاڑ لیا اور وہ سہرہ درہم اور مستاجر اس کے قبض کا اترا کر کیا تو مستاجر  
 اور انوار اسکا اصل پر و تنکیہ انتہی شدت کے جس میں ہاں جا اور قبض کرے یا اس قدر شدت کے بعد اترا کرے یا سوجھ اور مستاجر اپنے وکیل یا رسول  
 بھیجیں کذا فی الطحاوی **مسائل ششم** یہ چند مسائل تشریح میں آخر حق حصائد ای بقایا اصول قصبہ محصور فی ارضی مستاجر  
 اور مستعادی جملہ میں باقی جہن قصبہ قطوع کی جوا جاد یا عاریت کی زمین کے اندر واقع ہیں ہم قصبہ یعنی بالئ اور نکل بطریق مثال کے جو  
 اسکی خصوصیت نہیں بلکہ گھاس اور ہر قسم کے کھیت کی ٹھوٹھوں کے جلا نکلیا ہی حکم پر کذا فی شرح النہوی و موشلہ ارض بیت المال المحدث  
 لحوط القوافل والاحمال و ہرعی الذائب و طہر الحصار کذا قلت و حاصلہ ان لو یکن لہ حق الاستفراغ فی الارض فحق ما اخرجتہ  
 ممکنہ بنفس الوضوح لا مانعکۃ الریح علی ما علیہ الفقہاء قال شیخنا اور اجادہ اور عاریت کی زمین کے مانند بیت المال یعنی برکاری زمین پر  
 قائلون اور بجاری سب کے اوتارے کیواسطے اور جانور دن کی چراگاہ اور کھلیا نون کے ٹپے کیواسطے مقرر میں کہتا ہو اور خلاصہ یہ کہ  
 اگر جلا نیوا شخص کیواسطے حق استفاع نہ ہو زمین پر تو اس پر لازم ہوگا اوس جز کا جسکو آگ نے جلا دیا اوسکی ان میں بھر دیکھنے آگ کے  
 نہ اوس میں کاناؤا جسکو ہوا جلا یا آگ اور اگر بنا پر قول منشی ہاں ایسا کچھ کہنا ہی ہوتا اور استاد فیہ الدین ربکی فاحتمل و ششہ من ارض منسکہ  
 لہ یضمن لاندہ سبب لا مباشرہ اجادہ یا عاریت کی زمین میں کھیت کی ٹھوٹھیاں جلا نیو غیر شخص کی زمین کے کوئی چیز جل گئی تو جلا  
 والے پتاؤا نہیں اسواسطے کہ احراق مذکور سبب سے احراق کا نہ مباشرت یعنی اوتاروں کی شرط یا سبب نہ اسبب ان لو قصبہ سالہ فی کل  
 کانت مضطر بہ فحقہ لا یعلم انہ لا یستدرک فی کل ما یستدرک عدم تار اس شرط پر کہ ہوا میں روڑ نہ چلتی ہو اور اگر ہوا تیز ہو  
 تو جلا نیو الا تار دیکھا اسواسطے کہ وہ جانتا کہ ہوا کی تیزی سے آگ اوسکی زمین میں ٹھہری نہ رہیگی تو ہر ہی شخص احراق کا مباشرت یعنی  
 جلا نیو الا تار و کن اکل موضع کان للواضع حق الوضیع فیہ اشی فی ذلک الموضع لا یضمن علی کل حال اذا اتلف بذلک الموضع  
 شئی سوا اتلف بہ و ہو فی مکانہ او بعد بازالہ عنہ اور اسید طرح جس موضع میں کہ رکھنے والے کو رکھنے کا حق ہو تار نہیں ہر  
 میں جب کہ اوس کھی چیز کوئی اور جہ تلف ہو جا خواہ جہ تلف ہو اس حال میں کہ شے موضوع اپنے مکان میں ٹھہری ہو یا تلف ہو اپنے مکان  
 ہٹ جانے کے بعد بخلاف حال اذا المیکن لہا وضع فیہ حق الوضیع حیث یضمن الواضع اذا اتلف بہ ہر ہی موقع مکان و کذا بعد ما دل  
 لا یضمن کل موضع جہ فی الطریق ثم آخری قد جہنا فانکسر تافہم کے کل جہ صاغیہ فان زال بہر کل جہ وسیلہ لا یضمن الواضع  
 ہذا ہوا اصل فی ہذا المسائل کا محقق فی الخانیہ برخلاف حکم سابق یہ موقع ہے جب کہ سہنے والے کا اوس مکان میں رکھنے کا حق  
 نہ ہو سبب سے رکھنے والا تار دیکھا جب کہ کوئی چیز اوس کھی چیز کے سبب تلف ہوگی اور حالانکہ شے موضوع اپنے مکان میں سبب سے  
 تار لازم ہو گا شے موضوع کے خود ٹل جانے کے بعد بدولت والے والیکے چنانچہ گٹر ارکھنا راہ میں پھر دوسرے شخص دوسرا گٹر او میں کھا پھر  
 و نون گٹر سے ٹپے اور ٹکڑا کر کھا کر ٹپے گئے تو ہر شخص دوسرے شخص کے گھر کا تار و ان اور اگر شے موضوع ٹل گئی کسی چیز کے ٹالنے سے چنانچہ  
 ہوا یا سیلاب سے تو رکھنے والا پتاؤا نہیں ہر قاعدہ کلیہ ہر ان سداون میں چنانچہ اسکی تحقیق خانیہ میں کی ہر شے ہر علیہ بقولہ فلو وضع  
 فی الطریق فاحترق بذلک شے فحق المیکن فیہ بالو نزع پھر مستحق اپنے قول پر تقریر کی اس قول سے تو اگر چنگاری رکھی ا  
 ہوا اس کے سبب سے کوئی چیز جل گئی تو تار دیکھا سبب اپنی تفصیل آگ رکھنے سے ہم اسواسطے کہ راہ میں چلنے کا حق نہ آگ رکھنے کا و کذا  
 ہر شے کل موضع لیس فیہ حق المردہ اور اسید طرح تار دیکھا ہر ایک اوس موضع میں جہاں چلنے کا حق ثابت نہیں ہم حق مرد خانیہ میں کہ زمین  
 حق وضع اید عدم حق وضع مذکور ہر اور مرد مرد کے حق کو صاحب خلاصہ ذکر کیا ہو اور کہا ہر کہ اس قول پر نہ تو ہی پر کذا فی الطحاوی

اولاً اذہبت بہ اسی بالحق صغر الریح فلا ضمان لستہا فیکہ وکذا لو نہ خرہ السید الجیوب یعنی خانتہ مگر جب کہ رکھی ہوئی تھی  
 کو دکان ہو اور اگر کیا تو اب تلف ہونے سے تاوان نہیں اس واسطے کہ ہونے رکھنے والی کا فعل ملتا دیا یعنی ابا حراق ہو کی طرف منسوب ہو گا نہ رکھنے  
 والے کی طرف اور اس طرح اگر سیلاب نے پھر ڈھلکایا اور کوئی چیز تلف ہو گئی تو لکھنے والے پر تاوان نہیں اسی بل پر فوٹی کہذا فی الخانیۃ و لو آخر  
 الحداد الحدیدین ایک کپڑے کا نہ ٹھوس بلکہ بڑے بڑے ٹھوس فخر الشرائع الی الطریق و آخر شیعہ کہیں دلوں کو لکھیں نہ و آخر جہد الریح کلاذی  
 اور اگر لوہا کو لوہا نکالا بھیجی ہے اپنی دوکان میں پھر اوپر ہتھوڑا مارا سو راہ کی طرف چنگا دی نکل گئی اور اسے کوئی چیز خلا دی تو لوہا تاوان  
 دینا اور اگر اوپر ہتھوڑا نہیں مارا اور چنگا دی ہو نکالی تو اب جتنے سے تاوان لوہا پر نہیں کذا فی الریح سقی ارضہ سقیلاً تحتہ فتعد  
 الماء الی ارض جائزہ فافسدھا حقن لانه منبا شرکاً متسبباً ایک شخص نے اپنی زمین اس قدر بکثرت سخی کہ زمین اس کو نہ تمام سکی ہو  
 یا نہ ابل کر اس کے ہمسایہ زمین کی طرف بہا اور اس کو خراب کر دیا تو سب سے پہلے پڑاوان لازم ہو گا سو اسطے کہ وہ مباشرت و فساد کا  
 نہ سبب بلکہ اتنا ضیاع اوصاف غرق حافضہ علیہ العمل بالیضف سواء اتحد العمل ام اختلف کھیا ط مع قصار حرق  
 استسنا لکلا شکرۃ الضمان فہذا ایق جاہتہ یقیناً و ہذا یجداً قریباً لعل خیاط یا رنگر نے اس شخص کو اپنی دکان پر بیٹھا یا چوڑا  
 کو سینے یا سنے کا کام لیکر نصف نصف اجرت خواہ دونوں کا عمل ایک ہی ہو یعنی دونوں خیاط ہوں یا دونوں رنگر یا عمل مختلف ہوں جسے  
 خیاط و دھوئی کے ساتھ تو یہ درست ہے باعتبار استحسان کے سو اسطے کہ یہ شرکت ہو منافع کی نہ شرکت وجوہ جیسا کہ صاحب ہدایہ بھیجے  
 تو یہ شخص سبب اپنی وجاہت اور رداری کے کام لیتا ہے اور یہ یعنی دوکاندار اپنی کارگیری کے سبب سے کام کرتا ہو گا یا سبباً و جہلاً لیجمل  
 علیہ محکماً و البین الی مکتہ و لہ الحکم المعتاد و رؤیتہ اذہب و کذا اذا لکیر لکل حۃ و الخلف جیسے صحیح ہے کہ اگر ایسا غیر  
 اونٹ کا تاوان ہو سہل لاد آجا اور اسوار اوپر ہو کہ مغلط تک اور حالانکہ محل روانہ کے موافق اور دیکھ لینا محل کا سبب ہے یعنی  
 قطع زراعت کیواسطے اور اس طرح اجارہ جائز جب کہ چھوٹا اور اونٹ نہ دیکھا ہو ہم شامل ہیں کو فرقہ کہ اونٹ مکہ سفلہ تک کرایہ لے لے تا  
 ایک اونٹ پر محل کہے اور دو شخص اوپر سوار ہوں اپنا اونٹ بنا چھوٹا لیکر سو سوار ہو والوں کو دیکھا اور اونٹ کا سبب مذکور نہیں کیا  
 اور دوسرے اونٹ پر کئی من سوار پانی اور سرکہ اور تیل وغیرہ لاد اور اس کی مقدار بیان کی یا یہ شرط کی کہ مکہ معطر سے پہلے کو وقت  
 تحالف لاد اونٹ کا جس قدر لوگ لاد لاسے ہیں تو یہ اجارہ فاسد تیس میں اسبب غیر معین ہو بوجہ کے اور باعتبار استحسان جائز ہے  
 سو اسطے کہ اسکار واج جاری انتہی زینتی کما وجہ استحسان یہ کہ معقود علیہ را کب ہو سو معلوم ہو محل تابع ہو اور اس کی جہت سنا کی طرف تیر  
 زائل ہو جاتی اور اس طرح اونٹ بچھونے کی جہت دور ہو جاتی کذا فی لوطا و فی الو لو الجیمہ و لو کذا ای الی مکتہ لاد ہمسایہ کا بعض  
 اختیار ہوا جائز لیجمل المعقود علیہ محکماً فی ذمۃ المکارم و الی الی الی و جہا لہما لا تفسد قلت فہا یفعلہ الخا جہ من الی جارۃ لیکن ان  
 الرکب الی مکتہ بکلا تعین الی الی الی و اللہ اعلم اور و لو الجیمہ میں اور اگر چار یا دس اونٹ بلا تعین کرایہ لے لے مغلط تک تو جائز ہو  
 معقود علیہ بوجہ قرار دیا جائے مکاری کے ذمہ پر اور اونٹ بوجہ فساد کے آلات ہیں اور ان کی جہا اجارہ مذکور کی مفسد نہیں ہیں کہ تاوان  
 کہ وہ جو حاجی لوگ جارہ کرتے ہیں بوجہ لاد اور سواری کیواسطے مکہ معطر تک بلا تعین اونٹوں کو صحیح ہو مگر علم ہم وجہ ہوازیہ پر کہ مطلق  
 سنا کی طرف مغلط ہو استنا جہل محکماً مقداد من الزل ذکا کل منہ و منہ من ذلک و الخیر ایک اونٹ کرایہ لیا تو شیعہ کی مقدار میں  
 کے لاد کیواسطے سو تو شیعہ میں کچھ کھایا گیا تو اس کی عوض تو شیعہ یا تاوان کی اور خیر پھر اوپر لاد ہی جہا قال لعا صفا سرہ فی تہا و الا فاجر تھا  
 کل شیرین کذا فی یوم جب علی الفاصنہ المشی لان سکون تدریعی صاحب خلیفہ نے گھر کے غصہ کر سوا اسے کہا کہ گھر خالی کر دے اور نہیں تو  
 کرایہ ادسکا ہوا مہ اتنا دینا ہو گا سو غصہ نے گھر خالی کیا تو غصہ پر کرایہ مذکور و واجب ہو گا سو اسطے کہ اس کا سکوت رضا مند ہے جارہ کی

اذا انکر الغاصب ملكه وان اثبت مبينة لا تدر اذا انكره لم يكن ارضيا بل جارا و لو اوسر من كرا اوجب فهو واجب كغاصب  
صاحب خانه كملك كالحاكم كمنه اگر چه صاحب خانه اپنی ملک گرا ہو تو ثابت کرے ہوا سبط کہ جب وہ ملک کا منکر ہو تو جارا ہوا رضی ٹھہرا ان اوس  
عطفت علی انکرہ ای ہا کہ وہ کہیں کہیں رضی ہوا جارا نہ صحت بعد م الرضی یا غاصب اوسکی ملک کا اقرار کیا لیکن اگر رضی ہوا تو بھی  
اگر وجوب ہونگی ہوا سبط کہ او عدم رضا کی تصریح کر دی فی الاشباہ السکوت فی الاحارہ رضی وقبول فلو قال للسائل اسکت  
و انما فانتقل او قال الرأی لا رضی یا لم یرض بل بكذا فسکت انما مانتی اور شاہد میں کہ جب رہنا اجارہ میں خدا اور قبول ہو اگر کہ  
نے گھرا دکان کہنے والے سے کہا کہ بعض اس قدر کر ایسے سکونت کرو اور نہیں تو نکل جا یا جارا ہو گئے کہا کہ میں اگر سا بقہ رضی نہیں بلکہ  
اس قدر اگر لو نکلنا پھر اوسنے سکونت کیا تو اس قدر اجرت لازم ہوگی جتنی او معین کی بولی سکتی تھی لما طالب قال لو اسمع بخلکم هل  
یصدق ان یتهم نعم و لا کلا عملا بالظاہر باقی رہی یہ بات کہ اگر ساکن ہو کر سکونت کیا پھر جب مالک نے کرایہ لگا تو بلا کہ میں تیرا  
کلام سنا تھا تو اسکی تصدیق ہوگی یا نہیں جواب یہ ہے کہ اگر وہ شخص میرا ہی تو ہاں تصدیق ہوگی اور اگر وہ شخص میرا نہ ہو تو تصدیق نہیں ہونی بنا برعل  
نظاہر حال المستاجر ان یؤجر المجر بعد قبضه قبل وقبله من غیر مخرج و اما من مخرج فلا یجوز وان تخلل ثالث یدفعی اللز  
تملیک المالك سنا جرح کو جارا کہ اجارہ والی چیز بعد اس کے قبضہ کرنے کے اوسکے مالک کے سوا اور شخص کو اجارہ دے بغیر کہ قبضہ نہ کیا قبل از قبضہ  
بھی جارا دینا جائز اور اوسکے مالک اجارہ دینے والے کو اجارہ دینا جائز نہیں اگرچہ تیسرا شخص میان میں واقع ہو مگر یہ سطر ح کہ مستاجر اول مستاجر  
ثانی کو اجارہ دے اور مستاجر ثانی مستاجر کو اجارہ دے اسی قول پر فتویٰ ہے بسبب لازم ہو تملک مالک کے ہم یعنی عین کا مالک منافع کا بھی مالک نہ  
اور مستاجر اوسکے قائم مقام ہو کر ذائقہ طوطا و هل تبطل الاولی بالاجارۃ للمالك الصیح لا وہبانیہ قلت و صح قاضخان وغیرہ فی  
المضمرات و علیہ الفتویٰ اور کیا پہلا اجارہ مالک کو اجارہ دینے سے باطل ہو جاتا یا نہیں جواب یہ ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ باطل نہیں ہوتا میں  
کہتا ہوں اور عدم مطلقان کو صحیح کہا ہے قاضخان وغیرہ اور مضمرات میں اور اسکی نقل پر فتویٰ ہے وقد مناعن العیض یا الجع ہرۃ الا صح نعم و ان  
المصنف تمت ونقل هنا عن الخلاصة ما یفید ان قبضه من بعد ما استاجر بطلت ولا لا فلیکن التوفیق فاما کل اور بھنے  
بحر الرائق سے نسبت بجز ہر پہلے نقل کیا کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ ان اجارہ باطل ہو جاتا مالک کو اجارہ دینے سے اور ثابت رکھا ہے نقل  
کو مصنف نے ان اور اپنی شرح میں یہاں خلاصہ وہ نقل کیا ہے جو اسکا مفید ہے کہ اگر مستاجر مستاجر اجارہ کی چیز قبضہ کی بعد اس کے اجارہ لینے کے  
تو پہلا اجارہ باطل ہوگا اور نہیں تو باطل ہوگا تو اب تو دونوں قولوں میں اختلاف رفع ہو گیا اتفاق ہو گیا سوا اسکو غور کر لے ہم یعنی بطلان  
اجارہ اولی کا قول عدم قبضہ مخرج پر محمول ہو اور بطلان کا قول قبضہ مخرج پر محمول ہو محیط میں کہ مستاجر مستاجر لیکر قبضہ نہیں کیا تو مستاجر  
اول پر اجرت لازم و هل سقط الاجر ما دام فی ید المخرج خلاف مبسوط فی شرح الوہبانیہ اور کیا اگر سا قاضخان جب تک  
اجارہ کی چیز مخرج قبضہ میں نہیں اختلاف ہے جو شرح وہبانیہ میں شرح مذکور ہو و کلا باستیجار عقار ففعل الوکیل وقبض دلیع  
یسلمها او یسلم الوکیل العین الموجهۃ الیہ املی الوکیل حتی مضرت المدۃ فالاجر علی الوکیل لان اصل الحق  
در جمع الوکیل بالاجر علیہ لیتا بتی عن فی القبض فصار قایضا حکما ایک شخص نے دوسرے کو غیر منقول کے اجارہ لینے کا وکیل کیا  
وکیل نے ویسا ہی کیا اور اس پر قبضہ کیا اور وکیل نے اجارہ کی چیز موکل کو تسلیم کی یہاں تک کہ اجارہ کی مدت گزر گئی تو اگر وکیل پر  
ہو ہوا سبط کہ وہ اصل پر عقد کے حقوق میں اور وکیل اگر بھڑ موکل امر کر ہو اسے بسبب نائب ہو وکیل کے موکل کی جانب سے قبضہ کرنے  
میں تو موکل حکما قابض ٹھہر گیا ہم وکیل موکل سے اجرت بھڑ خواہ وکیل نے موکل کو اجارہ کی چیز سے باز رکھا ہو یا نہ رکھا ہو کذا فی الدرر کذا  
انکم ان شرط الوکیل ففعل ما جری وقبض المدۃ ولم یطلب الا غیر المدۃ فانیس جری ایضا الصیور و اما غیر قایضا





کاتجرتک انفاستکثرت رأس الشہر معہ بالاجماع اور صحیح ہوا چارہ اور اسکا منفعہ کرنا اور فرارعت اور معاملہ یعنی مسافہ اور مضاربت اور کالہ اور  
ضامی اور کسی کو وصی کرنا اور کسی کی واسطہ وصیت کرنا اور قضا اور سرداری اور طلاق اور عتاق اور وقف جب کہ ہر ایک میں کوئی نہ زمان مستقبل  
کی طرف منفعہ پہنچانے کے لئے تھیں جو اجارہ یا بیع سے اجارہ منفعہ کیا شروع یا نہ میں تو صحیح ہی بالاتفاق ہم ایسا کی مثال یہ کہ میں فلاں کو وصی کیا  
اپنی موت کے بعد اور وصیت کی مثال یہ کہ میرا مال سے سوم حصہ فلاں شخص کا ہو میری موت کے بعد ہستیانی نے عادیہ نقل کی کہ عاریتہ اور ذی النجا  
پہلی مضامین آئندہ صحیح میں کذا فی لفظ طحاوی لا یصح مطلقاً لالا استقبال کل ما کان تملیکاً للحال مثل البیع واجازتہ وفسخہ والعقیدۃ  
والشرکت والہبۃ والذکاح والرجعۃ والصلح عن حال دایم الدین وقد مر فی متفرقات البیوع صحیح نہیں مضامین بزمان مستقبل جو کہ  
فی الحال تملیک ہوا نہ بیع اور اسکی اجازت اور منفعہ کی اور مانند قسمت اور شرکت اور ہبہ اور نکاح اور رجعت اور صلح عن المال اور ابراہین کے  
اور یہ مذکور ہو چکا کتاب البیوع کے متفرقات میں ہم اجازت بیع کی یہ مثال کہ قصویٰ نے غیر کا غلام بیچا سو مالک نے کہا کہ میں اس بیع کی اجازت دی  
اور میں نے غلام کو مال کی قیمت میں بیچ کر اسکی اجازت دے دی اسکی اجازت میں اضافت زمان مستقبل کی طرف صحیح ہو یا نہ اجازت المثل فی فنیہ من غیر ان میں بدلا  
فللمثل فسخاً و مالہ یقضم کان علی المستاجر المبیع بدفعی اجرتہ زیاد ہو گئی خود بخود بدلا اس بات کہ کوئی اسکو بڑا ہو تو ستولی کو  
اجارہ وقف کا منفعہ کرنا اجازت سے اجازت سے متولی منفعہ کر لیا تو مستاجر پر اجرت معینہ لازم ہوگی اسکی مال کا منفعہ فسخ العقد بعد بعجل البدل  
فللمستعجل حبس المبیع حتی یستوفی مال البدل صحیحاً کان العقد افساداً للعاین فی ید المستاجر فلیحفظ سحر عقد اجارہ منفعہ  
کیا اجرت پیشگی لینے کے بعد تو پیشگی مینے والیکو قبضہ مبدل یعنی اجارہ کی چیز کو روک رکھنا جائز ہے یہاں تک کہ عوض کا مال سحر خواہ عقد  
صحیح ہو یا فاسد بشرطیکہ اجارہ کی چیز مستاجر کے ہاتھ میں ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے استاجر مشغول لا وفارغاً صحیح فی الفارغ فقط لا مشغول  
کما مر لکن حرر محقق الاشبہ ان الراجح صحۃ اجازت مشغول و یقصر بالتفریع والتسلیک مالہ لیکن نید ضہر انک فلاہ فسخہا  
فتنبہ اجارہ لیا مشغول اور خالی چیز کا تو اجارہ صحیح ہی فقط خالی چیز میں مشغول میں چنانچہ مذکور ہو چکا لیکن اشباہ کے محقق نے تفریق  
ہو کہ قول راجح یہ ہو کہ اجارہ مشغول کا صحیح ہو اور موجد کو امر سوگا مشغول چیز کے خالی کر دینے کا اور تسلیم کا جب کہ خالی کرنے میں ضرر ہو  
تو اسکو اسکا اجارہ منفعہ کر دینا جائز سو خبر دایر رہنا استاجر شاة لا رضاع ولداہ ارجح یہ سلم یعنی عدم العرفۃ بکری اجارہ لیا اپنے  
ارٹکے کے دودہ بلا نیکیو یا اپنی بکری کے بچے کے دودہ پلا کو تو اجارہ جائز نہیں سبب عدم رواج کے المستاجر فاسد اذا اجاز صحیحاً اجازت  
لو بعد قبضہ فی الاصح منہ وقیل لا وتقدر کل والکل فی الاشباہ اجارہ فاسدہ کا استاجر جب کہ اور شخص کو اجارہ صحیح  
دے تو اجارہ جائز اگر اجارہ دیا بعد اس کے قبضہ کرنے کے قول اصح میں کذا فی المنیہ اور قول ضعیف میں اجارہ مذکورہ صحیح نہیں اور  
سبب مسائل مذکور پہلے مذکور ہو چکے اور یہ سبب مسائل اشباہ میں مذکور ہیں فرفع مسائل ملحقہ شارح کے اعلم ان المقاطعہ اذا  
وقعت بشرط الا اجازت فی صحیحہ لان العبدۃ للعانی وقد مناه فی الیجاد دریاقت کہ کہ مقاطعہ جب کہ اجارہ کی شرطوں کے ساتھ واقع  
ہو اجارہ صحیح ہی ہو اسلئے کہ اعتبار معانی کا ہی نہ فقط لفظ کا اور اسکو ہم مقدم کر چکے ہیں کتاب الجہاد میں ہم مقاطعہ یہ کہ بادشاہ کسی شخص کو  
زیریں بطور محتاقی اس طرح کہ بادشاہ کے لئے تھیں جو زمین کو دی ہر سال ہر قدر اجرت پر تریہ اجارہ ہو معانی کذا فی لفظ طحاوی صحیح استیجار قلم بیدان  
اے جہاں الملک صحیح ہو اجارہ لینا قلم کا اجرت اور مدت کے بیان کے ساتھ استاجر شینا لیتفقہ بہ خارجہ المصیر فالتفقہ فی المصیر فان کان ذوا  
الیم الا جہاں ان کان دابة کا ایک چیز اجارہ لی تا اس سے فائدہ حاصل کرے شہر باہر جا کر شہر میں فائدہ حاصل کیا تو اگر وہ خیر پڑا  
نہ تو اجرت لازم ہوگی اور اگر جاور ہو اجرت لازم نہیں ہوتا تھا ولہذا کہ ہم لازم اے جہاں لیتفقہ بہا متاجر جانور کو ملک لیکھا اور اس پر اجرت  
تو اجرت لازم ہوگی لیکن اگر جانور میں کوئی عذر ہو یا بیع سواری کا شاة اسکی پیٹھ لگی ہو تو اجرت لازم نہیں ہم یعنی سواری کی واسطہ اجارہ لیا اور







[illegible]



فیکذا الخیر لما لیتما فی الجلاء و یسعی فی قیمته بالغه ما بلغت قبل ان یتزاعا للفاضی ابن کمال پیر اگر پہلی صورت میں مکاتب شراب اور  
اسی طرح شہور ذکر نو آزاد ہو جائیگا بسبب مال ہونے شراب اور سور کے بے الجہد یعنی اگر یہ اہل اسلام کے نزدیک مال نہیں لیکن کافروں کے نزدیک  
مال ہے اور کوشش کرے مکاتب مذکور اپنی قیمت میں جس قدر کہ اسکی قیمت ہو قبل اس بات کے کہ اسکا مرفعہ فاضی کے پاس ہوا ہو گذر ذکر ابن کمال  
ہم جیسے قیمت ادا کرنے سے قبل بطلان فاضی آزاد ہوگا اسواسطی کہ قبل دفع عین فاضی کے بطلان سے عقد مذکور کا عدم کذا فی الطحاوی و حکم  
انہ منسبہ مالاً و فسخ الکتابۃ بوجہ من الوجہ المقتضی بل یراد علیہ کہ وہ معلوم کر جبکہ مال منسبہ ہوا اور کتابت فاسد ہو جائے کسی وقت  
وجہ منسبہ ہو تو مال سے نقصان کیا جائیگا بلکہ اوپر زیادہ کیا جائیگا و کو کتابت علی میتہ و نحو ہا کا کلام بطل العقد لعدم مالیتہما اصل  
عند احدی فالحق بلا دایۃ الا اذا علقہ بالشرط صریحاً فی حق الشرط للعقد اور اگر غلام کو مکاتب کیا مردار اور غلام اسکی چنانچہ خون  
نکات باطل ہوگی اسواسطی کہ مردار اور غلام اصل مال نہیں کیسے نزدیک تو مکاتب آزاد ہوگا مردار اور غلام کے ادا کرنے سے مگر جبکہ مولی صریح شرط  
کے ساتھ متفق ہو کہ متعلق کرے تو غلام آزاد ہوگا شرط کے سبب سے نہ عقد کے سبب سے ہم جیسے اگر مولی نے یون کہا غلام سے کہ اگر تو مردار یا غلام  
ہو تو تو مکاتب سے پرہیز مردار یا غلام لا یا تو آزاد ہوگا تعلیق کی جہت سے نہ عقد کتابت کے سبب سے نہ عقد علی حیوان یا بیع فقط  
ای لا فسخ و صفیہ و یو ذی الوسطہ و فیما یشاء و یجوز علی قبولہا اور عقد کتابت صحیح ہے اس جاندار پر جبکی فقط جنس بیان ہوتی نہ اسکی نوع اور  
صفہ اور مکاتب اس جنس کا متورط حیوان یا اسکی قیمت ادا کرے اور اگر موسیٰ انکار کرے تو قبول قیمت پر اوپر برکتی ہوگی و حتم ایضا صریحاً کہ فی  
کتابتہا کافراً و حتم علی خیر لما لیتہ عندہم معلوم ہے ای مقولہ لا یجوز الیک الذی اور صحیح ہے کتابت مالک کافر سے بھی جیسے اپنا سا کافر غلام مکاتب  
کیا شراب معلوم الزن او انفسہ پر تاکہ ہاں معلوم ہو جائے کہ باقی نرسے شراب پر اسواسطی کہ کتابت صحیح ہوئی کہ وہ کافروں کے نزدیک مال ہے  
و ان فی من المولی والعبد استلزم فله قیۃ الخیر عتیق بقضیہ التعلیق عقدہ با دایۃ الخیر لکن مخر فکذا یسعی فی قیمته کافر اور مالک اور غلام سے جو شخص  
اسلام قبول کرے تو شراب کی قیمت دینی اسکو لازم ہوگی اور آزاد ہوگا شراب کے لینے سے تو اسطرح متعلق ہونے متفق غلام کے شراب کے ادا کرنے پر  
لیکن باوجود اسکو غلام کوشش کرے اپنی قیمت کے دینے میں چنانچہ غریب گذر کیا و حتم ایضا علی حد متہم لای الحاق او لغیرہ کا اور کتابت  
صحیح ہو ایک میں موسیٰ کہ نہ مت یا غیر موسیٰ کی خدمت پر بھی او حقیر یا اوباء دار اذ ابان قد لا یجوز لک الذی و لا یجوز لک الذی انما لحصول الرکن  
و الشرط یا کتابت صحیح ہو کو میں کہو نے پر با گھر کے بنانے پر جبکہ بنائی چیز اور اینٹوں کی مقدار کا اسطرح بیان ہو جائے کہ نزاع کو رفع  
کر دی بسبب جاصل ہونے رکن اور شرط کتابت کے ہم رکن ایجاب اور قبول ہے اور شرط معلوم ہونا بدل کا لا تفسخ الکتابۃ بشرط لشدہا  
یا کتابتہ ابتداء لا ہا مبادلہ بغیر مال و ہا التصرف کتابت فاسد نہیں ہوتی شرط سے بسبب مشابہ ہونے کتابت کے نکاح سے باعتبار ابتدا  
کے اسواسطی کہ کتابت مبادلہ ہی غیر مال سے اور غیر مال نصبتہ غلام ہی ہم اگر موسیٰ نے غلام کو مکاتب کیا مقدار مال پر یا بن شرط کہ غلام فقیر  
بہر بخا ہی تو شرط باطل ہے اور عقد صحیح ہے اسواسطی کہ کتابت باعتبار ابتدا عقد کے نکاح سے مشابہ ہی یعنی بطرح نکاح میں مبادلہ مال کا ہو تو مال  
سے یعنی تنوع سے اسطرح کتابت میں بھی مبادلہ مال ہی یعنی آزاد و نکاحاً نصبتہ ہونا غلام کا تو جیسے نکاح فاسد نہیں ہوتا شرط سے ویسی ہی کتابت بھی  
فاسد نہیں ہوتی الا ان یمکن الشرط فی طلب العقد فتفسد لشدہا بالبیع انما لا ینال فی الذلک ہذا فی اصل مگر یہ کہ شرط مصلب عقد یعنی عقد  
کتابت کے اندر واقع ہو تو کتابت فاسد ہوگی بسبب مشابہ ہونے کتابت کے بیع سے انتہائی راہ سے اسواسطی کہ فساد بدل میں واقع ہوا ہی یہی  
قاعدہ کلیہ ہے ہم مصلب عقد میں شرط ہونا چنانچہ خدمت مجبورہ غلام پر شرط ہو یا شراب یا سور پر کتابت ہو تو کتابت بیع سے اسواسطی مشابہ ہے کہ  
مبادلہ مال کا مال سے انجام کار میں تو جیسے بیع فاسد ہو جانی ہے شرط سے ویسی ہی کتابت بھی جبکہ شرط مصلب عقد میں متکثر ہو یا بایک چیز  
للمکاتب ان یفعلہ و ما یفعلہ بایہ باب ہو ان افعال میں بشکرا مکاتب کو جائز ہے اور جو افعال کہ جائز نہیں لیکن کتابت البیع و الشرط

بایک چیز







نہیں اور وہی تجارت میں داخل نہیں کذا فی المطالع و لو فیہا بکاسر بلا اذن اذن بالحق منہ تحقیق ای بدعتیہ بعد منہ و لو فیہا بکاسر  
 اور اگر مکاتب نے نوڈی مذکور سے قیمت کی بوجہ اس نکاح کے جو اسنو بلا اذن منہ کے کیا تھا تو مکاتب سے منع کیا جائیگا شروع رهن سے یعنی مکاتب  
 کے آزاد ہونے کے بعد سبب مزاجل ہوئے نکاح کیے کتابت میں چنانچہ اول باب میں مذکور ہو چکا کہ مکاتب نکاح کرنا بلا اذن منہ جائز نہیں والمأذون  
 نکاح مکاتب فیہما فی الفضلان اور غلام مازون مکاتب کی مانند ہو دو نون فصلوں میں بیٹے نوڈی مذکورہ کی شرار فاراد و صحیح میں اور نکاح کی صورت میں  
 و اذا ولدت مکاتبہ من سیدی و اطفالہا الخ ان شاء الله مصنف علی کتابہا و تاخذ العقرۃ او ان شاء الله عقرت نفسہا وھی ام ولد  
 و یثبت نسبہ بلا قصد بلکہ وہ ذوق اور جبکہ نوڈی مکاتبہ جنی اپنے مولے سے تو اسکو اختیار ہو اگر چاہے علی عامی انجی کتابت پر یعنی اپنی کتابت  
 کو قائم رکھے اور مولے سے عقرے یا اگر چاہے اپنی ذات کو عاجز کرے یعنی ادا ایدل کتابت سے عاجزی کا اقرار کرے اور مولے کی ام ولد ہو اور  
 کاتب مکاتبہ سے بدولت اسکی تصدیق کے ثابت ہوگا اسواسطی کہ مکاتبہ مولے کی ملک ہو اعتبار گردن کے اگرچہ باعتبار تصدیق کے ملک نہیں و لو کاتب  
 شخص ام ولد ہو صحیح و عقیقت ام الولد صحیحاً ناجزاً بالاسیلا دار اگر ایک شخص نے اپنی ام ولد یا اپنا غلام بدرب مکاتب کیا تو درست ہو  
 اور ام ولد مفت آزاد ہوگی اور اس شخص کی موت سے سبب سبب سبب کے بلا ادا ایدل کتابت و سنی المذنب کے تعلق قیدیتہ ان شاء الله وھی فی کل البدل بموت  
 سیدی فقیر لو یأخذ غیرہ اور سنی کو جسے بدرب مذکور اپنی قیمت کے دو ثلث میں یا چاہے سنی کرے تمام بدل کتابت میں اپنی مالک کی محتاج ہو کر نہ سنی سنی  
 کہ اسنی کہہ متروکہ نہیں چھڑا اسواسطی اس بدرب کے ولو بدرب مکاتبہ صحیح فان عقرت فی ہل و لا سنی فی تعلق قیدیتہ ان شاء الله وھی فی کل البدل بموت  
 المولی معسر المولیٰ خیرا اور اگر اپنے مکاتب کو بدرب کیا تو صحیح ہے پہر اگر وہ ادا بدل کتابت سے عاجز ہو گیا تو بدرب بانی ہو گیا اور اگر عاجز نہ ہوا اور کتابت  
 کو قائم رکھا تو سنی کر و اپنی قیمت کے دو ثلث کے ادا کرنے میں گروہ چاہے با سنی کرے بدل کتابت کے دو ثلث میں اپنے مولے کی طرح محتاج ہو کر نہ  
 سے کہ مولے نے کچھ متروکہ نہ ہو سکا اور سبب کے و ان کان مات مویر بحیث یخرج المذنب من الثلث حق بالمدید و سقطت عنہ ابدل الکتا  
 کا لو عقی المولیٰ مکاتبہ فانہ یعتق صحیحاً لایعتق مملکہ اور مولے اس طرح مالدار ہو کر مر گیا ہو کہ بدرب ثلث متروکہ سنی محل سکتا ہو تو وہ آزاد ہو گا بدرب کے  
 سبب اور اس سے ساقط ہو گا بدلا کتابت کا چنانچہ اگر مولے اپنے مکاتب کو آزاد کرے تو وہ مفت آزاد ہو گا بسبب قیام ملک رقبہ کاتبہ علی الذین  
 مویر فی صالحہ علی ہذا حالاً صحیحاً مستحباً مولے نے مکاتب کیا غلام کو ہزار مدت دے پہر مکاتب سے صلح کر لی اسکی نصف یعنی با سنی قدر ہو  
 ہے انجیل کی راہ سطر فیہ کے نزدیک مر یعنی کاتب عبد علی العقیق الی سنۃ فصات المریض والحال ان قیمۃ المکاتب العقیق وھرق لیسو  
 خیر الوترۃ الناجیل و لو یأخذ غیرہ اذی المکاتب بثلث البدل و عندہ ثلثی القیمۃ حالاً و الباقی الی اسیلہ او کرم رقبۃ القیمۃ البدل لیسو مقام الی  
 فتغذی فی مثلثہ بیارنے اپنے غلام کو مکاتب کیا دو ہزار پر ایک سال کی مدت مقرر کر کے پہر ہزار مر گیا اور حالانکہ مکاتب کی قیمت ایک ہزار و درہم میں اور  
 مولے کے وارثوں نے قیام جیل کو جائز رکھا اور مولے نے سوا اس مکاتب کے اور مال نہیں چھڑا تو مکاتب بدل کتابت کے دو ثلث نقد ادا کرے اور  
 محمد کے نزدیک قیمت کے دو ثلث نقد ادا کرے اور باقی ثلث بدل باقیمت کا مدت مذکورہ کے بعد ادا کرے یا ادا کرے تو پہر کر غلام بنایا جائیگی بدل کتابت کے  
 دو ثلث ادا کرے سبب قائم ہونے بدل کے رقبہ کے مقام پر تو مجاہدہ تا جیل کے ثلث یعنی نہ ہرگی و ان کاتبہ علی العقیق الی سنۃ و الحال ان قیمۃ العاقان  
 و لو یأخذ غیرہ اذی ثلثی القیمۃ فصلا و سقط الباقی و کرم رقبۃ القیمۃ حالاً و الباقی الی اسیلہ و الباقی فی القدر و الباقی فی القدر و الباقی فی القدر و الباقی فی القدر  
 ہزار پر سال پہر کی مدت مقرر کر کے اور حالانکہ اسکی قیمت و ہزار میں اور حالانکہ وارثوں نے کتابت مذکورہ جائز نہ کی تو غلام مذکور قیمت یعنی دو ہزار و درہم  
 ثلث نقد ادا کرے اور ثلث باقی اسپر ساقط ہو گا اگر ادا کرے تو پہر کر غلام بنایا جائیگی و انجیل کے سبب قائم ہونے مجاہدہ کے مقدار  
 ناؤر تا جیل میں تو مجاہدہ پر بعض ثلث میں جاری ہوگی صحیحاً لایعتق مملکہ فلا کاتب عبد علی العقیق الی ان اذیت المملکۃ العاقان  
 فھو صحیح کاتبہ المولیٰ علی ہذا الشرط و قبل المولیٰ ثم اذی المولیٰ علی ہذا الشرط و کذا لایعتق مملکہ و کذا لایعتق مملکہ و کذا لایعتق مملکہ

قصہ فی الفضل فی کل مالین بصریہ و لا ینجم الخ علی العبد الا ان یتبعہم شخص آزاد و نہ غلام کے مالک سے کہا کہ اپنے پلار نے غائب غلام کو رکھا  
کہ ہزار درم پر اس شرط سے کہ اگر میں چھوڑ دوں ہزار درم اور اگر نہ تو وہ غلام آزاد ہو سے سو منوں نے اس شرط پر اسکو رکھا کہ کیا اور منوں نے قبول کیا  
پھر آزاد نہ کرے ہزار درم ادا کئے تو غلام آزاد ہو گا جو جب شرط مذکور کے اور اس طرح اگر اس شخص نے اپنے اور اسکو کو ذکر کیا پھر اس ہزار درم  
ادا کئے تو غلام مذکور آزاد ہو گا اسخمان کی راہ سے بابت ہو جانے نصف نفسی کے ہر ایک اوس امر میں جو ضرر نہیں اور شخص آزاد غلام مذکور ہزار  
درم ہزار لگا اسو اسطی کہ وہ محسن ہے معارض ہم قولہ قبل الموٹے شارح نے منبر کا مرجع منوں کو قرار دیا اور ذیلی اور شرح ماسکین میں قبل الرحلی  
واقع ہے اور یہی بلا تکلف مناسب و اذا بطل العبد هذا الا من فقیل صا مکاتبا انما یجوز لقبه لا یجوز ان یقال علیہ و جبکہ غلام غائب کو ہر امر  
کی خبر پہنچے بیٹھے قبل ادا کرنے ضرر مذکور کے سو غلام نے کتابت قبول کی تو وہ کتابت ہو جائیگا قبول غلام کی حاجت تو فقط اسو اسطی ہے کہ بدل کتابت اور ہر  
لازم ہو جائی بیٹھے محنت کتابت غلام کے قبول پر موقوف نہیں بلکہ لزوم بدل قبول پر موقوف ہے قال عبد الحاضر کسید کا کتبہ عن لغنی و علی فلان  
الغائب فکاتبہما فقبل العبد الحاضر صحیح العقل استحسننا فی الحاضر اصلہ والغائب تبعاً غلام حاضر نے اپنے مالک سے کہا کہ مجھے ساتھ عقد  
کتابت منعقد کر میری ذات کی طے کر سے اور فلا نے غلام غائب کی طے فرمایا مالک نے دونوں غلاموں کو کتابت کیا سو حاضر غلام نے قبول کیا تو عقد صحیح  
ہے اعتبار اسخمان کے غلام حاضر میں اصالتا صحیح ہے اور غائب غلام میں تبعاً و ایما آدنی بدل کتابت عتقا جیسا بلا رجوع و جیسا المولی علی  
القبول البدل میں آدنی ہا اور دونوں میں سے جو غلام کہ بدل کتابت ادا کر گیا تو دونوں غلام آزاد ہو جائیں گے بلا رجوع یعنی ادا کرنا غلام دوسرے  
غلام سے بقدر اس کے حصہ کے مطالبہ نہ کر سکیگا اور مالک پر زبردستی سے قبول بدل کتابت پر ایک کی طے یعنی دونوں غلاموں کا بدل کتابت اگر ایک غلام  
ادا کر گیا تو مالک کو بجز قبول کرنا ہو گا ولا یطالب العبد الغائب بشیء لعدم الاستیذان اور غلام غائب کسی چیز کا مطالبہ اور مواخذہ نہ ہو گا اور  
عدم التزام کے سبب سے یعنی اس سے عقد کتابت کو قبول نہیں کیا کہ اوس سے کچھ مطالبہ ہو و قبولہ الکتابۃ لعلہ لا یتقبل ذکرہ لپا ہا اور غلام غائب  
کا کتابت قبول کرنا فوہ یعنی معتبر نہیں جیسو اسکو رد کرنے کتابت کا اعتبار نہیں ہم قبول اور عدم قبول غائب اسو اسطی معتبر نہیں اسو اسطی کہ عقد کتابت  
بدون اوسکی قبول کرنے کے نافذ اور تمام ہو چکی تو بعد اس کے قبول اور عدم قبول کا کیا اعتبار ہے ولو حرک کاسقط علی الحاضر حصہ سند اور اگر مالک  
نے حاضر غلام کو آزاد کر دیا یا اخذ بدل کتابت تو حاضر سے اسکا حصہ بدل کا سا قسط ہو گا ہم اسو اسطی کہ غائب عقد میں قصد ادا غل سے اگر حصہ مقصود  
بالخطاب نہیں تو بدل کتابت و فوہ منقسم ہو گیا اگر حصہ دوسری مطالبہ بدل کا نہیں ولو حرک الحاضر اومات آدنی الغائب حصہ جلا ولا ذکر قضا  
اور اگر غلام حاضر آزاد کیا گیا یا وہ مر گیا تو غلام غائب اپنا حصہ بدل کتابت سے نقد ادا کرے اور نہیں تو پھر غلام بنایا جائی ولو حرک الحاضر ولا کتبہ  
لا عتقا جیسا اور اگر مالک نے غلام حاضر کو تمام بدل کتابت معاف کر دیا یا تمام بدل کتابت اسکو مہر کر دیا تو دونوں غلام آزاد ہو جائیں گے مفت  
ہم اور اگر بعض بدل معاف کر گیا تو باقی کا مطالبہ ہو گا حاضر سے نہ غائب سو کذا فی الطحاوی و ان کا کاتب الامام عن نفیہا وعن ابنین بصغیرین  
لہا وقیل صحیح استحسننا لہما اور اگر مالک نے اپنی نوڈی سے عقد کتابت منعقد کیا اوسکی ذات سے اور اس کے دو چوٹے بیون سے  
اور نوڈی نے قبول کیا تو عقد صحیح ہے باعتبار اسخمان کے بدلیل گذشتہ یعنی اصالتہ نوڈی کی طے فرمایا اور تبعاً اوسکی بیٹوں کی طرف سے عقد کتابت صحیح ہو  
و ابی آدنی عن ذکر المویج علی الاخ لا نہ متناہی و جیسا علی القبول الی اخر احرام اور اسخمان میں سے جو شخص کہ بدل کتابت ادا کر گیا وہ  
دوسری سے رجوع نہ کر سکیگا اسو اسطی کہ وہ محسن ہے اور منوں نے پھر شخص کے ادای بدل کے قبول پر جبر ہو گا تا آخر احکام مذکورہ سابقہ ہم ذیلی میں  
کہ اولاد کا قبول اور عدم قبول کتابت میں معتبر نہیں اور اگر مالک مان کو آزاد کرنے تو اولاد پر بدل کتابت باقی رہیگا بقدر اس کے حصہ کے اوس کو  
نے الحال ادا کرے اور منوں نے مطالبہ بدل کا ادا نہ کیا باوجود اس کے کہ نہ اوس نے اور اگر منوں نے انکو آزاد کر سے نوادگی مان پر سے اور خاص حصہ سا قسط ہو گا  
اگر مالک اولاد کو نہیں معاف کرے یا انکو نہیں معاف کرے تو یہ صحیح نہیں اور اگر ادا نہ کی مان کو نہیں معاف کرے یا مہر کرے تو مان بھی آزاد ہوگی اور اگر





قیمت سے نصف ہوتی ہے کہ زانی الطلاق عن النسخ وحقن شریک حقہا کا مال لے لیا اور حقن شریک نانی سکا تبہ کے عقر کامل کا تاوان دے  
 اور اسکو کہ اسکی حقیقت میں غیر کی ام ولد سو دلی کی و قیمتہ العیال ایضا و ہوا تبہ کا مال لے لیا اور حقن شریک نانی دلی کی قیمت کا بھی تاوان دے  
 اور وہ دلی اور سکا تبہ سے اسکو کہ شریک نانی بنزہ مفرد کے ہی ہم اسکو کہ اسکو دلی کی مکاتیب سے اپنی ملک کو بلکہ لیکن عجز الی بطلان کتابت سے  
 غایب ہو گیا اور سکی ملک اور زمین میں ہی اور مفرد کا دل ثابت نسب ہوتا ہی اور اسکو اور آزاد ہوتا ہی قیمت دیکر وائی من الشریکین دھم العقر لے  
 اکاتبہ ایضاً قبل البی لا یختصا بکما یجنا فہما فاذا عجزت شریک لے اور دونوں شریکوں میں سے جو عقر دیا سکا تبہ کو تو صیغہ یعنی قبل  
 از عجز دنیا صیغہ سے بسبب مضمون نے شریک کے اپنی نفع سے پہر جب وہ عاجز مواد ہی بدل کتابت سے تو عقر نوے کو سپرد سے وان دے بٹالائی  
 ولیم نظماً ہاذا المسئلۃ بکھا شریک بطل التذایب اور اگر شریک ثانی نے سکا تبہ مذکورہ کو مدبرہ کیا اور اس سے دلی کی اور یہ مسئلہ بحال مسئلہ  
 سابقہ سے یعنی دونوں شریکوں نے نوڈی کو مکاتیب کیا اور شریک اول نے اس سے دلی کی اور رضی اور شریک اول نے اسکا دعویٰ کیا سو شریک  
 عاجز ہو گئی اور ای ہی بدل کتابت سے تو تدبیر باطل ہو گئی یعنی اسکو کہ عجز سے ظاہر ہو کہ وہ بالکل ام ولد سے شریک اول کی نو اس میں ملک باقی نہ رہی اور  
 مدلاکہ ملک شرط سے صحت تدبیر کیو اسکو وضعت لے شریک لے نصف قیمتہا و نصف عقیقہا و العیال الاقل و ہی ام ولد اور شریک اول شریک نانی  
 کو اور سکی نصف قیمت اور نصف عقر کا تاوان دے اور لاکا شریک اول کا ہو گا اور وہ اسکی ام ولد ہی وان کاتبہا شریک اول کا ہو گا شریک نانی  
 ضمن الحق شریک لے نصف قیمتہا اور اگر دونوں شریکوں نے نوڈی کو مکاتیب کیا پہر ایک شریک مقدمہ ورکے اسکو آزاد کر دیا پہر وہ عاجز  
 ہو گئی تو آزاد کر نہوا اپنی شریک کو اسکی نصف قیمت کا تاوان دے و وجع الضامین بہ علیہا لیسا تقریر ان الذین لک ان اصفی المیتۃ یدیم عینک  
 لا عندہا اور تاوان دین والا شریک اسکو مکاتیب سے بھٹے اسکو کہ ثابت ہو چکا ہو کہ شریک ساکت عن الاعناق حبسہا وان آزاد کر نہوا لے  
 شریک سے نو اسکو رجوع جائز سے امام کے نزدیک صاحبین کے نزدیک قلع مسئلہ طعنه شارح کا عبد السمیعین جہن کا اسکا ہا کلمہ حاکم الاستحق  
 غنیاً و عکساً احق المدین ان شاء واستسجعی الصوبۃ بین احق شریک لے الا فلی دومر و نکا ایک غلام ہی ایک نے اسکو مدبر کیا  
 پہر دوسرے اسکو آزاد کیا حالانکہ وہ مقدمہ والا ہی یا دونوں اسکے لیکس کی یعنی اول اعتناق غنی واقع ہوا پہر تدبیر تو مدبر نہوا لے چاہے مدبر کو  
 آزاد کرے یا دونوں صورتوں میں غلام سے سی کر ادھی یا قطع پہلی صورت میں بھی جبکہ آزاد کر نہوا لے مالدار ہو ہی شریک ہی تاوان دے

## المکاتیب و عجز و موت المواتی بے برابر ہی مکاتیب کی ہوتا اور اسکے عاجز ہونے اور مالک کی موت کے احکام میں مکاتیب عجز

عن آداء بھم ان کان لہ مال مستصیل الیہ لک عجز الحاکم فی ثلاثۃ ایاہ لا تھلک حیرت لک بالاعلا اعداد ایک کتابت ہو کہ عاجز ہو گیا اور  
 کر و ایک قسط سے اگر اسکا ایسا مال ہو کہ غنیر یا اسکو ملیکا چنانچہ اسکا کسی ہی پر قریب ہو لے ہو لے کو مال لے والا ہو لے ہی سے کہ زانی الطلاق کو حاکم اسکو عجز  
 نہ شہر و تین دن تک اسکو کہ بعد مدت ہی کہ اظہار عذرات کیو اسکو مفر کی گئی ہی ہم چنانچہ تین دن خیاری مدت ہی اور مرد کی مہلت دینی کی مدت اور مدتی  
 کو مہلت دینی کی مدت دفع دعویٰ کیو اسکو والا عجز الحاکم فی الحال اور اگر مال قریب الوصول نہ ہو تو حاکم مکاتیب کو فی الحال عاجز شہر ادھی و فسخہا  
 بطلب مولہ او فسخہ مولہ یا برضا کا اور حاکم بعد تین کے کتابت کو فسخ کر دیا و سکی موبلے کی خواہش سے یا اسکا موبلے فسخ کر دیا مکاتیب کی رضامندی  
 سے ہم فسخ کو تعجز کے بعد اسکو مفر کر کیا کہ مجرد عجز سے کتابت فسخ نہیں ہوتی بدون فسخ کر نیکی و لک کتابت الکتابۃ فاسدۃ فالملو لے لے الفسخ  
 بغیر رضہا اور اگر کتابت فاسد ہو تو موبلے کو فسخ کتابت کا اختیار ہی بدون رضامندی مکاتیب کی ہم بلکہ موبلے پر بد صورت فساد کتابت فسخ و جب  
 دے گناہ شائے کیو اسکو و بطلان المکاتیب فسخہا صلیک فی الحاکمۃ و الفاسدۃ و ان لک عجز الحاکم فی الحال اور مکاتیب فسخ کتابت کا مالک ہی طرح  
 کتابت یا نہ میں ہی اور فاسد میں ہی اگرچہ موبلے رضی نہ ہو و عاذرہ فی فسخہا اور اسکی غلامی پہر دیگی و دونوں کے فسخ کرنے سے یعنی جیسی قبل  
 کتابت غلام تھا یا نہ ہی نہ ملک ہو گا اور فاسد و فسخہا لے لے اگرچہ مال کہ اس کے پاس ہو گا وہ موبلے کا ملک ہو اگرچہ غیرت ہو اور

ایک کتابت عجز و موت المواتی

موسم یعنی بولبول سمی کذا فی المطاوعی والمکاتب اذا مات وله مال کفی بالبدل لوتنفیذ وکذا فی کتابت من مالک اور اگر مکاتب فرجانی  
اور اسکا اتنا مال ہو جو بدل کتابت کی سہولت کفایت کرے تو کتابت فسخ نہوگی اور بدل کتابت اسکا مال سے ادائیجا جائیگا ہم بعد موت کے ہمارا کتابت اور  
بدل کتابت سو فائدہ پہنچے کہ ہم کتابت کے فرزند اس کے آزاد ہوں اور اگر مال ادائیجا کتابت سے پہلو تو وہ اور سکو وراثت ہو وچکو بعینہ فی آخر حسن  
ضمن اجزاء حیات یا بعد موت ہوگا اور سکی آزاد کیا اور سکو اجزاء حیات میں سے کسی اخیر جز میں ہم بعد موت سب ہو جو ہر یکا اور بھٹیوں کے نزدیک بعد موت کے  
آزاد ہوگا کیونکہ بعض اولاد ہا الموالودین فی کتابتہ لا قبلہا چنانچہ حکم ہوگا اور سکی اولاد کی آزادی کا وہ اولاد اجزاء سکی کتابت کے زمانے میں  
پیدا ہوئے نہ اور کجا جو قبل کتابت کے پیدا ہوئے ہم اسکا ہم سے معلوم ہو کہ جن اصول و فروع کو کتابت نے حال کتابت میں خرید لیا وہ آزاد ہوئے حالانکہ ادائی  
آزاد ہی کا بھی حکم ہوگا تو یوں کہنا حق نہا کیونکہ حکم یقین سے مندرج ہے کتابت یعنی چنانچہ ان شخصوں کی آزادی کا حکم ہوگا جو داخل ہو گئے اور سکی کتابت  
میں کذا فی الحللی والباقی من مالہ میلک لوتنفیذ اور جو مکاتب مذکور کے مال میں سے اور بدل کتابت سے باقی رہیگا وہ اور سکی وارثوں کی میراث میں  
ہو گئے اگر وہ کتابت کے نوادہ اور سکی مال کی وارث ہوگی اور اگر ان میں سے کوئی نہ ہو تو مال باقی ہوئے کو بدلکا بطریق ارث کے کذا فی المحموی  
ولو لم یزلک مالاً وتک ولداً ولکما فی کتابتہ ولا وفاء بعین کتابتہ وستی کل ابن فی کتابتہ ایہ علی بنی وہ المقتسطہ اور اگر مکاتب مر گیا  
اور کچھ مال نہ چھوڑا اور ایک اور سند وہ بیٹا چھوڑا جز بیان کتابت میں پیدا ہوا اور اسکا بدل کتابت کی سہولت کہیں مال نہیں تو مکاتب کی کتابت باقی رہی اور بیٹا اپنی  
باکی کتابت میں کو شش کرے جو جلد اسکی اساطہ میں ہے کہ فاذا ادائی چھوڑا بعین ایہ قبل موتہ وبعینہ تبعاً پھر جب اسکا بیٹا بدل کتابت اور اگر کجا  
تو اس کے باپ کی آزادی قبل از موت پر حکم ہوگا اور بیٹی کی آزادی پر حکم ہوگا باکی بعینت سے ولداً اشتراک فی کتابتہ ادائی البدل کا اور  
الی حالہ دقیقاً وستی یا بیٹھا اور اگر مکاتب نے وہ بیٹا چھوڑا جسکو اسنی اپنی کتابت کی حالت میں سول لیا تھا تو وہ بیٹا بدل کتابت کو فی الحال یاد کرے  
یا اگر نے الحال نہ یاد کر سکے تو اپنی غلامی کی حالت کی طرح پھر آج یعنی جس طرح کہ غلام تھا ویسا ہی غلام بنارہیگا نہ وہ آزاد ہوگا نہ اسکا باپ اور صاحبین  
نے دونوں بیٹوں کو برابر رکھا ہے یعنی جو بیٹا کہ کتابت میں پیدا ہوا اور جو کہ خرید ہوا دونوں حکم میں برابر ہیں یعنی جو بیٹا بدل کتابت اور اس کے آزاد ہو گئے  
و اما الاولاد فی الذل کما مات و قال لان آدیا کما لا اعتقاداً لکلا اور مکاتب مذکور کے مان باپ کا تو یہ حال سے کہ بجز موت مکاتب کے مال کی  
کیونکہ پھر سے جاوین گے اور صاحبین نے کہا کہ اگر وہ وفون نے الحال بدل کتابت کو اور اگر بیٹے تو آزاد ہو گئے اور نہیں تو آزاد نہ ہو گئے ہم شرح جمع اور  
شرح تالیہ میں مصرح ہے کہ وہ صاحبین کے نزدیک اصول مکاتب کے فروع کی مانند ہیں اور بدل کتابت میں جو بیٹا بدل کتابت کے تو نظر کرنا چاہیے کہ شارع نے  
بعد کلام کہاں سے لیا یعنی تفریق میں الاصول والفرع کذا فی الحللی اشتراک المکاتب ایہ فمات عن وفاء وراثۃ ایہ ملو فی شکل حسن ابن حسن  
کما حق مکاتب اپنا بیٹا خرید کیا پھر وہ مر گیا اتنا مال چھوڑا کہ ادائی بدل کتابت کی سہولت کہیں مال نہیں تو اسکا بیٹا اسکا وارث ہوگا اسکا بدل کتابت آزاد ہو کر  
مر گیا اپنی آزادی میں کو چھوڑا چنانچہ مذکور ہو چکا ہے یعنی جب بدل کتابت اور اسکو آخر حیات میں مکاتب آزاد و ظہر کجا اور اسکو سادہ اور وقت اسکا  
بیٹا آزاد ہوگا تو وہ دونوں آزاد ہوئے تو معلوم ہو گیا کہ باپ آزاد ہوا اور آزاد بیٹا چھوڑا کذا فی الزلی وکذا یوثقہ لو کان ہوا ای المکاتب ایہ المکاتب  
حکاتین کتابتہ واجلہ بصیرۃ تہا کیخص ولحد ضرر من التحدی العقل اور یہ طریق مکاتب کا بیٹا اسکا وارث ہوگا اگر کتابت اور اسکا بیٹا  
مکاتب ہوں ایک کتابت سے سبب ہو جائے دونوں کے ایک شخص کی مانند انما عقد کی ضرورت کی جیت سے ہم بالغ کی تو لکنا یہ خطا ہے مصرح غرض کہ انصاف ہو  
جست قال اوکو تہد ہو وایہ مصنف اور کبیر مبرہ کذا فی الحللی المطاوعی کہا یوں جواب ہو سکتا ہے کہ کبیر کی فید اسکا سہولت لکائی کہ مبادا کوئی تو سہم کرے کہ بالغ  
بسیب یا غم کے مستقل ہو کتابت میں فان ترک المکاتب ولداً من سحرہ ای معتقہ و ق لک یثابہ فی بدل لک الحنفی الولد تنفیذ بہ بما جانی  
حق بما قالو اللہ ضرر وستی انکالایہ لہ یعتق لہ یکن ذلک القضاۃ یعنی ایہ لہ عدم المنا فاقہ پھر اگر کتابت نے وہ بیٹا چھوڑا پھر سے سبب  
معتقہ سے اور مکاتب سے نہ تو نہ پڑتا رہتا میں چھوڑا جو بدل کتابت کی سہولت کہیں مال نہیں تو اسکا بیٹا اسکا وارث ہوگا اسکا بدل کتابت آزاد ہو کر  
مر گیا اپنی آزادی میں کو چھوڑا چنانچہ مذکور ہو چکا ہے یعنی جب بدل کتابت اور اسکو آخر حیات میں مکاتب آزاد و ظہر کجا اور اسکو سادہ اور وقت اسکا

کتابت کی کتابت  
اور اسکا بدل کتابت  
اور اسکا بدل کتابت



غنی یا باغشی کو عین ال زکوۃ جیکو فقیر نے لیا تھا مباح کر دیا تو غنی یا باغشی کو حلال نہیں ہو سکتا کہ ملک تبدیل نہیں ہو گئی ہم سو اسلو کہ اباحت  
 مباح کرنا اس کے ملک زائل نہیں ہو جاتی تو مباح ہے اور سکو تباہ کرنا سے بیع کی ملک پر فاقہ کھینچنے حدیث کا ثبوت ہے سیدنا جاہلانہ بجا بقیہ  
 او جانی مکاتب فلیہ یقتضی ماہ عما جانی فحقاً فان شاء المولى دفع العبد او قدی الزوال المانیع بالحق پر اگر غلام نے کسی کو قتل کیا  
 اور اس کے مالک نے اس کو مکاتب کیا تو اس کے جنایت سے یہ کتاب نے کسی کو قتل کیا سو اس کی جنایت پر ہرگز حکم نہیں ہوا ہر وہ بدل کتابت  
 سے عاجز ہو گیا تو اگر موسیٰ چاہے اور لیا مقتول کو غلام نہ کرے یا فدیہ کے سبب زوال منع کے عاجز ہو جائے سے یعنی دفع و منع کتابت ہی سے عاجز  
 ہونے سے زائل ہو گئی تو اب مالک کو دفع اور فدیہ میں اختیار ہے وان قضی بہ علیہ حال کو نہ سکا تھا فحقاً یقتضی فیہ لا یشغال الحق من  
 رقبۃ الی قیمتہ بالقتل اور اگر جنایت کا حکم ہو گیا اور سہر حالات کتابت میں ہر وہ عاجز ہو گیا اور بدل کتابت سے توبہ یا جو گیا اور میں  
 کہ حق اس کی گردن اس کی قیمت کی طرف منتقل ہو گیا قضا کے سبب بشریکہ قیمت اعلیٰ ہو دیت سرگذا فی المجلد عن النبی قیداً بالحق المکاتب علیہ  
 کسبہ و یکن ما لا قتل من قیمتہ و من الاکثر من منعت و غیر مکاتب کی قید اسلو لگائی کہ مکاتب کی جنایات خود مکاتب پر ہوتی ہیں اس کی کسب بن و لازم ہوا  
 اور جو کس قیمت میں ہو اور میں سے یعنی اگر قیمت کس قیمت کا دینا اس پر لازم ہو گا اور اگر دین کس قیمت سے نو دین کا دینا لازم ہو گا وان نکل دقت قبل القضا  
 فعلیہ قیداً واحد و لو بعد ہذا قید اور اگر قبل از قضا قاضی کا شہدہ چند بار جنایت کروا دے ہوئی تو سہر ایک ہی قیمت واجب ہوگی اور اگر بعد قضا چند بار جنایت  
 واقع ہوئی تو چند قیمتیں اور سہر لازم ہوگی ہم نے اگر مکاتب نے ایک شخص کو قتل کیا ہر دوسرے کو پتہ سیر کی کو قبل از قضا قاضی نو ایک ہی قیمت اور سہر  
 واجب ہوگی اور اگر مکاتب سے ایک بار جنایت خطا واقع ہوئی اور قاضی کا حکم ہو گیا موجب جنایت پر تو وہ سہر کی قیمت میں اگر وہ کس قیمت سے  
 پہلے اسکے اگر جنایت ثانیہ واقع ہوگی تو اس پر قیمت ثانیہ لازم ہوگی و علی ہذا القیاس قیمت متعدد ہوگی تعدد جنایت سے و لو اکثر جنایت خطا  
 لزمۃ و کسبہ بکلمہ بھا اور اگر مکاتب نے اپنی جنایت خطا کا اقرار کیا تو اس پر قیمت لازم ہوگی اس کے کسب میں بعد اس کے کہ موجب جنایت پر قاضی  
 کا حکم ہو گیا ہو و لو بعد ہذا قید حتی یطقت اور اگر قاضی کا حکم اور سہر ایسا نکالے کہ وہ عاجز ہو گیا بدل کتابت سے تو جنایت باطل ہے کذا  
 فی الدر عن القاعدۃ ہم نے در حق موسیٰ جنایت باطل ہو اور اس کا مواخذہ اور مطالبہ ہو گا آزاد ہو سیکے بعد امام کے نزدیک خلاف لایسا جہنم فی الزوال  
 مطالبہ ہو گا کذا فی المطالع وان مات المسلم لم یغفر لکتابہ کالتدبیر و لو مین الود و کاجل الدین اذا مات المطالب اور اگر موسیٰ مر گیا  
 تو کتابت فسخ نہیں ہو جاتی جس پر سہر اور امام و لد ہونا باطل نہیں ہوتا اور چنانچہ دین کی مدت باطل نہیں ہوتی جبکہ طالب دین مر جاوے و یؤتی المال الی  
 و مرثۃ علی بنحوہ کاجل الدین اور ادا کیا جائے مال کتابت کا موسیٰ کی موت کے بعد موسیٰ دار تو لکوا و اس کی قسطوں کے موافق دین کی مدت  
 کے مانند یعنی اگر وارث بکیر تو کمال و یا جاوے اور اگر صغیر ہو تو اس کی دینی کو دیا جاوے کذا فی القہستانی بخلاف حوت المطلوب لکن اب ہتہر خلاف  
 موت مطلوب کے سبب شہدائے اس کے ذمہ کے ہم نے اگر دیون مر جاوے تو مدت باطل ہوگی اس پر طیکہ اس کا ذمہ خراب ہو گیا اور دین ترکہ کی طرقت منتقل ہوا و ترکہ  
 عین ہے نہ دین کذا فی الزلمی ہذا اذا کاتبہ و هو صحیح و لو فی مرضہ لا یصح تأجیلہ الا من الثلث یمعنی او مال اقساطا بقدر کسبہ ہر وہ  
 اور وقت ہو جبکہ موسیٰ نے اس کو مکاتب کیا ہو اپنی صحبت کی حالت میں اور اگر اس نے بیماری میں مکاتب کیا ہو تو اس کا مدت طہرانا باطل نہ لکھتا مگر ثلث مقرر ہے  
 یعنی مال کتابت و ثلث فی المال اور اگر مال ایک ثلث اقساط معینہ کے موافق کذا فی الشرع لایہ وان سئل فکذا ای کل الود قلا فی مجلس احد عشق  
 کھانا نام مستحباباً و یجوز ابراء اھتباء اور اگر وارثوں نے یعنی تمام وارثوں نے مکاتب کو آزاد کر دیا ایک مجلس میں تو وہ مفت آزاد ہو جائے گا  
 استحسان کی راہ سے اور آزاد کرنا ابرا قرار دیا جائے بطریق اقتضا کے ہم قیاس یہ ہے کہ مکاتب آزاد نہ ہوا وارثوں کے آزاد کرنے سے اس پر طیکہ  
 آزاد ہوا مگر تاہم جو مالک ہو اور حالانکہ وارث مکاتب کی مالک نہیں ہو سکتے ملک نہیں ہوتا کسی سبب سے تو میراث سے بھی ملک نہیں ہوتا جو سہر  
 استحسان یہ ہے کہ اعتاق ابرا قرار دیا جائے مکاتب سے اسو اسلو کہ بدل کتابت وارثوں کا حق ہے اور میراث اس میں جاری ہو تو اعتاقی بدل کتابت







[illegible]







کے سوا جہم میں نہ صرف یہ کہ یہ نہیں ہے درمیں ہے الحاصل اگر والدین حرا صلی ہوں یعنی مذکور تو دلہر ولا نہیں اور اگر دونو معتق ہوں یا اولیٰ  
اصل میں معتق ہو تو ولا باپ کی قوم کو واسطی ہے اور اگر مان معتق ہو اور باپ حرا صلی یعنی مذکور تو اگر باپ عزی ہو تو دلہر قوم مادر کی ولا نہیں اور اگر باپ  
خیر عزی ہو تو قوم مادر کو واسطی ہے امام اور محمد کے نزدیک ابو یوسف کے نزدیک کذا فی الطحاوی **فصل فی نکاح و مولاہ**  
نیکہ فصل ہے ولا مولاہ لغت میں معنی ستاہوت ہے اور شرع میں چنانچہ اسبیابی نے کافی حاکم کی شرح میں تصریح کی ہے  
کہ مولاہ یہ ہے کہ مرد مسافر و سرحد پر شخص سے کہو کہ میری برادری نہیں اور نہ کوئی مدگار سو مجھ کو اپنی طرف بلائے اور اپنی قوم کی طرف تائین  
نیری جماعت میں گنا جاؤں سو تو میری مدد کیجو اور میرے نواب اور مصائب دور کیجو اور اگر میں مر جاؤں تو تو میرے مال کا وارث ہو  
تو دونوں شخصوں میں ختمہ مولاہ منعقد ہوگی یعنی بشرط قبول شخص ثانی شخص نے ولا عتاق کو ولا مولاہ پر اس واسطی مقدم کیا کہ وہ قومی ہو  
قابل اعتدال نہیں جیسے احوال میں بخلاف ولا مولاہ کہ وہ نقل پذیر ہے قبل از ادیت اور ولا عتاق بالاتفاق سبب میراث ہے بخلاف ولا مولاہ  
کہ امام مالک اور شافعی کے نزدیک اسکا کچھ اعتبار نہیں والدلائل سے الطحاوی کذا فی الطحاوی اسلمو رجل مکلف علی ید آخر و الا لا اولی  
خیر الشریک انما یجوز لامسئلا علی ما روایہ عن علی بن ابی طالب اذ اجتمع علیہم هذا العقد سلام قبول کیا ایک مرد مکلف نے  
دوسرے شخص کے ماتھے پر اور اسکا تابع ہوا اور اسکی سوا اور شخص کا تابع ہوا اس شرط پر کہ متبوع اسکا وارث ہو جبکہ تابع مری اور شخص متبوع اسکی  
طرف سے دیت دی جبکہ تابع کسی قتل خطا صادر ہو تو یہ عقد مولاہ صحیح ہے شرع نے کہا شرط مولاہ کی عجمی ہونا ہے نہ مسلمان ہونا یا بری یا نکاح شدہ  
اور آگے پہرے کو ہو گا ہم اسلام کی قید با قیاد غالب حال کے ہر شرط نہیں عاقل بالغ ہو سکی قید اس واسطی لگائی کہ عقد مولاہ نصف دار ہے  
نفع اور ضرر میں اس واسطی کہ اس میں ایجاب میراث اور التزام دیت ہو تو بدین عقل اور بلوغ کے صحیح ہو گا اگر باذن اور عجمی کے قید اس واسطی لگائی کہ تناسخ  
عرب کا قابل ہے سے تو عقد مولاہ کی عرب کو کچھ حاجت نہیں کذا فی الدرر وعقلہ علیہ واثرہ لکھ اور دیت اسفل کی اسطے پر ہو اور میراث اسفل  
کی اعلیٰ کبر اسطے پر و کذا فی التوطی الاثر من الجاہلین اور سبطم عقد مولاہ صحیح ہے اگر میراث دونو جانوں شری مشروط ہو یعنی اگر اسفل مری تو اسطے  
میراث اسکی ہے اور اگر اسطے مری تو اسفل اسکی میراث ہے ہم تو ارث میں الجاہلین سبطم اکثر کتاہونین بلا خلاف مذکور ہے لیکن علامہ مقدسی نے  
ابن ضیاس نقل کیا ہے کہ جہ صاحبین کا قول ہے اور امام کے نزدیک ثانی مولیٰ ہو گا اول کا اور اول کی ولا باطل ہو جائیگی اس واسطی کہ تابع متبوع  
نہیں ہوتا اور نہ متبوع تابع و اشدہ حکم کذا فی الطحاوی ولو والی صبی عاقل باذن آبیہ او وصیتہ صحیح لعداہ المتابع اور اگر عقد مولاہ منعقد  
کرے منفر عاقل اپنی باپ یا اسکو وصی کے اذن سے تو عقد صحیح ہے سبب عدم مانع کے کما لو والی العبد باذن سید لا غیر کا نہ یصح ویکون  
وکیلا عن سیدہ بعقلا مولاہ کا جیسے کہ اگر غلام اپنی مالک کے اذن سے دوسری شخص سے عقد مولاہ منعقد کرے تو صحیح ہے اور غلام ذکیل ٹھہرے گا اگر  
مالک کی طرف سے عقد مولاہ کا ہم غلام ذکیل ٹھہرے گا اس واسطی کہ وہ میراث اور التزام مال کا اہل نہیں ہے بلکہ اہل کیسے نہ ہو ذکیل ہو و اشیاء  
راۃ عن ذی الرحمہ ضعیفہ اور مولای مولاہ کی ارث نامہائی رشتہ دار سے موصوفہ ہے اسکی ضعف کے سبب سے ہم اس واسطی کہ مولاہ عاقد  
کا عقد ہی تو ادنیٰ خیر ہے وہ لازم نہ ہوگی اور نامہائی رشتہ دار ارث شرعی سے تو عاقدین اسکی ابطال کے مالک نہیں ولاہ النفل عنہ بکثرت  
الی غیرہ ان لم یعقل عنہ او عن ولایہ وان عقل عنہ وکذا لا یقتل لکذا کیلا اور عاقد اسفل کو عقد مولاہ کا نقل کرنا عاقد اعلیٰ  
اور اسے سبب ہے اسکی غیر کی طرف جائز ہے اگر عاقد اسطے اسکی طرف سے یا اس کے دلہ کی طرف سے دیت دیتی ہو اور اگر دیت دی ہو اسکی طرف سے  
یا اسکی دلہ کی طرف سے تو ولا مولاہ منتقل نہ ہوگی اس واسطی کہ مونس نے اسکو مکرر اور مضبوط کر دیا دیت کے دینے سے ولا کیوالی منتقل  
احمد بن قوم ولاہ النفا قہ اور عقد مولاہ منعقد کرے غلام آزاد کسی شخص سے سبب ازیم ہونے ولا عتاق کے امر آۃ والہ تم والہ است  
محبہ و الی اللہ سبحانہ و تعالیٰ فیما یستحقک انیک عورت مولاہ منعقد کی پہر وہ ایک لڑکا (سکا باپ معلوم نہیں) جنی تو وہ لڑکا اپنی ماں کا ازیم



خواہ کہ بہت لمبی ہو یا شمی و سحر و خافض و جسد من فلکون فی الخلق معنی یبطل بہ بدل فواء الی القبل الذی یطعن بہ اور شرم اگر ہم  
 زبردستی کر لیا یا کسی کو قتل کر دیا یا کسی کو بے حرمت کر دیا یا کسی کو دے کر جس فعل کو اصل شخص دوسرے سے چاہے اس کو  
 بنا چاہی کرنا پڑی قسم فعلی و دل مشاغل ہی فعل حقیقی اور ممکن کی اور عام ہر قول کو بھی چاہئے زانی و بکلی فعل ممکن کی یہ صورت مذکور ہو مہمانی میں کہ  
 ایک شخص کو دوسرے شخص کے قتل کا امر کیا اور اس کو کسی چیز سے تنہد یا کسی مگر مامور جانتا ہو و لالت حال سے کہ اگر اس کو قتل کر گیا تو آخر اس کو مار  
 ڈال گیا یا اس کو کسی عضو کا ٹیگا تو عید بھی اگر اہر اور محل سے مراد مگر ہالنج سے یعنی جبر اگر اہ واقع ہوا اور معنی سے مراد خوف سے کڑا  
 نے لفظاوی و در عز میں ہے کہ اگر اہر مشرعی غیر سے فعل کر دانا ہو اسطرح اس تنہد سے جبر خارج غیر کو نیست و ناہود کردی نہ اس کا اختیار کر لیا  
 تنہد یا گاہی اختیار کو فاسد کر دیتی ہے اور گاہی نہیں الحاصل بعدم رضا متبرہ اگر اہ کی سب صورتوں میں اور اصل اختیار ثابت ہے سب صورتوں میں لیکن  
 بعض صورت میں اختیار فاسد ہو جاتا ہے اور بعض صورت میں فاسد نہیں ہوتا اس سے اور تحقیق اس کی شرح و فائز میں یوں مذکور ہے کہ رضا کے مقابلہ  
 میں کراہت ہے اور اختیار کے مقابلہ میں جبر ہے جس فخر سے کہ اگر اہ میں لاشک کراہت موجود ہے تو فاسد دوم لیکن اختیار ثابت سے سے  
 و صفت سلامت اسو اسطرح اختیار فاسد ہو جاتا ہے بقابلہ تلف نفس یا تلف عضو کے فوج میں امر میں جان یا عضو کی ہلاکی سے تو امتناع اس سے  
 جس حیوانات کی طبیعت میں پیدائشی ہے کیا تو نہیں دیکھتا کہ توڑا سکا انسان بلکہ حیوانات کو کس طرح روک رکھتی ہے یا کچھ مکان کے کرنے والے  
 میں کہنے سے ہر صورت گان تلف تو اس سے باز رہتا اگرچہ اختیاری سے لیکن ظاہر کا اختیار ہے جبر سے قریب ہی اسطرح تلف جان یا عضو کی  
 وقت اختیار امتناع ہے لیکن اختیار فاسد ہی ہو اسطرح انسان اور ہر مخلوق ہی اس راہ سے کہ طبیعت اس پر مہول ہے یا جوہر کی بہت خطائیں  
 باقی ہو اگر اہ لہجی اور غیر لہجی میں ہو سب متحقق عقل اور فوج کے و حق و ان نام و مو الملکی متعلق النفس و عضو یا و صریح و لکن آفتون  
 ہو غیر الملکی اور لکھ و دو قسم ہے کامل اور ناقص اگر اہ کامل اور وہ اگر اہ لہجی سے یعنی جو مامور کو مضطر کر دے جان یا عضو کے تلف ہو جائے  
 یا نہایت سخت مار سے اور اگر ایسا ہو تو وہ ناقص ہے اور وہی اگر اہ غیر لہجی سے ہم ضرب شدیدی سے مراد وہ ضرب سے جو موجب تلف نفس یا عضو  
 کی چنانچہ بدائع میں یوں لکھا تھا فی نے کہا کہ اگر اہ لہجی چنانچہ دانا قتل نفس اور قطع عضو اور ضرب شدیدی سے جس سے تلف ہو یا کھون پوار  
 غیر لہجی چنانچہ دانا مجبور کرنے اور لہجی یا یوں میں ڈالنا اور ضرب شدیدی سے کہانی الطحاوی و شمسہ اربعۃ اصول قدان الملکی علی ایضاً  
 باھلہ ہا سلاطنا اور لفظاً او معنی کا اگر اہ کی شرطیں چار چیزیں ہیں ایک شرط قادر ہونا اگر اہ کرنا اسے کا اس چیز کے واقعہ کرنے پر جبر  
 سے اس سے تنہد یا درخلاف کی ہے خواہ مگر بادشاہ ہو یا جبر واکو یا نند اس کی اور شخص جابر ہم مانند اس کی زد پر اپنی زد کے میں اور جبر  
 غیر متعلق اسطرح اور مجبور اسطرح اگر اہ ممکن ہے تو اگر مجبور نہ کر ایک شخص سے دوسرے کو قتل کر دانا تلف نفس کی تخلف سے تو قاتل پر تصادم نہیں اور  
 نہایت تو قاتل مسئول کی میراث سے محروم ہو گا اگر اس کا وارث ہو اور دیت مجبور کی قوم پر ہو گی کہانی الطحاوی و الشانخص و الملکی  
 بالکفر ایقاعہ ایقاعہ کا ہدہ بہ فی الحاکم بقلۃ غلبۃ فیضاً اور دوسری شرط خوف ہے مگر ہالنج کا یعنی جبر اگر اہ اور زبردستی ہوئی  
 وہ اپوزن غالب ہو جاتا ہو تنہد یا الی چیز کے واقعہ کر دے سوسے الحال تاکہ اگر گان سے وہ مضطرب اور مضطر ہو جائے ہم اور اگر ظن غالب ہو اس کو  
 نہ واقع کر گیا اگر اہ کرنا وہاں سے مل گیا تو اگر اہ ثابت ہو گا و الذالک فی فی الشیء الملکی ہا سلاطنا و عوضاً و عوضاً فی ایضاً  
 الرضی اور دوسری شرط یہ ہے کہ جس چیز کے سبب سے اگر اہ ہو وہ چیز جان یا عضو کی تلف کرنا یا ہو یا موجب ہو ایسی غیر ارادہ کی جو فاسد  
 کو نیست اور ناہود کر دے ہم شرح و فائز میں ہے کہ اگر اہ وہ دفع سے ایک یہ کہ رضا مندی کو تلف کر دے اور یہ کہ اگر اہ جس فاضل سے ہوتا ہے اور اگر اہ  
 ثانی مفید اختیار ہے وہ غسل اور قطع عضو کے خوف سے ہوتا ہے تو خوف رضا مندی نہ اختیار سے عام ہے تو جس فاضل میں رضا مندی ہے لیکن اختیار  
 سے باقی ہے اور نفس میں رضا مندی نہیں لیکن اس کو اختیار غیر صحیح ہے بلکہ اختیار فاسد ہے اس سے اور جو جبر لہجی جس ہوتا ہے اور لہجی ضرب



فتاویٰ عالمگیری کی یہی جہازت فساد عقود مذکورہ کے مفید ہوں یہ المستمیر کہ اور عقود فاسدہ سے بچہ عقود مخالفت میں چند احکام میں کذا فی  
الطحاوی مختصر بہرہ فیہ فی الذلۃ المشرقی ان قبضۃ بعض اعتناۃ اور اس وقت میں یعنی جبکہ بعض عقود مذکورہ پر نفاذ کا حکم کب تو  
مشرقی مالک ہو گا اگر اس قبضہ کے لئے مشتری کو غلام بیع کا ادا کرنا صحیح ہے وکذا اقل فیہ فی الذلۃ المشرقی ان قبضۃ بعض اعتناۃ اور اس وقت میں کذا فی  
تو یہ فقہ مشتری جس کا قبضہ ممکن نہیں ہم چنانچہ تدبیر اور استیلا اور طلاق کذا فی القہستانی ولزمہ قیدہ وقت الاعتناء تو تو صحیح ہے نہ ادا  
کذا تلافیہ بعد فاسد اور مشتری کو قیمت ادا کی جو اعتناء کی وقت ہوگی لازم ہوگی اگر مشتری مجلس ہو کذا فی الزاویہ سبب تلف کرے  
مشرقی کے عقد فاسد سے فان قبضۃ غنمہ او مسلم المبیع طوعاً قیدہ للمذکور بن نقض بنی فی کما ان حقہ المذکورہ فاذا اعتد للمعلق  
علی الرضی والاجازۃ فی ذلک اذ الذلۃ المشرقی ان قبضۃ بعض اعتناۃ اور اس وقت میں یعنی جبکہ بعض عقود مذکورہ پر نفاذ کا حکم کب تو  
رضامندی سے مشتری کو تسلیم کرے تو بیع نافذ ہوگی یعنی لازم ہو سکتا ہے کہ گدگیا کہ کمرہ بالغم کی عقود ہمارے نزدیک نافذ ہیں اور اسکی رضامندی  
اور اجازت پر لازم عقد معلق ہے نہ اسکا نافذ ہونا اسواسطہ کہ لزوم نفاذ کے سوا یہ امر ہے چنانچہ ان کمال سے ایضاً میں اسکو تحقیق کے ساتھ بیان  
کیا ہے ہم بعد قبض اور تسلیم بیع لازم ہوگی یعنی فاسد متعلق بیع ہو کر لازم ہو جائیگی بطرح کہ اب اسکو فیض کا اختیار باقی نہ بیگا اور شارح نے جو  
نفاذ عقود کا آگے مذکور کیا اسکی تاویل یہی مذکور ہو چکی اور این کمال سے شرح مطلقا کسی نقل کیا ہے کہ عقود مذکورہ نافذ ہیں مگر اسکو اختیار  
ہو نسخ کر دینا کا رضامندی کے سبب سے استیلا یا نفاذ کسی مراد افادہ ملک ہونہ یہ کہ عقود صحیح ہیں اسواسطہ کہ خود این کمال سے تصریح کی ہے کہ تاویل  
بیع کی اسکی متعلق ہو جانے سے صحیح ہو کر بالغ کی رضا اور اجازت پر موقوف ہے تو اسکا من قبض کرنا اور بیع تسلیم کر دینا بیع کر بیع کو صحیح  
کر دیتا ہے اسواسطہ کہ قبض اور تسلیم رضا اور اجازت پر دلالت کرتا ہے اور بحر الرائق میں کتاب البیوع کے اندر شروط صحت بیع کے نزدیک مصرح ہے  
کہ منہ شرط صحت رضامندی ہے تو کمرہ بالغ کی بیع اور شرط فاسد ہے اور منار اور اسکی شرح میں مذکور ہے کہ کمرہ کی بیع فاسد ہے یعنی فاسد  
مستند ہوتی ہے عدم رضا کے سبب سے جو نفاذ کی شرط ہے کذا فی الطحاوی وخصاۃ فی الذلۃ المشرقی ان قبضۃ بعض اعتناۃ اور اس وقت میں کذا فی  
اور قاعدہ یکہ بیع کہ جو عقد کہ صحیح نہیں ہل اور یہودی کی سو چنانچہ ہم اور شرار اور جارہ قودہ اگر کسی فاسد مستند ہوتی ہے تو مالک کو اسکا باطل  
کر دینا جائز ہے واما بیع بعض فیض الحاکم لکشی اور جو عقد کہ ہل اور یہودی کی سے صحیح ہے چنانچہ فقہ اور تدبیر اور طلاق وہ اگر کسی بیع ہو  
تو وہ ان لے مالک حامل یعنی اگر وہ اسے نسو چنانچہ اسکا ذکر فقہ رب ادبکا داران قبضۃ بعض اعتناۃ اور اس وقت میں کذا فی الطحاوی وخصاۃ فی الذلۃ المشرقی ان قبضۃ بعض اعتناۃ اور اس وقت میں کذا فی  
کیا تو ہم لازم ہوگی ودرک لا ولو یضمن ان ہلک الفنی کا نہ امانت ذکر ان فی بدی لا فساد اور یہودی کی ودرک لا ولو یضمن ان ہلک الفنی کا نہ امانت ذکر ان فی بدی لا فساد اور یہودی کی ودرک لا ولو یضمن ان ہلک الفنی کا نہ امانت ذکر ان فی بدی لا فساد اور یہودی کی  
اگر شریک کف ہو گیا ہو اسواسطہ کہ وہ امانت ہی کذا فی الدررہم امانت اسواسطہ تھا کہ اور کسی مشتری کی اجازت سے لیا تھا اسلے سبب التکلف تو وہ ان سے  
لازم نہ ہو گا لکنہ یجوز فی الذلۃ المشرقی ان قبضۃ بعض اعتناۃ اور اس وقت میں کذا فی الطحاوی وخصاۃ فی الذلۃ المشرقی ان قبضۃ بعض اعتناۃ اور اس وقت میں کذا فی  
بیعی صورت یہ ہے کہ کمرہ جائز ہو جائے اجازت قوی اور فعلی سے برخلاف اور ہم فاسد کے کہ وہ اجازت سے متعلق بیع نہیں ہوتی وافتاء فی  
یقبض ثمن المشرقی منہ وان ندانہ الا کذبی اور دوسری صورت یہ ہے کہ مشتری کا نصف اسکی توڑا جائے اگر چہ بہرست  
چند بار اسکی بیع ہوگی ہو برخلاف اور بیوع فاسد کے اسواسطہ کہ اور بیوع فاسدہ میں حق شرح کی جیت سو فساد ہے اور بیع کمرہ میں حق العبد کی  
جیت سو فساد اور حق العبد عن اللہ پر مقدم ہو کہ وہ عید حاضر ہے اور حق تعالیٰ غمی کذا فی الطحاوی وخصاۃ فی الذلۃ المشرقی ان قبضۃ بعض اعتناۃ اور اس وقت میں کذا فی  
جود وقت القبض اور تیسری صورت یہ ہے کہ بیع کمرہ میں وقت اعتناء کی قیمت متعبر ہے نہ قبض کی وقت بخلاف اور بیوع فاسدہ کے  
کو وہ غیر وقت قبض کے قیمت متعبر ہے نہ وقت اعتناء کے والذی ایضاً فی الذلۃ المشرقی ان قبضۃ بعض اعتناۃ اور اس وقت میں کذا فی الطحاوی وخصاۃ فی الذلۃ المشرقی ان قبضۃ بعض اعتناۃ اور اس وقت میں کذا فی  
بہر زانہ اور حق صورت یہ ہے کہ ان اور میں ہی میں امانت ہو کہ لہجہ کا نہیں ہے لیکن مشتری کے ان سے بیسبب یعنی بیع کے بالغ کے ان سے تو وہ ان



تعدی کے نام و ان نہیں بر خلاف ان دونوں اور شریعت کے نام نہیں مگر کذا فی البزار ہم غرض اور سبقت انت ہی جبکہ بالغ برتن لینے  
 کا کرارہ ہوا ہو اور شریعت پر سب سے لینے کا آخر السلطان اکل آواں لم یبق کذا فی البزار ہوا کرارہ ہی اگر جدا دوسری قتل یا جس کی وجہ سے  
 کئی موم قادی عالمگیری میں ہے کہ بادشاہ نے ایک دوسری کہا کہ بھتہ راب بی یا مجھ مردار کہا یا اس پور کا گوشت کہا اندر نہیں تو میں بھتہ قتل  
 کر دیتا تھا تو اس کو کہا جائز سے بلکہ فرض ہے جبکہ اس کو گان غالب ہو کہ اگر کہا دیکھا تو مقتول ہو گا پھر اگر اس نے کھانا اور قتل ہوا تو گنگار  
 ہو گا ظاہر الروایہ میں اور شیعہ الاسلام نے ذکر کیا کہ وہ گنگار ہو گا اور اپنے خون میں باخود ہو گا لیکن اگر حالت ضرورت کی البتہ کسی جاہل ہو گا  
 اور کہنے سے کسی مقتول ہو گا تو امید ہے کہ باخود ہو گا اور اگر مسیح ہو گا تو باخود ہو گا تو باخود ہو گا اور اگر اس کو یہ ظن غالب ہو کہ بادشاہ اس کو کھانا  
 سے قتل کرے گا خوش طبعی سے تہدید قتل کی کرتا ہے تو اس کو کہا نادرست نہیں اور اگر بادشاہ ایک مرد پر اگر کہہ دے وہ اپنا ہاتھ کاٹ ڈالے تو  
 اس کو ہاتھ کاٹا جائز ہے اگر وہ چاہے اور اگر بادشاہ نے کہا کہ تو اپنی ذات کو قتل کر نہیں تو بھتہ قتل کر دیتا تو اس کو اپنا قتل کرنا جائز  
 نہیں اتنے مختصر اور فنی اور اس کی شرح میں ہے اور کرارہ تہدید قتل ہو اس پر کہ بھڑا پر سے گر پڑے یا آگین گیسپا چائی یا اور ہو گا چن پر تو اس کو  
 اختیار سے المم کے نزدیک چاہیو اقدام کرے چاہیو صبر کرے اور صاحبین نے کہا کہ اگر صبر لازم ہے کذا فی الخطاوی و فی الخصا و امیر شیعہ کا کائنات  
 المصلح المصلح بدلا لہ لعل انہ لو لم یقتل امیر لا یقطن دیکھا و فی الخصا و امیر شیعہ کا کائنات فی نفسہ او تفرغ عصفور منہ الملق  
 وہ یعنی اور بادشاہ کے سوال اور کیا کرارہ نہیں بشرطیکہ اس مرد دلات حال سے بھتہ بجا نہ ہو کہ اگر اس کو کھانا کھایا تو وہ اس کو قتل کر گیا یا  
 اس کو ہاتھ کاٹ ڈال گیا یا اس کو اس طرح مار گیا جس سے اس کی جان یا عضو کے تلف ہو گیا خوف ہو گا کذا فی منیۃ الفتی اور ہی قول کا فتوے سے  
 دفی البزار فی المروءۃ سلطان خرما فی تحقیق کذا کرارہ اور نیز میں ہے کہ شوہر بادشاہ پر اپنی زوجه کا تو اس سے اس کرارہ ثابت ہو  
 ہم تہدید زوج اوس صورتیں کرارہ ہے جبکہ وہ قادر ہو اسکے کرارہ پراد بھہ دور دیا تو نہیں کسی ایک روایت ہے ایام سے کذا فی الخطاوی  
 آقا علیہ السلام علی قتل صید فانی حتی قتل کان ماحولہ عند اللہ تعالیٰ شہادۃ احوام باندہ ہنر دالے پر کرارہ ہوا شکار کے مار گیا سو سو گئے  
 انکار کیا یہاں تک کہ وہ مارا گیا تو وہ ثواب پاویا حق تعالیٰ کے نزدیک کذا فی الاشیاء ہم پر اگر محرم شکار مار گیا تو قیاس میں اس پر کوئی  
 نہیں اور استحسان میں قاتل پر کفارہ ہر نہ اس کے آمر پر اور اگر آمر اور مامور دونوں مجرم ہوں تو دونوں پر کفارہ ہے کذا فی الخطاوی و فی قول ان  
 البیاض علی التبیان لا یستحق و ہذا علی التبیان فی دیکھتین ہمتہ للبدانہ تعظیہ بعقدنا اور اگر بالغ کے بیچے پر کرارہ ہوا نہ مشتری پر اور  
 سب سے تلف ہو گئی مشتری کے ہاتھ میں مشتری اس کی قیمت کا بالغ کو تاوان کو سبب قبض کرنے مشتری کے سبب کو عقد فاسد سے ہم تاوان  
 قیمت کا مشتری پر لازم ہو اگر یہ بالغ نہیں اس کا لپکا ہو اور فائدہ لازم تاوان کا مجھ سے کہ اگر قیمت زیادہ ہو تو اس سے فائدہ کو بالغ مشتری  
 سے بھٹے اور اگر مشتری پر بھی کرارہ ہوا ہو اور سب سے اس کی باس تلف ہو جائے تو تعدی کے تو تاوان اس پر نہیں کہ نہ وہ اس صورت میں  
 اس کے باس انت ہی کذا فی الخطاوی عن الحموی عن العنصرۃ والبیاض المکرر لہ ان یقمن انشاء من المکرر بالکفر مشتری اور کرارہ بالتم فی  
 بالغ کو خریدار سے جس سے چاہیو تاوان سے کرارہ بالکفر یعنی کرارہ کر تو اسے کسی اور مشتری سے فاقن المکرر لہ بجم علی مشتری تعظیہ  
 پر اگر مالک تاوان لے کرارہ کرنے والے سے تو وہ مشتری سے قیمت اس کی جس سے یعنی اس واسطے کہ وہ اس ضمان سے اس کا مالک ہو گیا  
 و ان حسن مشتری نقد ای جاعلا مکرر علی شرار بعد ولا یضیق ما قبلہ فو حسن مشتری الثاني مثلا تصدیق و مکرر فیض لعل لہ  
 اور اگر مالک کرارہ نے مشتری سے سبب لانا و ان لیا تو فائدہ یعنی بدلیل گذشتہ جائز ہو جائیگی بر غریہ کہ بعد تاوان کے واقع ہوئی اور فائدہ ہو گئی وہ  
 خرید جو تاوان سے پہلے واقع ہوئی اگر شام مشتری تاوان سے کرارہ کرارہ سے قیمت کے تاوان دینے سے مشتری تاوان کی ملک ہو گئی تو اس کو بعد  
 کی خریداری جائز ہو گئی نہ قبل کی ہم بھتہ نے ایک مسئلہ کو دوسری مسئلہ کے میں بیان کر دیا اپنا مسئلہ یہ ہے کہ اگر بالغ پر کرارہ ہو نہ

مشتري پرادر مسيح تين سو جانو مالک چاہی اگر اہ کرے پائے سو تاوان قیمت کا لے جائے مشتري سو دوسرا مسئلہ یہ کہ بیع مذکور کو مشتري اول  
مشتري ثانی کے اہتمام پر کرے اور ثانی ثالث کے اہتمام پر کرے اور ثالث رابع کے اہتمام پر کرے اور مالک مشتري ثانی یا ثالث سے تاوان قیمت کا لے تو تاوان  
کے بعد کی خریداری جائز ہوگی نہ پہلے کی اور اگر مشتري اول سے تاوان لیا تو تمام خریداریاں جائز ہو جائیں گی طحاوی لکھا کہ بیع ہر نہ کہ مسلف ہر  
مسئلہ کو علیحدہ ذکر کیا اس واسطے کہ یہ مسئلہ نہ اول یا دومی میں مفروض ہے اور پہلا مسئلہ مشتري واحد میں مفروض ہے و فی الجملہ المشتري الواحد من المشتري  
على بائعه تو تاوان دینو والا مشتري ثمن بیع کا بیع یا بیع سے بیع کے خلاف ما اذا اکتھا اکتھا لکھا احد البائعات حیث یؤتی لیسیم و یجوز  
الغن من المشتري الاول لذوالی الطلوع یا لکھا بقا جبکہ مالک کسی بیع کو بیع مذکورہ میں سے جائز ہو کر چھوٹ  
آخر میں اجازت واقع ہو کہ ذوالی الطلوع ہی فوسب الکی اور پہلی بیع جائز ہو جاوین گی اور مالک مشتري اول سے ثمن لیا وجہ جواز کل تو عذر  
بیع سے یعنی بیع صحیح نہ خالص نہ ہی مالک کی سوا کسی اجازت سے بیع واقع ہو گیا فان اکتھا علی اکتھا صحت بیع او حیث خیر  
ثمن خصم لکھا لا غید علی بیع بیع او ضعیف او قید لکھا اذ لا ضرر فی اکتھا بیع اگر ایک شخص پر کراہ واقع ہو اور دوسرا غن یا غنر کے  
گوشت کھانے پر یا شراب کے پینے پر واسطے اگر غیر علی کے چنانچہ جس یا خصم یا قید کی تحدید سے تو کھانا حلال نہیں اس واسطے کہ کوئی ضرر نہیں  
اگر اہ غیر علی میں یعنی حرمت مذکورہ تو بغیر ضرر تباح ہو جائے میں چنانچہ بیع میں اگر جب جان یا عضو کے تلف ہو چکا خوف ضرر تو ضرورت ثابت  
نہوئی کہ ذانی التضرع لکھا المشتري للشبه بجان بھہ لستہ یہ کہ اگر اہ مذکور کسی اگر شراب کو بی بیٹے تو اوپر حد نہ داری جائیگی شبہ اباحت کی  
سبب دان اکتھا علی بقتل او قطع عضو او ضرر بحدس ان کما لکھا لکھا بل ضرر اور کراہ لکھی ہوا سبب یہ قتل یا قطع عضو یا ضرر  
شد یہ متلف کے کذا صرح ابن کمال تو فعل مذکور حلال ہے بلکہ فرض ہے یعنی اس واسطے کہ حرمت مذکورہ عند الضرورة مباح ہیں اور جان بچانے  
سے زیادہ کو ہن ضرورت ہی ہم مسائل کراہ کی تین قسم ہیں ایک قسم جس سے جین تمام غریمت ہی یعنی جسے کو نہ پر کراہ واقع ہوا اس کا کراہ  
افضل ہے اور اگر کراہ بھاننا کہ قتل ہوگا تو گناہ ہوگا اور وہ شرب غمراہ و تناول مردار اور مانند اس کی دوسری قسم میں غریمت ابتلاع سے  
اور اقدام رخصت ہو اور وہ معاذ اللہ ابراہیم لکھا کفر او شتم ہی علیہ صلوٰۃ و سلام ہی اور جو کہ کفر سے اور اشتقاق زین کا سبب ہو مشرک  
قسم میں غریمت سے اور اقدام میں رخصت نہیں حال میں اور وہ قتل نفس مسموم محترم سے یا اس کا قطع عضو کذا فی الاکتھا  
فان حد بقتل لکھا الا اذا اراد به مفاعلة الله فلا بأس بقتلہ اگر حرمت مذکورہ کی کہانی میں صبر کیا یا شاک لکھا قتل ہو گیا تو گناہ ہوگا  
مگر جبکہ اس ابتلاع کسی کفار کی غضب ناک کی اور کھانا کراہ کرے تو کچھ مفاعلتہ نہیں ہم وجہ عصیان یہ ہے کہ تبادل حرمت اس مباح  
میں مباح ہے اور جان یا عضو بچانے سے تلف کرنا حرام کذا فی الزلیعی و کذا فی الترمذی لکھا لا یکتھا الا کھا کذا لکھا لا یکتھا فی حلال  
بالکحل کما لکھا فی الخط ابیہ اول الاسلام اونی دار الحرب اور اسلام اگر صابر مقتول یا بابت حرمت مذکورہ کے کراہ سے بھاننا ہو  
تو گناہ نہ ہو گا سبب منع ہونے اباحت کی تو ضرر ہو گا ناوشکی جس احکام شرعیہ کی ناوشکی ابتدا ہی اسلام میں یا دار الحرب میں قدر  
ہم اباحت حرمت عند الضرورة محل خلاف اور اس میں اختلاف بھی علاوہ صابر کے گان اشتغال صلیب آخر از سے تو معذور نہیں  
کذا فی الزلیعی ابتدا اسلام میں مراد یہ ہے کہ کافر مسلمان ہوا اور ہنوز احکام شرعی کے سیکھنے کی فرصت نہیں پائی یا دار الحرب میں  
مسلمان ہوا تو جہل سے معذور ہے کما فی الترمذی حکم اذن منافی الخیر جیسے شدت گرسنگی میں حرمت مذکورہ کے کھانے اور  
مرو جانے سے گناہ نہ ہو گا چنانچہ ہم نے اس کو کتاب الحج میں بیان کیا ہے وان اکتھا علی لکھا لکھا و استلحق صل الله علیہ وسلم  
جمع و قتل دوسری قطع او قتل شخص لہ ان بظہر آخریہ علی السائد و ہوئی و قلبہ و طہرہ و کذا لکھا اور اگر اہ ہوا خدا سے انکار کا  
یا نبی سے اللہ علیہ وسلم کی دشنام کذا نے الجہم والحد دوسری خواہ قطع عضو کسی کراہ ہو یا قتل سے تو اس کو جائز ہے کہ زبان سے

نماز کر ہی چکا اور سکو اور دل سے توبہ کر کے قرآن حالیکہ اس کا دل مطمئن ہے ایمان کے ساتھ یعنی ثابت ہو یا تغیر عقیدہ ہم توبہ پر  
 عبارت ہی اظہار غیر مرد اور غلط مقصود و غیر حق و کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر پر اگر مکروہ بالغتہ نے توبہ کیا اظہار  
 کفر میں تو کافر نہ ہو گا اور اس کی عورت کا نکاح ٹوٹ جائیگا حالانکہ حکم میں نہ خدا اللہ ہم توبہ کی صورت یہ کہ کفر باطن میں نہ کاذب کا قصد کر کے  
 اور افسانہ کفر کا قصد کر کے کذا فی المحرمین ہا یہ چنانچہ اس کو کسی نبی کے دشنام کا امر ہو اور اس کی کہا کہ دشنام کو قیوت میں نے مرد و عورت  
 کا ارادہ کیا تھا تو وہ قضاء کا نہ ہو گا نہ دیانہ کذا فی اہل بیتا فی قضاء اس واسطے کہ وہ ظہر کہ کفر اور کسی زبان پر گذرا اور دیانہ اس واسطے کہ  
 نہ ہو کہ کفر کا اس پر ارادہ نہیں کیا اور ان حکم میں الہ النعمانہ و لہ یقولون کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر  
 منظور ہو اور اس نے توبہ کیا تو کافر نہ ہو گا اور اس کی عورت کا نکاح ٹوٹ جائیگا اور قضا بھی اور قضا بھی کذا فی التوارک و لہ یقولون کفر  
 ہم اس واسطے کہ جب اولین توبہ کا خطرہ آیا تو کفر سے بچر نہ سکیں ہو اور اظہار کفر کی ضرورت منہم ہو گئی تو وہ راضی ظہر کفر سے باقی رہی  
 جسری صورت وہ یہ ہے کہ کفر کے کفر و اولین توبہ منظور نہ ہو لیکن میں نے اظہار کفر کیا اور حالیکہ مردل مطمئن بالایمان تھا تو اس کی  
 حدت جدا ہو گئی افسانہ میں اس واسطے کہ جب اس کی اولین توبہ ہو اس کی کفریہ منظور نہ ہو اور ضرورت تحقیق ہو گئی اور ضرورت میں اظہار کفر کی رخصت ہو اور اس  
 بیان میں معلوم ہو گیا کہ توبہ اوس حالت میں لازم ہے جبکہ اس کی اولین توبہ منظور ہو جائے کذا فی الطلاق و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر  
 اور ثواب پاؤ گا اگر صبر کرے یا سبب کرنے پر اصرار محرم کے ہم عار یا سر و شیبہ رضی اللہ عنہا اس میں مبتلا ہونے سے عار نے رخصت پر عمل کیا  
 اور غیب نے صبر کیا یا نہ شک کہ سولی دیکھ کر اور آنحضرت سے اللہ علیہ وسلم نے او کو سید الشہداء فرمایا کذا فی الدرر و مشکائے سنا و تحقیق  
 تعالیٰ کا فساد و صلی و قتل صلیہ صلیہ و ادنیٰ حل و کلمات ثبوت رخصت ہونے کا لکھا ہے تیار اور اکراہ علی الکفر کی مانند  
 بہین رخصت اور صبر میں باقی حقوق حق تعالیٰ کے جیسے موم اور صلوة کا فاسد کر دینا اور حرم کا فساد مارا یا حالت احرار میں شکار کرنا اور  
 جس چیز کی رخصت قرآن مجید سے ثابت ہوئی کذا فی الاعتبار ہم زلی میں سے اور بطریق جس فعل کی حرمت ثابت ہو تو اگر وہ کامل یعنی اگر  
 لمبی کے نزدیک اوس کے کہ میں رخصت ہو اور وہ چنانچہ اٹکان مل غیر اور فساد موم اور صلوة اور جنایت احرار ہو اس واسطے کہ کفر کی حدت  
 بمقتل سقوط نہیں تو اس میں اصلا باحت متضمن نہیں اور سوائے کفر کے اگر وہ عقلاً محض ہے لیکن موجود نہیں تو وہ لمبی ہو گیا غیر محض سقوط کے  
 ساتھ تو اگر وہ لمبی ہو اس کی رخصت ثابت نہ باحت مطلقاً اور غیر لمبی سے چنانچہ رخصت اور جس سے رخصت ثابت نہ ہوگی و لہ یقولون کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر  
 بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر  
 یعنی بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر  
 لمبی قتل اور قطع میں منحصر نہیں بلکہ جو چیز نہایت مضطر کرے وہ بھی قتل اور قطع کے حکم میں ہے چنانچہ اگر وہ احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر  
 جلالت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر  
 حال مستلزم و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر و بابت احرارۃ قضائے کفر  
 توبہ پر قتل یا قطع سے کذا فی الاعتبار اور اس کو ثواب ہو گا اگر وہ صبر کرے یا نہ شک کہ سولی دیکھ کر اور آنحضرت سے اللہ علیہ وسلم نے او کو سید الشہداء فرمایا کذا فی الدرر و مشکائے سنا و تحقیق  
 کا لکھا ہے اور صاحب مال اگر وہ کرنا سے ناوان لے اس واسطے کہ جس شخص پر کہ اکراہ ہوا وہ ہتھیار کی مانند ہے ہم افعال و تو قسم میں ایک  
 فعل ہے جس میں کہہ بالغتہ صلاحیت اس کی کہتا کہ اس فعل میں کہہ بالکسر کہ یعنی ہتھیار ہو تو یہاں اکراہ کرنا ہے کہ یہ طے فعل منقول  
 ہو گا تو گویا اوسو بابت خود فعل کیا تو ناوان اوس پر لازم ہو گا اور دوسرے فعل وہ جو جس میں وہ آئے نہیں ہو سکتا تو ناوان فعل اکراہ کرنا ہے  
 کہ یہ طے منقول ہو گا چنانچہ اکل اور دلی اور حکم اس واسطے کہ آدمی غیر کے شہدے نہیں کہا سکتا اور نہ دوسرے کے آگے سے دلی کر سکتا ہے







طلب شخص سناکت ہو جو وہ سناکت رہا تو شفعہ اس کا باطل نہ ہو گا ولا یرفعہ بلسانہ وقلنبہ مطہرین بالایمان فلا ینبئ منہ کلامہ لا یرفعہ لقل  
 لہ لا یحسنا فقلت وقد مناعن النوازل خلاصہ فعلیہ قیاسی فقاملہ اور نہ اس کا زانی مرتہ ہوا مجھ سے کراہ سے اور عالما اس کا دل کچھ  
 ساتھ مطہرین اور ثابت ہو تو اس کی زوجہ چوتھیا دی گئی ہو سہو کہ زبردستی کے ارتداد سے وہ کا فر نہیں ہو جاتا اور عدم ارتداد دینی میں اس کا قول مستبر  
 ہے استہسان کی دلیل سے میں کہتا ہوں اور اس سے بچھلے جسے خلاف کے نقل کیا ہو نوازل سے تو شاید کہ نوازل کا قول قیاس سے نہ استہسان سے  
 ہو سکتا بل کرم نوازل اور جلالہ شریعہ کے تفصیل نقل کی ہے کہ در صورت قریب زوجہ نضار چوتھیا دی گئی نہ و یا نہ اور اگر قریب کا قصد کیا  
 باد و دوسری دل میں منظور ہونے کے نزدیک و لوط سے چوبیگی آگیا القاضی رجلا لیس فیہ رقة و قتل رجلا یملأ قلبہ بقطعیہ بل رجلی یملأ قرا  
 بد لک قطعیہ یدہ او قتل علی ما ذکرہ ان کان المقتل موصوفا بالصلاح فقتل من القاضی وان شتمنا القاضی قتلہ و قاتلہا و القاتل  
 لا یقتل من القاضی استحضار الشہرہ خانیۃ قاضی نے زبردستی کی اگر دہرنا و چوبیگی کسی مرد کے قتل عہد کا قرار دے یا عہد کسی شخص کے  
 عہد کا نہ اس کا قرار دے سوا اس کے اگلا قرار کیا تو اس کا عہد کا مال گیا یا وہ مقتول ہوا ایسے اقرار کے بموجب سوا اقرار کرے تو لاہو صوف بصلام  
 علیہ تکفیر پر ہر گاہ کہ قاضی سے قصاص لیا جائے اور اگر مقرر اسے تنگے ساتھ مہر ہو اور چوبیگی اور غریزی میں مشہور ہو تو قاضی قصاص  
 نہ لیا جاوے گا استہسان کی دلیل سے بسبب شہرہ و قاضی ہونے کے کہ شہرہ الثانیہ ہم شہرہ پہلے کے شاید اوس کی ہو سکتا کہ اقرار کیا ہو قتل لہ  
 اصابا ان شہرہ ہذا الشہرۃ و تبیین کما یتضح ان کان شہرۃ لا یجوز کالمخلف الا فلا قلیب قال وکل الذی ناوسا و لکما یتضح ان کان  
 شخص سے کہا گیا کہ باس شہرہ و ب کوئی سے یا پانا لگو کا باغ بیچ کر تو وہ کراہ ہو اگر شہرہ و ب لینے پینے کی پر شہرہ لیت میں حلال نہ ہو چنانچہ شہرہ  
 اور اگر شہرہ و ب حلال پسیر ہو تو کراہ نہیں کہانی القیہ صاحب فنیہ نے کہا اور سیر کا حکم ہے نہ اقرار باقی حرمت کا ہم در صورت کراہ ہو  
 اوس پر نیا تو اس میں وہ بعد زوال کراہ کے مختار ہے چاہے بیکوشن کرے یا جو کام کے صاخرۃ السلطان ولہ یقین بیع مالکۃ قباۃ عہد لہ  
 تعلیق ایک شخص سے بادشاہ نے زبردستی مال طلب کیا اور اس کے مال بچھے کی تعمین نہیں کی سوا اس کی کوئی چیز بھلائی بادشاہ کو دینو کے  
 واسطے تو بیع صحیح ہو گئی یہ بلاخیار بیع اس کو عدم تعمین کے سبب ہے مہر بادشاہ نے مال طلب کیا اور یہ نہیں کہا کہ فلا فی چیز بیع  
 کر دی تو وہ بیع میں طلاق اور راضی ٹھہرا ہوا سہو کہ اداسی مال بیع کے سوا قرض لینے سے بھی ہو سکتا ہو کہانی العاکرۃ والحقائق ان یقول  
 من ابن اسحق ولا مال لی فاذا قال انما لیس لکذا فقد صار کل ما فیہ مبراۃ اور جید جار بیع کا یہ جو کہ ظالم سے کہے کہ میں کہاں سے  
 دون میری پاس تو مال نہیں پر جب مال ظالم یوں کہے کہ فلا فی چیز بیع کر کے نواب وہ کرہ ہو گیا اس کی بیع میں کہانی ابن اسحق والروم والصلو  
 حق و حبشہ مہر ہا کہ قطع الہیۃ ان قتل الذی علی القصر من عورت کو اس کے شہرہ لینے پر دہکا یا برباک کہ اس کو نیا مہر دینا  
 کر دیا تو مجتہد صحیح نہیں اگر شوہر اپنے بڑا درہم ظاہر اطلاق مصنف ضرب متلفہ اور غیر متلفہ و دو کو شامل ہو لیکن قاضی خان کے فتاویٰ  
 میں ضرب متلف کی قید ہو اور عدم صحت بہہ صاحبین کا قول ہو دان ہلکدھا بطلانی او تر بیع علیہا و تترقیس لکل الۃ خانیۃ اور شوہر  
 نے عورت کو طلاق دینو کی قید ہو یا دوسری عورت سے نکاح کر کے یا لوطی کے سہ پہنے کی ذمہ گراہ نہیں کہانی الخانیہ ہم سوائے  
 کہ طلاق اور دوسرا نکاح اور لوطی کو حرم کرنا یہاں فیصلہ شریف میں درست ہیں اور افعال شریعہ کراہ نہیں ہو سکتی و فی جمع القاضی  
 صلح امرأۃ امل بصیرۃ عن المسیء الی ابیہا الا ان تہبہ مہر ہا فویہب بعض الہیۃ باطلہ لا تہبہ قلیب قلت و  
 یجوز ان یصلح نخل القضاۃ و یقیم بیۃ الیک من جل فی الارادت الرقاۃ فنعما الکاتب الا ان شہد علیہا اھا استوفیت منہ بیۃ شہرہ  
 فادرتہم اذن لھا بالانکاح فلا یصح اقرارھا لکھا فی معنی المکرہ وہ افعی ابوالسعود معنی الوهم فی شہرہ صحتہا فہذا الا ان یثبت  
 الہیۃ اور مجتہد ہا و میں جو کہ شوہر اپنی زوجہ بیار کر منع کیا اس کے والدین کی طرف جانے سے مگر بعد کہ وہ اس کو اپنا مہر شہرہ سے سوا دوسری چیز







اذا خلا من اربع منبر سے مستثنیٰ ہے وہ صورت جبکہ معتبر چھڑنے اپنی اندر دوسرے منبر کے پاس کوئی چیز و دولت رکھی اور حلالکدہ چہ غیر  
 منبرین کی ملک ہو تو انکے جائز ہے چاہے وہ دولت و غیر والے منبر سے تاوان لے چاہے وہ دولت کوئی دالے سے ہم اس منبرین پر قیدی  
 ہے کہ منبر سے ملاؤن مالک ۱۰ لیت رکھی ہو کہ انی الطحاوی و لا یجوز علی حدیث منکلف بسبقہ ہی تہذیب المال  
 علی خلاف مقتضی الشریع  
 او العقل حدیث و لیس فی الخیر کان یصلح فی بناء المساجد و غیر ذلک فی غیر علیہ حدیثا و تمامہ فی فوائد شفی الاشیاء اور مجربین کیا جانا  
 کے نزدیک ازاد بالغ عاقل پر سبب بغایت کے اور بغایت ہو مراد بیان اسراف مال اور اسکا شائع کرنا سے خلاف مقتضای شریع یا عقل کے  
 کذا فی الدرر اور اگر مجربین اسراف مال کر چیا چنی بناوسا جدا اور اسکی مانند اور اصول و معنی مل جیت کر تو اسکا تعارف منع کیا جائیگا صاحبین  
 نزدیک اور پوریان اسکا اشیاء کے فوائد شفی مرے سے ہم سقہ بتقرین لغت میں عبارت پر حافت و بخت عقل سے اور شریع پر مستند اور کذا  
 سے مراد معتبر ہو وہی مخالف شریع یا عقل کے تو اس کے موافق معانی کا ارتکاب چنانچہ شراب خواری و زنا کاری یا غایت منکلف صلیع بین و غیر مل مجرب  
 نے کہا کہ سفیہ کی عادت ہی اسراف کرنا نفیہ میں اور نفیہ با عرض کرنا ایسی غرض میں صرف کرنا جسکو مقلد و ینادر عرض شمار نہیں کرتے چنانچہ سفین  
 اور لا عین کو مال دینا اور دینے والوں کو ترکہ دگر گران قیمت خرید کرنا اور خرید و فروخت میں بلا محدث نقصان ادھما کا اور مراد یہ ہے کہ اول رشید تہا  
 سفید ہو گیا اور اگر بالغ ہو سفاہت کی حالت میں تو اسکا مال اسکو نہ با جائیگا جبکہ وہ ۱۰ ہر سکا ہو کذا فی الطحاوی و غفیر  
 حدیث مجرب نفیہ ہو گا گنگاری اور ادہ ۱۰ ہر اور غفلت کے سبب سو امام کے نزدیک ہم دین سے وہ دین مراد ہو جو اسکا احوال کو کسی زیادہ ہو  
 غفلت سے مراد یہ نہیں کہ وہ جو کہ سلیم القلب ہو لاسبدا آدمی ہو جو تصرفات نافذ کر جاتا ہو اور تجارت میں نقصان ادھما یا کرنا کذا فی الطحاوی  
 بل یمنع من غفرت ما یمن بکفر الخلیل المباحلہ لکعللہ الالہ التبتین من ذلک جہا او تسقط عنہا الکرکۃ بلکہ منع کیا جائی غرضی دین سے منعی باجن یعنی یعنی  
 بیاک جو کو گونا بل جیسے سکا وی جسمی ازاد اسکا نامک عورت اپنی زوج کے نکاح سے چوٹاوی یا دوس سو کوۃ دینا ساقط ہو جائی ہم زلیلی سے  
 کہا منعی باجن وہی جو جیل یا بلکہ سکا وی اور حرام کے حلال کہہ دینے اور حلال کے حرام بنا دینے میں نے پر ادھما بیاک ہو فنادی قاضی خان میں ہے کہ  
 منعی باجن وہی جو جیل یا بلکہ سکا وی اور غرضی جہالت سودی یعنی علم فقہ کو نہ جانتا ہو اور غرضی دینی بر جرات کرتا ہو و طیب جاہل اور من  
 کیا جائی علاج کرنے سے طیب جاہل ہم طیب جاہل وہی جو بیمار کو دوا و ہنگ بلا دیتا ہو خواہ اسکو ہنگ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور جبکہ دوا و ہنگ  
 پر شدت کہو تو وہ اسکا ضرر و درک نہ ہو کذا فی الطحاوی و فنادی قاضی خان میں ہے کہ طیب جاہل وہی جو کو گونا ضرر و ہنگ دوا دے اور  
 وہ اسکو شفا اور دوا جانتا ہو و حکم و مفلس اور منہ کیا جائی مکار یعنی منفس یعنی جانور کا کرایہ کر نہ الا ہم صوری سے اپنی شرح میں کہا  
 کہ بچہ کے اسباب میں میں یعنی طفلی اور ملوکی اور جنون اور اسکے ساتھ میں اور ملحق ہیں یعنی حیلہ آمیز اور طیب جاہل اور مکاری مفلس جس  
 روایت ہو امام اعظم سے اور ان تینوں سے تین اور ملحق ہیں مکر یعنی جو قطع میں غلہ نیچے اور غلہ فروش جبکہ ہم میں منع کرین سبب باقی  
 قیمت کے اور کا فرضی کا غلام مسلمان ہو جا اور وہ اسکو نہ بچہ تو فاضی اسکو بیٹا اسے چاہتا ہیں و شتم سے شرح مجمع میں بیان کیا چار  
 صاحبین کے نزدیک سفید اور عقل اور دون بھی مجرب نفیہ میں ابن خبائہ سے شرح مجمع میں کہا کہ مجرب امام مہر دی ہے کہ ان کے نزدیک مجربین  
 کرتین پر منعی باجن اور طیب جاہل اور مکاری مفلس شوہر و اویس و حقیقت مجرب نہیں ہے یعنی عدم نفوذ نصبت ہو سکی اگر منعی غرضی وہی جو کہ بلکہ  
 غرضی نہیں ہے کہ تو جائز سے اسطرح اگر طیب دوا بچہ جو جسکے بعد تو بیع اسکی نافذ ہو تو معلوم ہوا کہ مجرب حقیر اور نہیں بلکہ منع جسکی ظاہری مراد یہ ہے  
 اور لوگ اپنی کام کر جو جادین ہو سکی منعی حیلہ آمیز کو گونے دین میں فساد و اتالی اور طیب جاہل و سکے ایدان فائدہ کرنا ہو اور مکاری مفلس  
 او کچھ اممال تباہ کرنا ہو اسطرح کہ جب مکاری سے اسکا مال کرایہ کیا اور حلالکدہ اسکو پاس اور نہ بنا اور جائز جس پر بار و داری کر دی اور نہ اسکو پاس  
 مال سے جس سے جائز بار و بار و داری کر دی اور لوگ اس پر اعتماد کر کے اپنا مال کرایہ میں دینے میں اور وہ مال کو اپنی حاجات میں صرف کر داتا ہے جب شرف کا



وقت آتا ہی تو وہ چپ رہتا ہے لہذا لوگوں کے مال تک ہونے میں اور سداؤ اس شخص کا خلق اللہ کو پہنچتا ہی منتی مابین اور طبیعت مابین کی فساد کی مانند تو  
الخلق فمرغاض راسیہ دفع کرنے کے حرام کے جائز سے اور غیر از قسم امیر بالمعروف و نہی عن المنکر سوانہ از باب جو تراضی فی الذم منہو اذ فی المخطوئہ سے  
و عند ما یحضر حل الحرام البسغہ والخلفۃ ای بقولھا یقول صیائہ لہ اور صاحبین کے نزدیک جو کیا جائے اور ابو البکر بن سبب سفارت غفلت  
کو اور صاحبین کے ہی قول پر منتی ہے اس کے مال کے کھانے کی راہ سے و علی قول لہما البغیۃ فیكون فی الحکمۃ لکھنغیر اور بموجب قول منتی بہ صاحبین کے  
بہ صغیر اور غافل ہے احکام میں صغیر مال کی حالت میں ہم بہ منتی اس پر مال کی عقود حاصل الفسخ میں فاضی کہ اختیار ہوگا چاہی جاری رہے چاہی  
نفسی کرے سے فی هذا الخلاف و فی تصدیق فی محفل الفسخ و بیطلان الفزل یہ در یافت کرنا چاہیے کہ بعد اختلاف صاحبین کا امام کے ساتھ ان تصرفات میں  
سے جہنم کی کھانہ اشتعالی چوہا اور بزل اور بیہ دلی باطل کر دیتی ہو وہ ہم یعنی امام کے نزدیک صاحبین کے تصرفات کو نہ کرنا اور صاحبین کے نزدیک روکنا  
تصمیم تصرفات مذکورہ جو چاہیے اور بیہ و غیر ذلک و اما ما لا یجوز لہ و لا یجوز لہ علیہما فلا خلاف ان کما فی طریق  
و عناق و استغنی لا و قد ہر و بموجب ذلک و فطرۃ و حج و عبادات و زوال و لاۃ ایہ و وحدہ و فی صحیفہ افراہ و بالعقوبات و کے  
الانفاق و فی صحیفہ و صیائہ یا بالقبض من الثلث حقہا لکھنکھن اور ان تصرفات میں جو فسخ کے متعلق نہیں اور انکھن بزل باطل نہیں کرنا سبب پر مال کی  
میرنگہ کا ایسی و علی صنف سے کہنا کہ صغیر کی مانند سے مگر نکاح اور طلاق اور عناق اور استغنیہ اور تدبیر اور زکوہ اور صدقہ فطر اور حج اور  
عبادات دینیہ کے واجب ہونے اور اسکے باوجود وادائی ولایت زانی ہو جائے میں اور اقرار عقوبات یعنی حدود و قصاص کے مجب ہونے میں اور انفاق  
یعنی فقیر زکوہ اور ذمی لاکھنکھن صحت اقرار میں اور صحت کی و صیائہ کے مجب ہونے میں ثلث مال سے کہ صغیر ان امور مذکورہ میں باقی کی مانند غیر مجب رہی  
یعنی ہر طرح باقی غیر مجب کے تصرفات صحیح ہیں و امیر صغیر کے بھی تصرفات بالانفاق صحیح ہوگی انہیں صاحبین کے ہی نزدیک جہنم میں و فی حکام  
کھنکھن اشتباہ اور صغیر کفارہ میں غلام کی مانند سے کہ ان فی الاشتباہ ہم خزائن اکل میں سے کہ قسم اور مذکور و ظہار اور قتل کے کفارہ میں فاضی صغیر کا  
مال صرف ہونے کی وجہ و ہر ذلک و ہر ذلک و فی الطلاق و الخلع و الحاصل ان کل ما یستحق فیہ الطہل و الطہل ینفذ من الحجی و ما لا فلا یبذل ان الناقضی خانیہ  
اور خلاصہ کلام یہ کہ جس تصرف میں بزل اور جد رابر رہے و مجب کھنکھن فذ سے اور جو برابر نہیں وہ تصرف مجب کا نہ نہیں مگر فاضی کے ان میں کو نہ  
فی الخانیہ فان یصلح الصبی غیر مستند الیکہ صالہ حتی یصلح فحسا و عیش یت مستند پر مگر غیر رشیدی باقی ہو یعنی او جو دہونہ لیس  
جو شیار نہو کہ اپنا فسخ و غیرہ چاہے تو اسکا مال اسکو نہ دیا جائے یا تنگ کہ وہ ۳۳ برسکو پونچھ ہم دوز میں ہو کہ ۴۰ برسی قید اسو اسطو لکھنکھن کہ خرافہ  
رضی اللہ عنہ کسی مرد ہی کہ عقل مرد کی انتہا کو پہنچ جاتی ہے جبکہ وہ ۳۳ برسکو پہنچ جاتا ہے خزائن اکل میں جو کہ جب قیم باقی ہو تو وہ صبی اسکا  
مال اسکو جلد نہ ہی بلکہ توقف کرے اور اسکو کچھ مال سوداگری کی و اسطو دیکر آدھ میں اگر اسکو اسطو پونچھ تو اسکا مال اسکو دے اور اگر صغیر بیابک  
دیکر تو مال مذہبی ہر جیبہ ۴۰ برسکو پونچھ تو مال اسکو دے خواہ وہ صلی ہو یا نہ ہو بکھنکھن فی المداہع فقہ تصدق فہ قیلہ ای قبل المداہار المداہار کھنکھن  
المداہار تو صبی سے تصرف باقی غیر مجب شیار کا قبل اسکی یعنی اس مدت کی مقدار مذکور سے پہلے ہم یعنی اگر وہ ۳۳ برسی پہلے باقی غیر رشیدی ہم وغیرہ کا  
تصرف کرے یا بزل میں تو صبی ہوگا اسو اسطو کہ باقی غافل پر جہنم نہیں امام کے نزدیک اور ۴۰ برس تک غیر رشیدی کو دنیا میں جہنم تھا بلکہ تادیب کیو اسطو تھا  
و بعد لیسو الیکہ و بموجب کھنکھن لو منہر منہ بعد طلبہ ضمن و قبل طلبہ لاضحاک کما فی فیہ کما فی الخبیثہ وغیرہ قالہ متشیخنا اور ۴۰ برس کے بعد  
وینا و جب ہوگا بیان تنگ کہ اگر اسکا دلی اسکو مال مذہبی اسکے مانگنے کے بعد تو دلی نہ دے ان لازم ہوگا اور صورت ملاک ہو جائے مال کے  
اور مانگنے سے پہلے او ان میں چاہی مجبئی وغیرہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے ایسا کہ ہا ہی ہا ہی و سنا سے و ان لو یکن و سنا سے و قالہ لا یجوز  
سے ٹوکس و سنا سے و لا یجوز تصدق فہ قیلہ ۴۰ برس کے بعد مال دیا جائے اگر وہ رشیدی اور مجب شیار بھی اور صاحبین کے کہنا کہ مال نہ دیا جائے  
بھانٹا کہ اسکی ہر شیار ہی معلوم ہوا اور اسکا تصرف فی قبل از ہر شیار ہی مانہ نہیں یعنی اگر وہ ۴۰ برس تو نہ ہی جائے و الی شہد المداہار



مصابیح الحج کذا فی الحاکم وھو من اصناف من الذب و الخصال الا قد تافی فیہ ایک شخص پر جو کیا یعنی مع اور شراد و غیرہ کسی اور کو دیکر یا پہر  
 اور کما مر بعد و دوسرے تافی کے پاس ہوا سو اور سننے اور کو کہو کہ یا مطلق العنان کرو یا اور جہان کو دیا اور اس نصرت کو جو چھوٹے کیا کذا فی التمام  
 تو تافی ثانی کا اطلاق جائز ہے اور وہ یعنی ایجازت نصرت کی مجوز کی قطع اور اگر اور نہ انفرادی و ما صبیح لھجری فی مائدہ من صبح و شام  
 قبل اطلاق و الشان و بعدہ کان سائر الان سحر الاول مجتہد فیہ فی حق علی مضافاً فی آخر اور جو مشر مجتہد نے اپنا ان میں کیا یہ یا شر  
 سے قبل اطلاق ثانی کے اور بعد اویس کے وہ جائز ہوگا اسو اسکو کہ تافی اول کا جو کرنا محل خلاف مجتہدین سے پس موقوف رہے گا  
 و دوسرے تافی کے جاری رکھنے پر **ف** و مسائل متحدہ شارح کی یہ صیغہ علی العاقب لکن لا یجوز ما یجوز لاحتیاجہ صیح ہو کر کرنا شخص ثابت ہو  
 لیکن وہ مجبور ہوگا جب تک اسکو معلوم نہ ہو کہ تافی نے یہ نصرت منع کر دیا ہو کذا فی التمام یہ ہم اور اگر غائب ہو نصرت کرے قبل العلم بعد  
 تو اس کے نصرت نافذ ہیں اور اگر تیرا بلع ہو سفہات کی حالت میں تو قبل از مجر تافی مجبور ہوگا اور جو من کے نزدیک اور اس کے نصرت نافذ ہو گئے  
 اور جو کر نزدیک ہوگا کہ مجبور کیے کذا فی تہ و لا بدفع لھجری ایشہ اللہ کی یاد ہوگی جو میں نے بیان کیا بل اطلاق التافی بلکہ تافی اگر کو اسکو حکم دے و لولہ لکی  
 الرشاد و ادعی خصیہ بقائہ علی السفہ و بوجہ تافی تعلیم بینہ فقہ السلف لاشباہہ اور اگر دعوی کیا رشاد اور پوشائی کا اور اسکو مخصصے اسکو  
 یا قی رہے کا سفہات پر اور دو دو گواہ لائے اپنے دعوی پر تو بقاء سفہات کے گو ہو کہ مقدم کہنا لان و کذا فی الاشباہہ طحاوی کہا تھا اشباہہ کی بیہوش  
 مخالف پر مقبول ہے کہ ہر ایک مذہب پر ہے کہ اگر صالح کہا ہو پر فاسد ہو گیا تافی نے یہ ہو کر اور ایک انسان نے اس سے کہہ کر یا پہر مجر اور مشر میں  
 اختلاف ہوا مشر ہی نے کہا کہ میں نے تجھ سے اسکو خرید کیا تہا تیری صلاح کی حالت میں اور مجر نے کہا بلکہ تجھ کی حالت میں تو مجر کا قول مقبول ہوگا  
 اگر دونوں گواہوں نے تہہ کی گواہ مقبول ہیں اتنے اور ذخیرہ خاطر میں ہے کہ بقای سفہات سے تو زوال سفہات کے گواہ مقدم ہیں  
 و فی الوجود ہائیکہ سے ومن بدعی اقرا قبل علی من یدعیہ وقتہ فہو یصل اور وہ ہائیکہ میں ہے اور جو دعوی کرے مجر کے اقرار کا مجر  
 موافق سے پہلے سو چھوٹے کہ اقرار کا دعوی کرے جو کہ تہہ کی تہہ قبول ہے ہم شایع وہ ہائیکہ نے مطلب دون بیان کیا ہے کہ اگر مجر  
 نے کہا صالح ہو جائیکہ بعد کہ میں نے یہ اسکو دیا کہ اقرار کیا تہا سو حالت مجر میں کیا تھا اور صاحب ال نے کہا کہ تو نے کہا اقرار اپنی صلاح  
 کی حالت میں کیا تھا تو معر کا قول مقبول ہوگا اسو اسکو کہ حالت مجر تافی سمت اقرار ہو تو در حقیقت وہ منکر ہو تو اسکو قبول مقبول ہوگا اور وہ ہائیکہ  
 غیر بائع ہو کذا فی الطحاوی سے و لو باع والفاضل اجازہ و قال لا توفی فادام من بعد غیثس اور اگر مجر نے بیس کی اور تافی نے بیس جائز  
 رکھی اور تافی نے مشر ہی سے کہا کہ تو اس کا شن مجر کو نہ بھجو سو مشر ہی نے مجر کو شن ادا کیا بعد اس کے تو مشر ہی کا  
 نقصان ہوگا ہم اسو اسکو کہ جب تافی نے مشر ہی کو ادا کر شن سے منع کیا تو قیض شن کا حق تافی کو ہو طو ثبات ہوگا تو اب مجر کو دینا ایسا ہوا  
 جیسے منہی کو دینا تو مشر ہی نے اپنا مال ضائع کیا یعنی اسکو قیض و بارہ اور اسکو دینا پڑا اور اگر تافی نے بیس مجر کی جائز رکھی اور ادا شن سے  
 مشر ہی کو منع نہیں کیا اور مشر ہی نے مجر کو شن دیا تو ہائیکہ اسو اسکو کہ اجازت بیس در حقیقت منع شن کی ایجازت ہو کذا فی الطحاوی **فصل**  
 یہ فصل ہے منبر کے بالغ ہونے میں ہم بلوغ نیت میں یعنی وصول ہے اور اصطلاح میں عبارت ہی انتہا حد طفلی سے اور جو کہ طفلی ایک سبب تہا  
 اسباب مجر سے اور اسکی ایک نہایت تہی تو اسکی انتہا کا بیان جب ہوا اور یہ فصل اسکی بیان میں ہوئی کذا فی النہج بلوغ الاسلام بالاحکام و  
 الاحمال والا نزال و الاصل علی الاصل مانع ہرنا طفل صغیر کا ثابت ہوتا ہو اسلام سے یعنی خواب میں منی چھیننے سے اور عورت کے حاملہ کو بیس سوار  
 انزال ہی سے اور بلوغ میں اصل انزال ہے ہم اصل انزال ہوا اسکو ہر اکہ اسلام خبر نہیں ہر دن انزال کے اور عورت حاملہ ہوئی گرا نزال سے تو  
 وہی اصل شہرہ اور احتلام اور اجال اسکی علامات سے تو و الجارية بالاحتلام والحیض والحبل ولہذا انزال اصل صغیر کا ہوا قلماء تعلیم منہا  
 اور بالغ ہوا صغیر کا ثابت ہوتا ہو احتلام اور حیض اور حاملہ ہو جانے سے اور مصنف نے صغیر کے بلوغ میں انزال کو صرحاً ذکر کیا









اور موصیٰ ہر مازون سے بیع کرے ہر قیمت سے یا کرے والیٰ حبس البیوع بقضیۃ من العیال اور موصیٰ کو جائز ہے روک رکھنا بیع کا  
 شرع کے لینے کو اس سے عذر اذون سے وکل الشیء من الاموال کا کیا صحیح شادیۃ الجمیع مقولہ لیسلم المیت قبل الفیضہ لایقہ لایقہ علی عبد  
 ذوق شریعہ کا حق کو ان الفیضہ عن شریعہ البیوع وھذا کلہ لولما اذون من مدینہ وکذا لیسلم المیت قبل الفیضہ لایقہ لایقہ علی عبد  
 ہو گا اگر موصیٰ بیع کو قبل بقضیۃ من العیال کرے اس وقت کہ مصرت میں شرع دین ٹھہرے گا اور موصیٰ کا دین اور اسکے غلام پر واجب نہیں ہوتا تو بیع موصیٰ والے  
 نامہ سے منت ٹھہر گئی تو اگر شرع شرع ہو گیا اور ورنہ چیز تو شرع باطل ہو گا بسبب متعین ہو جائے شرع کے عقد بیع سے اور یہ سبب نہ کو بیعت  
 مازون کی بیع موصیٰ اور بیعت کی اذون کسی اور شرط پر ہے جبکہ اذون مایون ہو اور اگر وہ بیعت ہو موصیٰ اور اسکے غلام میں بیع جائز  
 نہیں کہ اسے الیٰ البیاع ہم جب غلام اذون کو گواہ بون ہوا تو اجنبی کی مانند ہوا تو بیعت و دو نہیں جائز ہو گئی اور در صورت عدم دین جو غلام  
 سے کہ پاس سے و موصیٰ کا مال سے و خرید و فروخت اپنی ذات سے لازماً ہی و لو باع المولیٰ منہ بالکفر خط الیٰ الیٰ او فیما العقد ای فی بیع  
 بیان فی فعل واحد لیسلم المیت الفیضہ اور اگر موصیٰ نے کوئی چیز مازون کے نامہ اکثر قیمت سے بیع کرنا کہ کو کر دے ایہ بیع صحیح کو بیعت  
 ہاں کہ امر کیا جو کہ دو دونوں گواہوں میں سے ایک کام کرے دین والوں کے حق کے سبب کسی فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا  
 بیع کرے اس چیز میں ہر بیعت کی قسم سے ہر ہم طلاق دے تے کہا کہ اس قید کا مفہوم میں نے لے لیا نہیں چاہیے کہ یہ اور شادیۃ کہ یہ اور شادیۃ  
 اور میں بیع سے جو غلام اور لباس کیا اسے ہو کہ اس میں بیع نہیں تو اس کی قیمت اور تلاش کرنا چاہیے و فیما الشہادۃ علیک ای علی عبد  
 اذون بیعتی تھا اور عبد مازون کے ضرر پر اگر اسی مقبول ہوگی ہر ایک حق کی ہم چاہیے مازون کی منصب اور استہلاک و دینت کی گواہی یا اس کی  
 اور منصب و غیرہ کی گواہی اور بیعت میں بیعت یا بشارت یا جوارہ اذون کی گواہی و ان کو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا  
 او سوخت و ماضیہ و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا او سوخت و ماضیہ و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا  
 اس کی موصیٰ مقبول نہیں بلکہ غلام جو خرید مقبول ہوگی سو اس کا مواخذہ ہو گا غلام موصیٰ کے آزاد ہوئے بعد و لیٰ خصصنا فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ  
 باسئلہ لایقہ لایقہ علی عبد مازون و ان باسئلہ لایقہ و فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا او سوخت و ماضیہ و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا  
 موصیٰ اور غلام جو خرید و ماضیہ و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا او سوخت و ماضیہ و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا  
 گواہ دے اور اگر وہ بیعت یا بیعت کے تلف کر دے گا جو خرید و ماضیہ و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا او سوخت و ماضیہ و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا  
 قول نیست یہ ہے کہ موصیٰ پر مسموم ہو گا و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا او سوخت و ماضیہ و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا  
 غلام کی افراڈ کرنے پر سنا ہے حق کے بیعتی غلام نے کیسے حق کا افراڈ کیا ہے نواد کے مرنے پر حکم ہو گا مطلقاً خواہ موصیٰ غائب اور ہر باسئلہ  
 عادیہ میں ہے و فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا او سوخت و ماضیہ و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا  
 کی اور وہ بیعت پر کرے جبکہ بودے و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا او سوخت و ماضیہ و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا  
 کے کہ ان فی المظاہر و بیعتی کا لایقہ و فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا او سوخت و ماضیہ و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا  
 اجارہ اور اجارہ کہ اپنی ذات کا اجارہ ہو ہم ہر چند ایجا رفس مازون ایجا رفس سے معلوم ہو چکا ہے لیکن تصریح ہو سکتی کہ دی کہ اس میں  
 ام شافعی کا غلام بیعتی اور بیعتی کا غلام مازون کو اپنا اجارہ دینا جائز نہیں و فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا او سوخت و ماضیہ و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا  
 اور منصب اور دین کا بیعتی یہ قرار صحیح ہے و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا او سوخت و ماضیہ و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا  
 اور اگر مازون ہر بیعتی اور بیعتی کا غلام مازون کو اپنا اجارہ دینا جائز نہیں و فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا او سوخت و ماضیہ و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا  
 بیعتی اور بیعتی کا غلام مازون کو اپنا اجارہ دینا جائز نہیں و فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا او سوخت و ماضیہ و لو فیما کان بین الفیضہ و موصیٰ زائد کو کر کے یا









اگر اسکا انفرادہ کریم نہیں آسکا دیکھئے بلکہ وہ دیکھئے لایعلاک سیدنا صاحبہ اذون کا دین محیط ہو گیا اور اسکا مال لحد اہل کی ذات کو تو ایسا مالک  
اور اس کے پاس کے مال کا مالک ہو گا ہم اس واسطے کہ سولہ اپنے غلام ناہر کے مال کا اس وقت مالک ہوتا ہے اور اسکا غلبہ ہر کسب اسکی حاجت سے  
فارغ ہو وراثت کی مانند اور جس مال کو دین محیط ہے وہ اسکی حاجت میں مشغول ہے تو سولہ اربعین غلبہ ہو گا اور وہ مال اسکی مالک اور اسکی مالک ہو گا  
قلوب یقین حبیب من کسبہ بنی فریحا وہا لا ملکہ فی حق وعلیکہ فی حق من یزید وعلیکہ فی حق من یزید وعلیکہ فی حق من یزید وعلیکہ فی حق من یزید  
تو آزاد ہو گا وہ غلام جو اذون دین کی گمانی سے جو اس کے سولہ کے آزاد کر سکتے اور صاحبین نے کہا کہ مولی اذون کے مال کا مالک ہو تو  
اس کے آزاد کر سکتے اور اسکا غلام آزاد ہو گا اور مولی پر اسکی قیمت دینی لازم ہوگی اگر سولہ مقدور والا ہو اور اگر ننگہ ست ہو تو اذون کے دین  
والو کو اختیار ہے کہ غلام آزاد دے یا نہ دے اور ان میں پہلا غلام آزاد دے سولہ سے جسے کذا صرح ابن کمال واولیٰ شہادۃ اذون سے من المولیٰ لولیعین  
ولیٰ ملک یقین اور اگر اذون سولہ کا قربت دار محرم خرید کرے تو آزاد ہو گا اور اگر سولہ اذون کی گمانی کا مالک ہو تو اسکا مالک آزاد ہو جاتا  
بہر خرید کے ہم یہ مسئلہ اور اس کے بعد کا مسئلہ اس پر متفرع ہے کہ سولہ کسب اذون متفرق بالذین مالک نہیں ولو تلف المولیٰ مالک یدل من  
الرفیق حین ولو ملکہ لم یصح انکھا بناء علی ثبوت اللک وحق صیادہ اور اگر سولہ تلف کر ڈالے اور سولہ اذون کے قبضہ میں غلام ہو تو سولہ  
پر اذون لازم ہو گا اور اگر سولہ اس کے گمانی کا مالک ہو تو اذون نہایت پر غلاف مذہب صاحبین کے پاس خلاف کی ثبوت ملک اور عدم ثبوت ملک پر  
وہ لکھ دیکھ دیکھ بلکہ وہ دیکھ دیکھ صیغہ جہا اور اگر اذون کا دین اس کے مال اور اسکی ذات کو محیط نہ ہو سولہ کا آزاد کرنا اذون  
کے غلام کا اتفاق امام اور صاحبین کے درست ہے وحق اعتقاد حال کون الما ذون مدیوناً واولیٰ یحییٰ اور سولہ سے سولہ کو آزاد کر دیا اذون  
کا اذون کے مدیون ہونے کی حالت میں اگرچہ دین محیط ہو ہم اعتقاد اذون بالاجماع صحیح غلام فقط اذون کی کسب میں سے متفرق دین  
کیونکہ وصی المولیٰ للعنایۃ اذون دینہ وحق صیادہ اور اذون دین والو کو کذا دیکھ دین اور یقین سے ہم یہی کہ  
دین کم ہویت سے تو دین کا نادان دی اس واسطے کہ اذون کا حق نہیں مگر دین میں اور اگر قیمت کم ہو دین سو قیمت کا نادان اسے اس واسطے کہ اذون کا  
متعلق ہے اسکی ذات سوار ذات کو اسکی تلف کر دیا یعنی آزاد کرنے سے کذا فی الدرر وانشاء العبد کل دیوہ و یو با تاج احیدھا  
لایدر الا شرفھا کفیل ہم متکفلین غلام اگر دین ہے چاہیں تو غلام آزاد کر چاہیں کہ دین اپنے تمام دین کو اسطے اور سولہ اور غلام میں ایک سے  
پہنچا کرنے سے دوسرا شخص بری الذمہ ہو گا تو اسے اور اسکا غلام کفیل یعنی ضامن کی مانند ہے کفول وکذا کے ساتھ ہم یعنی محیط کفیل کے  
مطالعہ کرنے سے کفول غلام نہیں ہوتا اور کفول غلام کے مواخذہ سے کفیل بری الذمہ نہیں ہوتا واولیٰ یحییٰ من دینہم اذون لوقف  
بہ قیمتہ بعد تحقیق نقد و فی ذمہ اور جو اذون باقی رہ گیا اور اسکا مطالعہ ہو گا اذون کی آزادی کے بعد بسبب ثابت ہو جانے دین کی اسکی  
ذمہ بر مطالعہ اس وقت ہو گا جبکہ اسکی قیمت ادا دین کی سولہ کفایت نہ کی وحق تدبیر وکذا وحق تغیر الغرام علیہ وکذا من استخار احد  
الشخصین لیس لہ الحق شہرہ تگلد اور سولہ اذون کو مدبر کرنا اور تدبیر سے وہ محرم القسط ہو گا اور دین والون کو اختیار ہو گا تعین کو  
اور استعمار اذون میں اس کے حق کی مانند مگر حق اور تدبیر میں متافون ہے کہ جو دین والا ایک چیز اختیار کرے اور اسکا پہرا درست نہیں کذا نے  
شرع الملکہ یعنی اگر دین دے مولیٰ سے غلام کی قیمت کا نادان میں تو وہ غلام ہی مطالعہ نہیں کر سکتے اس کے آزاد ہونے تک اور وہ اذون بنا  
رہے گا حال سابق اور اگر غلام سے سولہ کا حق تو اسکی محنت فرد دے سے اپنے دیون میں اور وہ بطور سابق اذون بنا رہے گا کذا فی المطالعہ وی  
دف الیونۃ واولیٰ الما ذون مدیوناً واولیٰ یحییٰ من دینہم اذون لوقف بکذا واولیٰ یحییٰ من دینہم اذون لوقف بکذا واولیٰ یحییٰ من دینہم اذون لوقف بکذا  
اگر اذون مدبر یا مدبر ہو تو مولیٰ قیمت کا نادان مولیٰ پر لازم نہ ہو گا اس واسطے کہ دین والون کا حق اسکی کفیل سے متعلق نہیں ہوا کہ اگر غلام اور  
مدبر دین میں سے نہیں ہو سکتے یعنی اگر مدبر یا مدبر ہو تو سولہ اذون کے سے اور تدبیر اگر دین کا دین لازم ہو پھر اور کو سولہ آزاد کر دے تو کفیل ہو

تاریخ میں لازم ہو گا اور جو عقیدۃ المولایا بذکر الغرض علیہ غرضتیں میں سے ایک ہے اگر ما دون کو مولیٰ سے دین والوں کے اذن سے آزاد کروا تو  
 اوکو اسے مالک سے آزاد کر لیا جائے کہ ان فی الزمیں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ منہ سے منہ سے دین والوں کے اذن سے آزاد کروا تو  
 اللہ یون وعقبہ المیشتر فیہ کلان الغرض اذا قدروا علی العبد فان لہ حق فی البیع کما یستحق العن امر مالک یا نعم قیمتہ لہ تعذر وراہ کو  
 اس کے مالک سے دین والوں کے کہہ کر جو یا اور مشتری نے اس کو غائب کر ڈالا تو دین والے اپنے اپنے مالک سے اس کی قیمت کا ادا کر لین میں یہ سببی  
 مالک کے منصف سے غائب کر ڈالنے کی قید ہو اسو اس کی گئی کہ دین والے اس کو غلام پر قارہ کر تو آزاد کو فروغ میں کا اختیار ہے چنانچہ اگر مالک ان ذل العبد  
 یسبب قبل القبض مطلقا او مضار روحیہ او شرطی او بعد از قبضہ السلبیہ علی الغرض او حادہ حق فی العبد ان ذل المایع ہو کہ غلام جس سے  
 یا حادہ و عیب کے سبب سے قبل از قبضہ مشتری کے مطلقا خواہ فاسد یا صاف یا بیمار یا جو خیار الرذیہ یا خیار الشیء ہے اسے نہیں سکتا ہے  
 ہر کامیابی میں باوجود مالک اس کی قیمت پر دین والوں سے اور دین والوں کا حق غلام مذکور میں پر ثابت ہو گا یا نہیں ہو جائے اس کے ہم  
 یعنی تاوان مولیٰ کا سبب زائل ہو گیا یعنی ہم کہیم کہ ان فی النسخ وان ذل بعد القبض لا یقتضی ان یسبب علی العبد ولا للمولی علی القيمة لان  
 الرجاء بالراضی اقالہ وہی بیع فی حق غیرہ صا اگر غلام مسید یا گیا قبضہ مشتری کے بعد یا ہر کامیابی میں تاوان کو اس کے کوئی راہ نہیں  
 غلام پر نہ رو بیع کی نہ شہابی اور نہ مولیٰ کو اس کے کوئی راہ ہے قیمت پر نہیں مولیٰ سے جو دین والوں کو قیمت دی تھی اس کا استرداد نہیں ہو  
 اسو اس کی رو بیع رضی سے در حقیقت اقالہ بیع کا اور اقالہ بیع جو غیر عادیں کے ضمن میں غلام کے ضمن میں ان فی الطحا دی وان قبضہ من دینہم شے  
 تجزئہ علی العبد بعد القبض کما اور اگر بعد ضمان مولیٰ سے دین والوں کے دین سے کہہ کر باقی رہے تو وہ لوگ غلام سے اس کو ہر لین اس کی  
 آزاد کی کے بعد چنانچہ مذکور ہو چکا و مستحق مشتری علی البیاع ای ان شاعوا ان یمنوا مشتری و مشتری مشتری یا لقین علی البیاع  
 یا دین والے تاوان لین عید متبک کی مشتری سے یعنی اگر چاہیں مشتری سے تاوان لین اور مشتری اس کا ضمان یا بیع سے ہرے شمار نہ کیا  
 قوله او مستحق مشتری یا بیع پر عطف ہم غلام دی نے کہا یون کہنا شمار کہ بہر ہنہ کہ ضمن الغرض پر عطف سے او اجاز البیع واحد والعشیر  
 لا قیمۃ العبد کما یا دین والے بیع کو جائز کہیں اور اس کا ضمان لین نہ قیمت غلام کی ہم نہیں لین سے غلام جیسے کہ دین والوں کو نہیں  
 چیز نہیں چننا بیع چاہیں بیع کو جائز کہیں اور چاہیں یا بیع سے تاوان لین چاہیں مشتری سے اور جس سے تاوان لین اختیار کرے تو دوسرا  
 بری الذمہ ہو جائیگا وان یا حق السلبی مطلقا یا ذیہ یعنی قرارہ کا مکمل کا کسی عطف الخاصۃ و سبب خاص علی الغرض اور اگر کو  
 و اس کے مالک نے بچا او اس کا دین جاکر یعنی مفرد ہو کر نہ منکر ہو چنانچہ انکار کا مسئلہ غریب آدیا کا غلام دین کی اسو اس کے قید لگائی یا ضمانت  
 مشتری کی ثابت ہو اور غرض مشتری کا ساتھ ہم قوله مقربا تفسیرا قبل کی صلاحیت نہیں رکھتا تو دین کہنا شارح کو بہر ہنہ او اگر مشتری  
 یا اعتراف واقع ہوتا اس صورت سے جبکہ مشتری دین کا منکر ہو یا بیع کی غیبت میں تو اس حالت میں وہ خاصہ نہ ٹھہرے گا کہنا نے الطحا دے  
 و الغرض کا ذل البیع یعنی اگر مالک نے دین جاکر بیع کی اور مشتری دین کا حق سے تو دین والوں کو رو بیع میں اختیار ہے ان لو قبضہ علیہ لہو  
 لان قبضہ من القن ذلیل الرضی البیع میں اختیار ہے ہر طیکہ دین والوں کو اس کا ضمان نہ ہو چکا ہو اسو اس کی او کا ضمان قبضہ کرنا بیع کی  
 ضمانتی کی دلیل ہے الا ان کان فیہ عا یا قبضہ من رضائہ کی دلیل ہے کہ جبکہ ضمان میں عا یا ہو یعنی ضمان قیمت سے کہہ کر ہم نہیں اگر  
 ضمان قیمت سے کہہ کر ہو گا تو دین والوں کو رو بیع جائز ہے اگر چہ ضمان قیمت ہو اسو اس کی وہ کہیں گئے کہ جسے ضمان اس خیال سے نہیں کیا تھا کہ  
 وہ قیمت سے کم نہیں ہے اور اس کا جمل وہ ہے جبکہ ضمان اس کے دین کو ضمانت ہو کہ اس کی گواہی کر لیا تو بیع نافذ ہو گی اگرچہ اس میں عا یا ہو اسو اس  
 یا اس میں مالک کا نقصان ہے نہ دین والوں کا کذا فی الطحا دی یا فان ان یزعم ان قبضہ البیع ان کمال اور اگر ضمان قیمت سے کہہ کر ضمان نہ لیا  
 بسک البیع منقوض ہو کہنا ذکرہ ابن کمال وقال المصنف هذا ان کان الدین سائلا و کانت البیع بلا طلب الغرض والقن لا یقوی بدینہم و ان کان





اوس سے خرید و فروخت کی اور حالانکہ غلام اس اذن دینے کو نہیں جانتا تو وہ مازون شہر چلا گیا بر غلاف اس قول کے کہ بچہ کیا لوگوں کے کہ میرے فرزند منیر میری  
خیرت و نجات کرو ہم اذن غلام میں دوسرا تین بن ایک روایت میں قبل غلام اذن ہو جائے دوسری روایت میں اذن غلام نہیں ہونا اور اس طرح منیر میں دوسروں  
روایتیں ہو سکتی ہیں چنانچہ توبہ لاؤ اذن سے معلوم ہوتا ہے کہ اذنی الغلام وی لا یصح لہ ان ینقل المصنوع الی غیرہ و لا یصح لہ ان ینقل المصنوع الی غیرہ و لا یصح لہ ان ینقل المصنوع  
کیواسطی اور نہ اس غلام منصوب کیواسطی جبکہ صاحب غصب کرنے سے منکر ہے اور مالک کے گواہ نہیں ہم اور اگر مالک کے گواہ گواہ ہوں اور غصب کی  
گواہی دینے اذن منیر ہو گا ویلا یصح لہ ان ینقل المصنوع الی غیرہ و لا یصح لہ ان ینقل المصنوع الی غیرہ و لا یصح لہ ان ینقل المصنوع الی غیرہ و لا یصح لہ ان ینقل المصنوع الی غیرہ  
فی الوہابینہ و لا یصح لہ ان ینقل المصنوع الی غیرہ و لا یصح لہ ان ینقل المصنوع الی غیرہ و لا یصح لہ ان ینقل المصنوع الی غیرہ و لا یصح لہ ان ینقل المصنوع الی غیرہ  
باب الاکار کذا ہے تو فون منیر سے نامی کیا تب سے منیر تجارت کرے سے و صلیح غصب المصنوع الی غیرہ و لا یصح لہ ان ینقل المصنوع الی غیرہ و لا یصح لہ ان ینقل المصنوع الی غیرہ  
لازم کہا ہے منیر استہلاک و ولایت میں اور منیر کی قسم لینے پر فونی دیا گیا ہے جبکہ وہ منکر ہو ہم یعنی اگر منیر چھوڑے و ولایت ملک کر دالی تو ابوسف کے  
نزدیک اوس پر ضمان ہو اور طریق کے نزدیک ضمان نہیں اذکار و ولایت خود ملک ہو گئی تو الاطلاق تاوان نہیں اور اگر مازون ہو فیض و ولایت یا تجارت میں یا  
مکاتب ہو اور و ولایت ملک کرے اسے تو اور ہوا اسکا تاوان ہو اور اگر منیر اذن پر کسی غیر کا دعویٰ ہو اور وہ انکار کرے تو اوسکی تکلیف میں اختلاف ہے کہ آیا فرا  
بین کہ کوہی تکلیف پر فونی سے کہانی شرع الوہابینہ بعد البیہ و لو تکلیف الی و باع و شح و کالول فیما یستغیر لوقوع نص فی الی  
علی الاجازہ اور اگر چھوڑے رہیں رکھا یا بیع اور شہر کی اور موسلائے اسکو جائز رکھا تو رہن و غیرہ غیر نہیں بسبب معروف ہونے نفرت بھری کی اجازت  
پر ہم خواہ بھیر غلام ہو یا منیر یا غلام طو کر نہیں بل اذن لہ فی الخیرة فاکثر ما العبد سار سحرنا و بولہ و اذن لہ فاعقروا جازا لہم احکامہ سو اگر کو  
نے خود نہ دیکھ کہ کو جائز رکھا بلکہ اگر کو تجارت کا اذن دیا سو عداؤن نے خود نہ دیکھ کہ کو جائز رکھا تو جائز ہے ضمان کی دانت سے اور اگر اسکو ان تجارت  
کا دیا سو اسکو آزاد کر دیا سو خود نہ دیکھ کہ کو جائز رکھا تو اسکی اجازت ہم نہیں قال ولذا یصح المصنوع و بیانیہ نے کہا اور یہی حکم ہے منیر میر کا جو ہم  
اور شہر کو جو بیانیہ نے کہانی ان ما یصح لہ ان ینقل المصنوع الی غیرہ و لا یصح لہ ان ینقل المصنوع الی غیرہ و لا یصح لہ ان ینقل المصنوع الی غیرہ و لا یصح لہ ان ینقل المصنوع الی غیرہ  
احسان بلا بدل ہے و غصب سے تو امر ضروری منیر کے اذن سے ہم شرنطالی نے ذکر کیا کہ غصب تصرفات موقوفہ قرض ہے اور قرض منیر  
منص ہے تو نافذ نہ ہو گا اگرچہ ولی اجازت دے مگر یہی ہے کہ بیانیہ میں مذکور نہیں اور نہ اوس منیر سے ہر واللہ تعالیٰ اعلم و مستقر اللہ العزیز  
**کتاب الغصب** بیانیہ میں جو غصب کے حکم میں ہو یا غصب احد الشیخ مالک او غیرہ کا حکم علی شہ الشکلب غصب بفتح غین میر و سکون مادی  
مطلبت میں عبارت ہے چھوڑنے کے لئے سے بطریق غیر مستقیم کے تواء و ہیز مال ہو یا مال ہو چنانچہ شخص آزاد کا پکڑ کر کہنا و مشرعا ان اللہ یحب الخیر و لو حکم الی  
لما اخذہ قبل ان ینقل لہ اور اصطلاح شرم میں غصب عبارت ہے فیض حق کے زائل کر دینے سے اگرچہ اذن اذ فیض حکمی ہو نہ حقیقی چنانچہ موقوفہ کا انکار کرنا  
نقل مکان سے پہلے اذن و ولایت کا اسکو اسنو مالک سے لیا تب ہم قبضہ موقوفہ بالغتم کا بیانیہ قبضہ سے موقوفہ کا اسکو انکار کرنے سے پہلے چھوڑ  
اسنو و ولایت کا انکار کیا تو مالک کا قبضہ زائل ہو گیا حکم یا اثبات کی حدیث میں غصب عبارت ہو ازالہ مذکور سے فیض مبطل کے اثبات کے ساتھ نہیں  
خدا کا قبضہ و ذکر دینا اور ماقب قبضہ کر لینا یہ حقیقت جو غصب کی ہم فیضوں کے نزدیک غصب عبارت ہے فیض اذ یہ محقق ہے نہ اثبات یہ مستحکم ہے  
ولہذا اگر ایک آدمی کے ساتھ میں موتی ہو اور دوسرا آدمی اس پر ماتمہ ماری اور موتی دریا میں گر پڑے تو تاوان لازم ہو حالانکہ اثبات فیض بیان نہ  
نہیں اور اگر ماتمہ کے کلام سے ظاہر ہے کہ ازالہ فیض کے ساتھ اثبات فیض بھی ضروری اور تحقیق ہے کہ غصب دو قسم ہے ایک غصب حق و تاوان کا  
جو موجب ازالہ فیض ازالہ شرط ہے اور دوسری قسم ہے جو پھر دینے کا موجب ہے تو اذ میں اثبات فیض بھی شرط ہے و اعتبار الشافعی اثبات  
البدل فقط و الشرع فی الزوال فشرک بستان منصوص لا یصح جہنا خلا قالہ و سدا و امام شافعی نے غصب کی تکلیف میں فقط اثبات فیض  
کا اعتبار کیا ہے اور غمرہ اختلاف کا منصوص کی زامی جزون میں سے تو باع منصوص کا پہلے ہمارے نزدیک منصرف نہیں بر غلاف امام شافعی کے

کتاب الغصب

















صاحب در زمان سر دو فرخہ نے کون کیا ہے ہم غلط نشان کی مثال شکایوں کو نصب کرنا اور میں دان اسو اسکو کہ مسکریوں کو معاف نہ متعلق ہے  
چنانچہ اونا کونا اور برہم بچا نہ وہ بیٹے سے فوت ہو گئی کہ اسنے السخ و اختلاط المصوب بملک الفاصد حیث یستمر اعتبارا کا اختلاط ہے  
اور کہیں مجھے کچھ شاعر صلیہ علیہ السلام قبل اداع ضارہ اسی رضی مالک یا کادیا اور اولیٰ الفصیل تامل یا بل کی گیا منصور غیا صب  
کی ملک سی اسطر جو کہ ہکا جدر کا مٹھ ہو چنانچہ مالک کے گہون کا بلانا غاصب گہون کا بعد اگر اخرج اور مفت سی ممکن ہو جیسی گہون کا اختلاط  
جو سے توان یزون صورتوں میں غاصبہ دان اور اسکا دی اور اسکا مالک ہو جائیگا بلا علت انتقام قبل ادا کرے اسکے ادا ان کے ادای ضمان سے  
رہنا سے مالک مراد سے خواہ رضا ادای ضمان سے ہو یا مالک کے معاف کر دی ہو یا فاضی کے نادان لینے سے ہوم تو اگر مالک غاصب ہو یا حاضر ہو  
کرنا دان لینے سے راضی ہو تو غاصب کو ادا اسکا کہنا یا یا غیر کو کہنا نا ادا رضی ضمان قیمت جائز نہیں والقیاس حوالہ وہو غاصب غاصب طوعا  
فیضہ حتی صا دستہ لکایتہ حلالہ فی الواقع و حراما علی المعتد بالکفایۃ الفیض اور قیاس یہ ہے کہ زوال اسم اور اختلاط سی غاصب  
بلا رضای مالک حلال ہو اور وہ روایت بھی ہے تو اگر غاصب غاصب ہو اسکو چاہا یہاں تک کہ وہ مستحب ہو گیا اور اسکو حلال ٹھیک ہو جو برب رویت قیاسی  
کے اور حرام ٹھیک بنا بر احسان منہ کے تاکہ ماہ و فساد شہا ہی ہم وجہ ہجسان یہ ہے کہ اگر قبل رضای مالک انتفاع حلال ہو تو غاصب کا دروازہ کھلتا  
ہے اور حرام ہونے سے ہستصال ماہ و غصب کچھ شایہ التوبی بک الاضافۃ ای شایہ غریب ذکر ان سلطان چنانچہ شایہ نبی شہ  
وہم کہنا تاسارح کھا شایہ کی تو میں اضافت کے عوض ہے یعنی اپنے عرق کا بیچ کر ان سلطان نے بہ ذکر کیا ہے و طبعی اور شہادتی اور و زجر  
و جعل حد یلینقا و صغر آیت چنانچہ عرق کا نہ ذبح کرنا اور اسکا پکانا یا بریان کرنا اور گہون کا پینا یا اسکا کہیت میں لونا اور لوی کی تلوار  
بانا اور شیل سے برتن بنانا ہم یہ مثالیں میں تفسیر غصب کی مع زوال اسم والیضاء علی حاجۃ الجبر خشیہ عظیمہ تثبت یا الھند و قیمۃ  
ای السبۃ اکثر منھا ای من قیمۃ السبۃ علیک البانی بالقیمۃ اور چنانچہ عمارت بنانا ساگون کے لٹھ پر اور مالک قیمت عمارت کی زیادہ تر  
ساگون کی قیمت سی مالک ساگون ہوگا عمارت بنا کر الا ایک قیمت دیکر تاسارح نے کہا ساج بخت جہم لکری عظیم الجہم جو ہندوستان میں ہوا ہوتا ہے  
یعنی ساگون ہم یہ مثال ہے اختلاط ملک غاصب کی جسکی استیاز عرق کے ساتھ ممکن ہے و لکذا الوغصب انضافتی علیہا او غرس او انکشت  
تجاصح لولوا و اداخل البقر و اسہ فی و ذرا و اخرج قصیلا فکرمۃ بیت اللوح و لو ممکن اخراۃ لافہم الجلالہ و سقطہ دینا کہ  
فی حیرۃ غیرہ و لو ممکن اخراۃ لافہم الجلالہ و اسہ فی و ذرا و اخرج قصیلا فکرمۃ بیت اللوح و لو ممکن اخراۃ لافہم الجلالہ و سقطہ دینا کہ  
صن کا شہادہ اور اسطرچ اگر میں غصب کی پہر اسپر عمارت بنائی یا درخت لگائی یا مرغی موئی گل کی یا بیل نے اپنا سرواگ میں ڈال دیا یا لونا و زمین کیا  
سو موضع کی کوٹھری میں جران اونٹ ہو گیا اور اسکا کانا لگا بیٹا دیوار ڈاکر ایک شخص کی اشرفی و دوسری دوات میں گر پڑی اور اسکا کانا لگا تصویر  
انہیں گردوات توڑ کر اور ماٹیا اسکے اور مثالیں تو ضمان دے اکثر قیمت کا مالک کہ قیمت دے کو یعنی در صورت اشتراط نہیں جسکے مال کی زیادہ قیمت ہو  
کہ قیمت داکر ضمان دیکر اسکا مالک ہو اور قاعدہ کلیہ ان مسائل کا یہ ہے کہ سخت تر ضرر ہو سکے ضرر سے شایا جانا سے چنانچہ شہادہ کے ہی قاعدہ یعنی  
القدر الاشدۃ لک الا حق میں یہ سب کچھ مذکور ہے فقال و لولا بیکم لولوا لکما لایشتق بطولات حرۃ الاوی اعظم من حرۃ الماۃ فیہما  
فی ترکۃ و حوزہ الشافعیۃ قیاسا علی الشیخ لاسراج الولد قلت و قد مناکبنا عن التحدۃ انشتیق اصحابا لاجلان و فی ثوب البصائر و لایستحق  
پر صاحب شہادہ نے کہا اور اگر انسان موتی گل گیا ہو مگر گیا تو اسکا بیٹ جبرائیل گئی موتی کھانے کیو اسطرچ اگر آدمی کی غرت مال کی غرت سی غلیم جو  
اور قیمت اوس موتی کی اوس شخص کے متروک سے متعلق ہوگی اور شافعیوں نے موتی کھانے کیو سطرچ پیرنا جائز کہا ہے لکھانے کے چرنے پر تاسر  
کو سے تاسر کہنے کہا میں گاہوں اور ہم باب الفنا میں فتم القدر سے پہلے ذکر کچھ ہیں کہ موتی کیو اسطرچ بیٹ جبرائیل گئی ثواب شہادہ اور غلبہ  
میں کہ خلافت انی زنا اور توبہ البشار میں ہے کہ موتی کیو اسطرچ بیٹ جبرائیل گئی ثواب شہادہ اور غلبہ



اگر وہ مال جو حسین بیاج جاری ہو سکتا ہو چنانچہ زمین ہے اسکو شریعہ میں بیان کیا ہے ہم اگر غاصبیت میں مبتلا ہو کر کسی زمین یا عمارت کو ہمارے نزدیک  
 حق مالک اس سے قطع کر دیا تو زمین کے لیے حق فسخ کا حکم ہے نیز اگر ملک سب چیز میں جاری ہے سوا اموال ربوہ کے اسو ملوک کے یہاں غصب فاحش  
 ہو یا سب مالک کی غیر ثابت کرے غصب ملک میں عین میں بلانما غاصب اور سب عین میں غصب میں یا قیمت کے ساتھ اسو ملوک کے نصیب ان نقصان مند ہو  
 کیونکہ اس سے بیاج کا ایک برتاوی وصلہ قطع جواب حادثہ وہی غصبیت یا غصب حق ملک الذہب قال قولہما بخیر مالکہ بین غصبہما احمہ ہوا  
 اخذ ہا بالرضی لانہما کہمستہلاک و اس سے یعنی اذیکون ربوہا کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک حادثہ کا وہ حادثہ ہے کہ غصب ہو ہی جائے  
 کی چیز جسے ہوسنے کا شے سے سوا اسکا ملحق غاصب کے پاس داخل ہو گیا تو مالک اسکا منافع سے چڑھی ملے دار کے یہاں لینے میں با چڑھی لینے میں چھین  
 نہاں اسو ملوک ملحق کاری باغ سبب کہ ہر ہم اور اسو ملوک کے بیاج لازم آتا ہے کہ فی الخطا و می ولو کان مکان الغصب بشراہ بوزھا فحقہ  
 فلا رد لثعبیہا لا یجوز بالقتل لا یجوز بالقتل من حقہ فاکہ شیخنا اور اگر چاہی غصب چڑھی کے خریداری ہوئی اس کے برابر  
 جائیداد سے پر لینے اور اسکا داخل ہو گیا ہو تو رد بیع جائز نہیں بسبب عیداد کرنے کے یعنی شتر کے پاس جب حادثہ ہو گیا اور وہ مانع رو سے اور  
 جب تدبیر کے نقصان کا رجوع جائز نہیں بسبب لازم ہونے بیاج کے تو غصبیت جان اس جواب کو اسو ملوک کے کثر نہا ہے اسکی تصریح کی ہے یہ کہ ہا  
 ہمارے ہمسایہ یعنی غیر اللین رملی نے ومن یعنی او میں فی اوصاف خیر بغير اذنیہ او بر القلم والذی لو فیہ الساعۃ اکثر کا ہوا رجسٹری عمارت بنائی  
 یا درخت لگا یا خیر کی زمین میں اس کے بلا اذن تو اسکو عمارت ڈالنی اور درخت اکھاڑنے کا اور زمین سے لے کر مالک اسکی اگر قیمت زمین کی زیادہ  
 ہو عمارت اور درخت سے چنانچہ قرابت مذکور ہو چکا والمالک ان یضرب لقیمۃ بناہا و شیخنا اسحق القلم شیخنا بدو فہما وسم اسکا  
 مستحق القلم فیضمن الفضل ان یغصب الا درخت ای القلم اور اگر زمین قلع کرنے سے نفع ہو جاتی ہو تو مالک کو جائز ہے نہاں دینا غاصب کو اس  
 درخت اور عمارت کا جس کے قلع اور قس کرنا یعنی سختی القلع کا وہ امور تو زمین کی قیمت نہیں عادی بدو عمارت اور درخت کے ہر قیمت متفرک کیا  
 ساتھ اس عمارت یا درخت کے جو سختی القلع ہو سو مقصد بناو ہو دو نوں قیمتوں میں اتنا غاصب کو نہاں سے ولو کہ عمارت یا درخت فان  
 اقتسموا القلۃ انصافا و اگر چاہا اعتدلا و لا فاعلہ المذبح و علیہ یتر المثل و اما فی الوقف ففی الحصة والا یجوز بکل حال فحسب لکین  
 اور اگر غاصب نے زمین میں نزع عت کی تو عرف اور وراج کا اعتبار ہو گا سو اگر مالک اور فرام نقصان نصف با چارم بانٹ دینے پڑ تو اس میں رواج کا اعتبار ہو گا  
 اور اگر نہائی کار و راج نہ ہو تو نذر فرام کا ہو اور اوپر زمین کی اہر مثل واجب ہوگی اور زمین وقت کی ہر قیمت نصیب میں تو نصیب ہوا کا اہر زمین کی مثال  
 میں واجب ہوگی کہ فی النصولین ہم ہر حال سے مراد چھ کے نذر وقت باقی رکھنے پر راضی ہوا اس کے اکھاڑنے کا طالب ہوا در ملک میں تو راضی نہاں  
 حصہ با اہر واجب ہوگی کہ فی الملکی غصب قوا فغصبہ لا یجوز الا لو ان یمل لحقیقۃ لا یأذی و فی النصولین او سو بقا قلکہ لیسر فی المالک فحسب ان  
 شہادۃ صحتہ قیامہ قوا یہ ابصر و مثل السوفی حیرۃ المیسر بالقبیۃ لتغیر بالقلیل خلویق مثلیا و ستا ہا و ستا لیسام القیۃ و ستا قیامہ کذا فی الاختیار  
 وقد مننا قولین من المجتہدین کہ غصب کیا پیرا دسکو رنگوں کا یہاں اعتبار نہیں بلکہ زیادہ اور نقصان کی حقیقت کا اعتبار ہو یا تو غصب کیا پیرا  
 اسکو گہی سے سانا تو مالک مختار ہو گا جب سبب کی قیمت کا تو اسکی قیمت اسکی مثل کا شارع سے کہا میسر میں قیمت سونے کی ہی نہ کرے گی اسو ملوک  
 ستور بیان کرنے سے مثلی باقی نہا اور یہاں غصب نے اسکو شریعہ میں برب قائم ہونے اسکی قیمت کے تمام اس کے کہانی الا اعتبار اور مقدم بیان کر چکے  
 ہیں جس سے نفع کر کے کہ سونے کے مثلی اور قیمتی ہونے میں بد قول میں ان شاء اللہ المصیح و اما المملوۃ و حق مالک و الصبیع و حق مالک لا یجوز  
 و حق انصاف لعلک و الصبیع لویق مثلیا قبل انصاف لعلک لایستأجر لایستأجر و اگر مالک جائے رنگیں کر یا لگی کا ساتھ سے اور مستدرک  
 سے کہہ کرے قیمت زیادہ ہو گئی ہو اسکا دانہ دانہ گہی کا دانہ اسو ملوک گہی مالک کی ملک کے ساتھ شعل ہونے کے وقت مثلی نہا اور اگر مثلی باقی  
 نہا قبل اور انصاف مالک مالک بسبب ہائے رنگ کے پانی کے ساتھ کہانی المجتہدین غاصب الغاصب المصنف علی الغاصب لایجوز ان یغصب غاصبہ









اذا استسكنت اجسامها بالغباض بلا ذنوب لم لا يجرى اليك دفعه من مكان من جسدك اذ اوسمين سكوت كرسه غالب بمرور ان ذنك كتر امرت  
لازم ہوگی اور عقلاً کثرت الارب اذا استسكنت امرت فربان للفر من الاضمار فلا تشبه حلیه بامکوت کی معذکی تاویل سے چنانچہ ہر گز نہ  
تم نہ رہا پر ظاہر ہو گا کہ اگر فریضہ کے روزہ کا عہد ہو گیا ہو تو منہ زور پر کونہ ضمان نہیں بقول لغوی الغاصب احد ما فعلی المستاجر  
المستحق لا یجوز الاصل فی الجزم الغاصب لا یجوز یل یؤد ما قصده للعلما لک استنباء وقیل یسائی رہی یہ بات کہ غاصب بے یوت نشہ مذکور ہو سکتی ہے  
اور مال بھرت اور مدعا مستحلال سے ایک گہرا جارہ دیا تو شتا جر پر اجرت معین جب ہوگی نہ اجرت مثل اور اجرت مثل غاصب کا لازم نہ ہوگی بلکہ جو  
غاصب اجرت کی ہودہ مالک ہو سہر دی کذا فی الاستنباء والقنہ فی الشرب لا لیلہ ویطرح ما لو عطل المنفعة هل یضمن المجرع کما لا یسکن اور  
شہر ثلایہ میں سے اور اسپین نظر اور تلاش کرنی چاہیے کہ صاحب اول ملک یا عقد اگر منتفع کو مسلط ہو چکا ہو کیا اجرت کا عین من ہو گا چنانچہ سکوت  
کے مابین و بخلاف سحر السلیف وخیر یو لا یکن اسلم وما فی ذلک الا انکما مسلم و ذلک فلا ضمان اور برضات مسلمان کی شراب اور سوز کے  
اسطر جرح کا فر مسلمان ہوا اور شراب اور سوز اس کی ملک میں باقی ہو جبکہ وہ نوکر مسلمان یا ذمی تلف کر دے تو ضمان نہیں یعنی ہو سکتا ہے کہ مسلمان کے  
حق میں شراب اور سوز اس کی متقوم نہیں وحق الثلث للمسلم فہم ما کان الخوفی حقاً لا یجوز حکماً کو کا نا لائی تھے اور مسلمان شراب اور سوز کا تلف  
کرتے والا دونوں کی قیمت کا نا واق دگر شراب اور سوز کا فرد ہی کی ملک ہوں قیمت کا نا واق ہو اس اسطر کی شراب ہم مسلمانوں کے حق میں قیمت  
والی چیز سے باعتبار حکم شرع کے ہم ضمان ہو سکتا ہے لازم ہوا کہ ذمیوں کے حق میں شراب اور سوز مال متقوم سے اور اگر یہ شراب مثلی چیز سے نہ  
قیمت والی لیکن چونکہ مسلمان اس کی ملک میں متقوم ہو لہذا اس کی قیمت مسلم پر واجب ہوئی والثالث علی الامام واما سوز ہدیائی ذلک لا یحقق  
فلا یضمن ولا ایت فی خلاف الکلی محضہ ضمان اور سوز واجب ہو گا جبکہ تلف کر نوالا بادشاہ یا اس کا مامور ہو جو اوقات کو تفرج جانا ہی تو  
اب ضمان نہ ہوگا اور شراب کی مشابک کو تلف کر دیکر برضات محرم کے کذا فی الجزم ہم یعنی اگر بادشاہ یا اس کا مامور شراب اور سوز کے ظہار پر برائے کو تلف کر دے  
باعتبار تفرج کے تو اس پر ضمان نہیں سیم انفار میں ہے کہ ذمی نے دار الاسلام میں غم اور خیر کی بیع علانیہ کی تو اسکو منع کیا جائے پھر اگر کوئی شخص شراب  
بہادوی یا خیر کو قتل کرے تو اس پر ضمان ہے لیکن اگر امام یہ کہے تفرج جائے تو اس پر ضمان نہیں نہ مشابک نہ شراب کا نہ سوز کا ولا ضمان فی حدیث  
وہم اصحاب اور مردار اور خون کے تلف کرنے میں یہ ہلاک دان نہیں خواہ مسلم کی ہون یا ذمی کی ہو سطر کسی اہل دین کے نزدیک یہ خیرین اہل انبیاء  
بخلاف ما قالوا اشتراکوا فی الخمر منہ ای الذمی وشربہا فلا ضمان ولا یضمن لانه قتلہ بشیطان باقیر خلاف غصہ ہا جیسے برضات اس  
مسئلہ کے کہ اگر شراب ذمی سوز خیر کی اور بی ٹوہ اس پر ضمان جو نہیں ہو سطر کہ مشرعی نے یہ فعل اذین کے اہل کے مسئلہ کرنے سے کیا ضمانت شراب  
غصہ کے نیکے کو اسپین سلیم ملک نہیں لہذا اس پر ضمان ہو کذا فی الجزمی و فید الثلث ذمی محمد ذمی تو اسلما کو احوالہ لاشی علیہ الا فی دوا علیہ  
قیمۃ الخمر اور جزی میں ہے کہ ذمی نے دوسرے ذمی کی شراب تلف کی پھر دونوں مسلمان ہو گئے یا ایک کو تلف کر دے پھر ایک یا دونوں نہیں گرا کیا روایت  
میں اسپین دان مذکور ہے غصہ خمر مسلط فلما یما لا قیۃ فی حدیث او علی سید لا قیۃ لہ و شہد او غصہ جلد صحتہ فل بعد ب  
بما لا قیۃ لہ کذا اب و شہدین اخذھا اما لا ضمانا شراب مسلمان کی غصہ کی پھر اسکو سر کر بنا یا اس چیز سے جسکی قیمت نہیں چنانچہ ہوا ہے  
گہر یا تہر ایک دالک جسکی قیمت نہیں یا سر کر بنا یا ہو پ میں یہ کہ اگر دار کی کمال غصہ کی پھر اسکی دیافت کی اس چیز سے جسکی قیمت نہیں  
چنانچہ مسی اور ہو پ تو مالک سر کر اور جلد روغ کو مفت لگا و لکن لو انکما ما شرب لوی تلفاً و لیکن اگر سر کر اور جلد روغ کو غاصب تلف  
کر گا تو ضمان دیگا اور اگر وہ خود بخود تلف ہوں تو اس پر ضمان نہیں و فی شرح الوہاب ایتہ یضمن قیمتہ مدنی کا واعمل فی الملتقی اور مشرع  
دجانیہ میں ہے کہ جلد روغ کا غاصب ضمان دے اور اسی قول پر تلقی میں اعتماد کیا ہو ہم ضمان صورت امان پر محمول ہے کذا فی المطالع سے  
ولو خالکما بذی قیمۃ کا علیہ التکید والحق ملک ولا شیء علیہ الا انکما لکما اور اگر غاصب شراب کو سر کر بنا یا قیمت والی چیز سے چنانچہ بڑا









شخص قیمت دلال میں سلطان قید نہیں ہے اور یہ کہ تعین قاضی کا بھی قول لائق ہے خصوصاً استدلال وقت اور مال شیعہ میں تو کو یاد رکھنا چاہیے  
واللہ اعلم ہم یعنی اموال تابعی اور دیان اوقات کی قیمت امیرون اور نوابوں اور حاکموں کی یہ قیمت کرنا اسے مقرر کرنے میں اور اس میں عین  
فاحش ہوتا ہے اور قاضی کو حال زمانہ سے خصوصاً استبدالات میں تو اوقات میں لائق ہوتا ہے کہ قاضی کی یہ ضمان کے قابل ہوئے کہ اتنی الطحاوی  
عن الشریک فی حقہ ایک شخص پر دین تھا سو وہ بھول گیا ہر مرگیا تو اسکا مواخذہ ہو گا قیامت کے دن یا ہو گا جو اب اسکا بھروسہ ہے کہ اگر  
تجارت کا دین ہے تو امید ہے کہ یہ ہندو ہو گا اور اگر غصب کی بہت سے کوئی ہے تو مواخذہ ہو گا ایک شخص کا باب مرگیا اور اس پر دین تھا اور وہ  
بھول گیا اور اسکا بیٹا جانکے قودہ اور اسے اور اسکا بیٹا نہیں دین ہو کر مرگیا تو مواخذہ ہو گا ایک شخص نے باب کی بیٹی چوری کی ہر اسکا باب مرگیا تو  
فرزند سے آخرت میں مواخذہ ہو گا اسو اسکو کہ دین اور ضمان سرفہرہ متعلق ہوا فرزند کی طاعت کی موت کے بعد لیکن چوری کا گناہ دہشتہ باقی رہا اگر  
سیلے کا فرزدی کی چوری کی یا غصب کیا تو اسکا عذاب قیامت میں ہو گا اور جگر اسی کا قیامت کی سخت تر ہو گا اسو اسکو کہ فرزدی نہ ہو گیا ہمیشہ  
اور غیر فقر کے عذاب سے ایسے تحقیق ہر اگر کی سبب و سبب حق تعالیٰ کے تو اس سے بعد غلو کی نہیں اور سلمان بھی ایسے ہی اور جو ان کی خصوص  
آدمی پر نہایت سخت تر ہے آدمی کی خصوصیت سو آدمی پر غاصب اگر غنا مقصود میں بیمار ہو تو اسکی عبادت کو کرنی چاہیے اور جو سنے کہا ایک  
شخص نے زمین غصب کی اور اس میں مسجد بنائی اور دو کاغذین اور حمام تو اس مسجد میں نماز کا تو خدا ان عذاب نہیں لیکن حمام میں نہانا چاہیے اور  
دو کاغذ کو گرہ لیا چاہیے کہ فرزدی کے گواہوں کو دو کاغذ میں جائز ہے ہشام نے کہا میں مروہ جانا ہوں غار اس مسجد میں نہانا کہ اسکو  
مالک راضی ہو جائے اور ابائی دو کاغذ کو خرید کر ناہی سے بزرگ کر دے اور جو سوداگران دو کاغذ میں نہایت ہی میں مقصود ہو گا اور کی گواہی مستبول  
نہیں گذارے الطحاوی واللہ اعلم واستغفر اللہ العظیم **کتاب الشفعة** یہ کتاب پر شفعہ کے مسائل میں مناسب ہے  
تمکک مال الغیر یعنی ضلہ الشفعہ کی نسبت نصب سو مالک ہوتا ہے غیر کے مال کا بدون اسکی رضائے کسی کے یعنی غیر کے مال کا مالک ہونا  
بدون اسکی رضائے کسی کے نصب اور شفعہ میں مشترک امر ہے لہذا غصب کے بد شفعہ کو نہ کر دیا ہی لہذا الضم شفعہ لغت میں یعنی قسم سے یعنی  
طائفاہم زلیلی نے کہا شفعہ اخذ ہو شفعہ یعنی قسم سے جو فہمے و ترکی اور کسی سو شفاعت رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی لکھا کہ دونوں کو اسکو  
حضرت کی شفاعت سے نہ نہیں فائزین کے ساتھ ملے گے اور یہاں شفعہ کا غرض ہے کہ اس کے ساتھ ملتا ہے لہذا اسکا نام شفعہ ہوا اور شفعہ  
تمکک البقعة جبراً علی المشتري لیساقام حکمہ بثلثہ لیساقام حکمہ لیساقام حکمہ اور شفعہ میں شفعہ عیار کے نزدیک لہذا شفعہ میں شفعہ ہی پر برتری  
کر کے بعض اس کے جو شفعہ میں پر غریب کر نہیں بلکہ جو بعض مثل میں شفعہ کے اگر شفعہ مثل ہوا نہ نہیں تو برابر اسکی قیمت کے ہم شفعہ  
کی قید سے مالک بلا عوض سے احتراز ہو گیا چنانچہ یہ بلا عوض اور میراث اور صدقہ سے اور اس ملک سے جو بعض غیر عین کے ہو چنانچہ ہر اور اجارہ  
اور صلح اور صلح دم عذر سے اسو اسکو کہ امور مذکورہ میں شفعہ نہیں اور اگر یہ بعض ہو تو اس میں شفعہ ہی کو نہ وہ باعتبار انتہائے کتب سے و سبب  
انقطاع ملک الشفعہ بالمشتری بشکر او بوجار اور شفعہ کا سبب متصل ہونا ہی ملک شفعہ کا غرض ہی ہے خواہ انقطاع شرکت کے سبب ہو  
خواہ ہمسایگی کی حیثیت سے ہم خواہ شرکت بغیر عین ہو خواہ عین میں چنانچہ آگے معلوم ہو گا لہذا شفعہ کی حکمت یہ ہے کہ تا آدمی اجنبی شخص  
کی ہمسائی سے تحلیف بنا دے و شفعہ طاعت بقیۃ الحلال ہے لہذا اور شفعہ کی شرط یہ ہے کہ محل عقد ہو ہم و شفعہ میں سے کہ عذر سے  
مراہمتان غیر مستعمل ہو تو عقد میں گرم اور چکی اور کنہ لہاں اور بالا خانہ داخل ہے اگرچہ اسکی راہ شیعہ میں ہوا اور عزت اور شفاعت عین کی گئی  
اسو اسکو کہ ان میں شفعہ نہیں اگر عقد کے ساتھ اگرچہ عمارت اور شجر کی بیعت مع حق القدر ہو غلا فائزین الکمال لہذا فی الطحاوی و شفعہ لہاں ان غلا  
شفعہ شفعہ ہوتا ہے اگرچہ عقد ریشل ہو یا غلو یعنی نیچے کا مکان ہو یا اوپر کا مکان ہم شفعہ بالا خانہ کی مثال ہے کہ وہ شخص شریک میں  
مستعمل اور غلو میں سوا ایک شریک نہ بالا خانہ کا اپنا حصہ سیر کیا تو وہ سوا شریک اسکا شفعہ ہو گا نہایت عقد کی کذا فی الطحاوی و ان لکھو

کتاب الشفعة

کتاب الشفعة

لیکن نظر فقہ فی المسئل لا ینالہ فی حق القمار حد شفعہ ثابت ہے اگرچہ بالا غارت کی راہ پر واپس لے کر زمین نہ ہو پس اس مسئلہ کے  
بالا غارت ملحق بقمار سے اس مسئلہ کے اس کو کئی حق ثبات اور قرارت ثابت ہو کر ان فی الدرر ہم کر منزل بالا اور منزل زمین کی ایک ہی راہ ہو تو استحسان  
شفعہ بسبب طریق کے ہو اس وجہ سے کہ وہ شخص شریک فی القوی ہو اور اگر اس کی دوسری راہ ہو تو استحسان شفعہ بسبب ہمسائیگی کی ہے اور اگر منزل  
زمین کی بیخ ہو جی اور منزل بالا نہ ہند ہو تو قیاس قول ابو یوسف شفعہ نہیں اور قیاس قول محمد شفعہ ہے اور اگر منزل زمین کی ایک شخص کی ہے اور  
منزل بالا دوسری شخص کی اور وہ نوٹ کیے پاس گھر کیا ہے تو اس میں وہ فون کا شفعہ ہے کہ ان فی العطاوی واما ما یجزم بہ ابن النکال فی اولی  
باب ما فی حق من ات اللبناۃ اذا بیع مع حق القمار ینتی بالقمار فذکرہ شیخنا ان علی ما فی بعد ما تبعنا للزائید وغیرہ فی حفظ  
اور وہ ہوا بن کال علی اوس باب کے اول میں جس کے اندر شفعہ سے اسکا یقین کر لیا ہے کہ جب بھی باغی عمارت حق قرار کے ساتھ تو عمارت ملحق بقمار ہو  
یعنی تو زمین شفعہ ثابت ہو سو اس کلام کو جاری و سنا ذخیر الدین علی نے رد کیا ہے اور فتویٰ دیا ہے عدم شفعہ کا بزائید وغیرہ کا تابع ہو کر تو اسکو یاد رکھنا  
چاہیے ہم عمارت مع حق القمار کی مثال یہ ہے کہ زمین وقف میں عمارت بنائی گئی اور بقار عمارت واقف یا مٹھنی سے شرط کر لیا ہو اگر عمارت مذکورہ کی  
بیخ ہو تو بن کال اور مفتی الواسع کے رد کیا کہ زمین شفعہ ثابت ہے لیکن در السننہ اور نزائید اور راجعہ اور منہجہ اور فقہ میں عدم شفعہ بصرہ سے  
سراجہ میں یوں ہے کہ ایک رو کا گھر سے وقف کی زمین میں نواد سکے وہ شفعہ نہیں اور اگر وہ شخص اپنی عمارت بیخ تو اس کے واسطے ہی شفعہ نہیں کذا  
فی العطاوی قصہ اور کذا حد الشفعہ من اسکل المتعاقلین عند وجوب سبب وشرطھا اور شفعہ کا کر لینا بیخ شفعہ کا باغ یا مٹھنی  
سے رد وجوب سبب اور شرط شفعہ کی نزدیک ہم یعنی جبکہ اتصال ملک شفعہ ہوا اور عقد شفعہ اور بیع عمارت ہو وشمکھا بجواز الطلب عند  
تحقیق المسکب ولو بعد سبب سبب اور حکم شفعہ کا جائز ہونا ہے طلب کا سبب نبوت کے نزدیک اگرچہ جواز طلب چند سال کے بعد ہو ہم سالہ سال  
کے بعد طلب شفعہ اس وقت جائز ہوگی جبکہ شفعہ غائب ہوا اور اسکو بیع کا حال معلوم نہ ہو وشفعتا ان الاخذ بها بمنزلة تیرامہ عند تاء فیثبت بها  
کما یثبت بالکسار اء کال فی حقہ رد ویتہ وعبید اور شفعہ کی صفت یہ ہے کہ وہ مطلق شفعہ کے لینا ابتدا خرید کی مانند ہے وہ شفعہ سہودہ ثابت ہوتا  
ہے جو خریداری سے ثابت ہوتا چنانچہ بیرونی بسبب خیاریت اور خیاریت کے تحت ملکہ کا علیہ شفعہ واجب یعنی ثابت ہے شفعہ کی صفت کی  
وہ مطلقہ اور پرفست ہونے کو ہم شارح نے اس قول سے اشارہ کر دیا کہ یہاں وجوب یعنی ثبوت کے ہی نہ وجوب مطلق تھا جس کے ترک سہ گناہ لازم  
آتی ہو تو اگر شفعہ شفعہ طلب کرے تو اس پر کوئی نہیں بعد اللیم ولو فاسدا انقطع فیہ حق المملک کا یا شفعہ واجب ہے بیع کے  
اگرچہ ایسی بیع فاسد ہو زمین ملک کا حق منقطع ہو گیا چنانچہ آگے آگیا ہم بیع فاسد میں حق ملک منقطع ہوتا ہے مشتری کے تلف کرنے اور زمین  
کے تلف ہونے وعتق کرنے سے اور جیاد العتقاری شفعہ واجب ہوتا ہے بیع کے مشتری کے خیاب سے یعنی اگر بائع کا خیاب ہو یا بائع اوشتری  
و دونکھا تو شفعہ نہیں و شفعہ لا یشترک فی حلیہ ای طلب الموائبۃ اور شفعہ مسترد ان ثابت ہو جاتا ہے گواہ کرنے واسطے بلکہ بیع طلب  
ہو اتیہ کی مجلس میں فلا تطل بعدا تو شفعہ باطل ہو گا بعد گواہ کر لینے کے یعنی امد اشتہار کے اگر تائید کر گنا فاضی کے پاس جرح کرنے سے  
تو شفعہ باطل ہو گا بوجہ ظاہر نہ بنتی ہے کہ و ملک بالا حدن بالقراضی او یقتضاء القاضی عطف علی الامتنان للذی یترک الشفعہ  
بجرح المحکم قبل الاخذ کا حق ہا مثلا احسن واور عفا سبع ملوک ہو جاتا ہے لینے سے باہم کہ ہر زمانہ میں سے یا ملوک ہوتا ہو فاضی کے حکم سے  
شارح نے کہا انصار فاضی اخذ بر عطف ہوسے بسبب ثابت ہوسے ملک شفعہ کے جو حکم فاضی کی لہجہ سے بیخ چنانچہ در میں لاخر سے اسکو رد کیا ہے ہم  
شارح نے بیان عطف پر شبہ دفع کیا یعنی اگر انصار فاضی کا عطف تراوی پر کوئی بھیجیا تو مطلب یہ ہو گا کہ ملک شفعہ لینے سے ہوتی ہے خواہ لینا  
تراوی سے خواہ فاضی کے حکم سے حالانکہ یہ مطلب خلاف تحقیق لاخر سے بقدر ذکرہ فی الشفعہ لا الملک خلا لکذا فاضی شفعہ واجب ہوتا  
اندر دوس شفعہ کے بقدر کہ شفعہ من اسکل المتعاقلین کے برخلاف مذہب ثانی ہم عدروس شفعہ اور مقدار ملک کی صورت یہ ہے کہ ایک گھر تین شفعہ میں



میں شریک ہو تو وہ شریک تھے ہمسایہ میں کہتا ہوں لیکن مصنف نے اپنی شرح میں کہا کہ اگر ہمسایہ دو یا دو میں شریک ہو تو او  
 ہمسایہ پر مقدم ہو گا اس واسطے کہ نقد عداوت کی شرکت سے بدوین شرکت زمین کے استحقاق شفعہ کا نہیں ہوتا ہم یعنی ملحق کی عبارت اس پر عمل ہے جب کہ  
 زمین بھی شریک ہو صورت اس کی یہ ہے کہ دو شریکوں نے مشترک زمین میں دو یا دو یا بی پر زمین کی دو لون نے قیمت مقرر کی سو اس پر عمل ہے کہ اگر او  
 دو یا دو میں ہوگی تو اس کے شفعہ کا شریک اس سے کہ ذاتی الطحاوی مختصر او فی شرح العجم وکذا الخ یا المغانم فی السیاسة الخ فی النافذة الشفعة  
 اختلاف النافذة او شریک ہونے میں ہے اور بطریق شفعہ پر اس واسطے کہ ہمسایہ کا جس کا کہہ کر جو غیر نافذہ میں واقع ہے بخلاف کہ یہ نافذہ کی  
 کہ اس کا شفعہ نہیں استحقاق ہے مگر من الشفعہ بعد القضاء فلا یقبل یعنی بعد اکتال مال المراسمہ لیس لیکن احوال نصیب  
 التواک لا ندب القضاء علیہم حق کل واحد منهم فی نصیب الآخر بل یلی کسی شفعہ نے اپنا حق شفعہ کا ساتھ کر دیا بعد حکم قاضی کے تو بانی شفعہ کو  
 شفعہ تارک کا حصہ لینا جائز نہیں اس واسطے کہ حکم قاضی سے اس وقت سے کہ اس کے حصہ سے کہ ذاتی الطحاوی او اگر شفعہ اپنا  
 حق ساتھ کر دے قبل فقار قاضی تو ذاتی شفعہ کو تمام شفعہ کا لینا جائز ہے بسبب دور ہونے فرات کے ولو کان بعضہم غائباً یعنی الشفعہ  
 بین الحاضرین فی الجرم الاحتمال عدم طلب فلا یؤخر الشفیع اور اگر بعض شفعہ غائب ہو تو شفعہ کا حکم ہو گا حاضرین کے اندر تمام شفعہ میں شفعہ  
 غائب کی طلب کر کے احتمال سے تو تاخیر کی جائیگی بسبب شک کے وکذا لو کان الشریک غائباً فلا یقبل لایستحق لایستحق کہ اس کا اور  
 اس پر اگر ایک شریک غائب ہو تو شریک حاضر سے شفعہ طلب کیا تو اس کے واسطے تمام شفعہ کا حکم ہو گا قرآن احصی وطلب قضی لیس باطل وشل  
 الاول قضی لیس بشفعہ ولو فوقہ فیکمل ولو دونه فیکمل خلاصہ ہر جگہ شریک غائب یا شفعہ غائب حاضر اور شفعہ طلب کرے تو اس کو واسطے شفعہ  
 لینے کا حکم ہو گا سو اگر شفعہ ثانی برابر ہو شفعہ اول کے یعنی دو تو شریک ہوں تو اس کو واسطے نصف کا حکم ہو گا اور اگر ثانی فوق ہو اول سے  
 یعنی ثانی شریک ہو اور اول ہمسایہ تو تمام شفعہ کا ثانی کو اس کے حکم ہو گا اور اگر ثانی کمتر ہو اول سے تو شفعہ سنی ثانی کو قاضی جائز کہ ذاتی الخ خلاصہ  
 اسقط الشفعہ الشفعہ قبل المصارء لو صح لفقہ بشرط وہی البیم شفعہ نے شفعہ ساتھ کر دیا غیر بار می شفعہ ہی سے پہلے تو صحیح نہیں بسبب  
 پانے جانے اس کی شرط کے اور وہ شرط یہ ہے اداء الشفعہ أحد البعض وتوکل الباقی لو یجوزک ذلك تجزأ علی المشتري لیس  
 یفسد البقی الصنف شفعہ نے بعض شفعہ لینے کا اور بعض کے چھوڑنے کا قصد کیا تو وہ ہمسایہ مالک نہیں مشتری پر جبر کے تفریق شفعہ کی ضرر  
 کے سبب ولو یجعل بعض الشفعہ لغيره بعد بعض لو یجوز وشفعہ حقد لایستحق وشفعہ بین البقیہ اور اگر ایک شفعہ نے اباحہ دوسرے شفعہ  
 کی اس کے مقرر کر دیا تو صحیح نہیں اور اس کا حق اس نفل سے ساتھ ہو گا اس کی روکروانی سے اور سبب بجا کیا ذاتی شفعہ میں بل لو طلب أحد الشریکین  
 النصف بناءً علی شفعہ فقط بطلت شفعہ اذ شطحتهما ان یطلب الكل کالبطلان فی غلطہ کہ اگر دو شریکوں میں سے ایک شریک  
 نصف شفعہ طلب کرے اس پر ہمسایہ کہ وہ فقط نصف کا استحقاق رکھتا ہے تو اس کا شفعہ باطل ہو گیا اس واسطے کہ نصف شفعہ کی شرط یہ ہے کہ تمام شفعہ کو طلب  
 کرے چنانچہ اس کو راجع ہے شرح بیان کیا ہے تو اس کو یاد رکھنا چاہیے وصحہ بیع دو وکذا فجب الشفعہ فیہا وعلیک الفقی علی انشاء اور ہم  
 نے بیع کہ بطلنے کے گہرو کی تو انہیں شفعہ واجب ہے اور کسی قول پر فتویٰ ہے کہ ذاتی الاشیاء ہم لقطات میں مذکور ہے کہ کہ معطلہ کے گردن میں  
 شفعہ نہیں وہ بیعتی تو فتویٰ حسین مختلف ہے چنانچہ ابو السعود نے مذکور کیا ہے شرح و بیانیہ میں نہیں اور مزید مذکور ہے کہ دان کے وجوب  
 شفعہ میں دو درایتین ہیں اور جامع صفین ہے کہ زمین کی بیع جائز نہیں اور عداوت کی بیع جائز ہے تو شفعہ واجب نہیں اور حسن کی روایت امام  
 سے ہے کہ شفعہ واجب ہے اور یہی قول ہے صاحبین کا اور کسی پر فتویٰ ہے کہ ذاتی الطحاوی مختصر اقلیت وشفعہ حقد حقد بجا رکھا یا کوئی  
 وقل قد ضاہ فلیحفظ لکھ دیکھ وشفعہ فی الحظ من کہتا ہوں اور کہ معطلہ کے گہرو کی بیع کی صحت کا متنازعہ ہے کہ اس کا جادہ بطریق اس کا  
 صحیح ہے اور مقدم اس کو مقدم ذکر کر چکے ہیں تو یاد کرنا چاہیے لیکن اس کا جادہ کہ وہ ہے اور اس کے ہم اس کی تحقیق بیان کر چکے ہیں لیس باطل وشفعہ



ہم شارح نے کتاب المغفرین اجارہ و مہارت اور تاجرانہ سے نقل کیا کہ امام ابوحنیفہ نے کہا کہ میں مکروہ جانتا ہوں موت کہ کا اجارہ ایام  
 حج میں اور امام فتویٰ دیتے تھے اہل مکہ کو اسکو گھر و کھو جائیوں کے واسطے خالی کر دیں دلیل قول حق تعالیٰ **فَإِنَّ الْبَنَاتِ لَمَنِ** یعنی مکہ معظمہ  
 میں تقسیم اور سفر پر سے ادا ہائے اجارہ جائز کہا ہے ایام حج کے نواسے میں تو ایسی سے کہ اسبت اور صحت اجارہ کا اختلاف رفع پر کیا کہ اسے  
 الطحاوی نے ایام حج میں اجارہ مکروہ ہر اور غیر حج میں اجارہ صحیح ہے و فیہا و یصح الطلب من وکیل الشراوان لمرکبہ لوالی موکلہ  
 و ان سئلہ لا یطلل هو الحقائق اور شاہد میں سے اور صحیح ہے طلب کرنا شیعہ کا مشتری کے وکیل سے اگر معیم ہو کسی موکل کو تسلیم کر دے  
 اور اگر تسلیم کر دے تو طلب شفعہ وکیل سے صحیح نہیں تو وہ عوینہ اوس سے باطل ہے ہی قول مختار جو صحیح و معتد اور شارح کا کلام ہے کہ موکل سے  
 کہ وکیل مشتری جبکہ شیعہ ہو تو اسکو اپنا شفعہ طلب کرنا صحیح ہے قبل تسلیم موکل کے اور بعد تسلیم باطل ہے حالانکہ در اور غیر میں یوں سے کہ وکیل  
 مشتری نصہ سے شفعہ کا جب تک موکل کو تسلیم کرے اور تسلیم کے بعد تو موکل نصہ سے انتہی تو اس میں بطلان شفعہ مذکور نہیں اور اگر عظیم زمینی میں مذکور نہیں  
 کہ ان فی الطحاوی و لہذا ترجمہ میں کتب مذکورہ کی رعایت کی و لا شفعۃ فی الوفاق و لا لہ و لا یجوز ہشتم و شامیہ خلافاً للاحاد  
 و البرازیۃ و لعل لا یساقط کلام المصنف الا شفعہ نہیں وقت میں اور نہ وقت کیو شفعہ کے کذا فی التوازیل اور نہ وقت کے جو اس میں شفعہ  
 ہو کذا فی شرح المحم و الخانیۃ بر خلاف خلاصہ اور برزازیہ کے اور شاید کہ لاسا قطری خلاصہ اور برزازیہ میں الباب کا ہی صنف نے شرح میں ہم وقت میں بطور  
 شفعہ نہیں کہ اسکی بیع جائز نہیں اور اگر کوئی گھر یا مکان وقت کے قریب بیع ہو تو اسکو وقت کرنا بطریق شفعہ نہیں لے سکتا اور نہ موتی اور نہ موقوف علیہ  
 و قولہ لا لہ و لا یجوز و لا کا ہی مطلب ہے تو شارح کو اقتضایا یجوز ہر بہتر تھا چنانچہ صنف نے اپنی شرح میں ایسی ہی کیا جو صنف نے خلاصہ اور برزازیہ  
 کی روایت یوں نقل کی کہ ان ثبت الشفعہ بخوار الوقتی و شاید اصل عبارت دین ہوگی لا ثبت الشفعہ بخوار الوقتی کذا فی الطحاوی و ہی بضرر قلم و لا یجوز  
 شیخنا الی علی الاول علی الاخرین و ہذا الثاني علی الاولین کا مقصد اذ ابیع دفعی الفیض حق الشفعۃ یعنی اصل صحیح البیوع الخفی میں لہذا ہوا  
 ہمارے استاد خیر الدین نے قول اول یعنی عدم شفعہ جاریہ وقت کو محمول کیا ہے شفعہ لینے پر سبب قف کے یعنی اگر جاریہ وقت میں کوئی گھر یا مکان تو اسکو  
 اور موتی کو لے لیا حق شفعہ کے سبب جائز نہیں اور قول ثانی یعنی موت شفعہ کو جو خلاصہ اور برزازیہ میں مذکور ہے محمول کیا ہے وقت کے خریدنے پر سبب قف  
 وقت جبکہ اس وقت کی بیع ہو سو فیض میں سے کہ حق شفعہ میں سے صحت میں رہتے کلام ہم یعنی اگر شرعاً کسی وقت کی بیع جائز ہو اور وہ بیع ہو تو  
 اسکو جو اس کے وقت موتی کو اسکا خرید کرنا بھی شفعہ درست ہو کذا فی الطحاوی **فَمَا ذَاتَ مَا لَا يَحِلُّ مِنَ الْوَقْفِ يَحِلُّ لَاشْفَعَةٍ فِيهِ وَ مَا لَا يَحِلُّ لَاشْفَعَةٍ فِيهِ**  
 بحال شفعہ الشفعۃ تو علی کے کلام کا مفاد یہ ہے کہ جو وقت کہ ملوک نہ ہو سکتا ہو کسی حال میں تو اس میں شفعہ نہیں اور جو وقت کہ ملوک ہو سکتا ہو کسی  
 حالت میں تو اس میں شفعہ ہے ہم ملوک ہونے وقت کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص نے وقت کیا دو فرزند و غیرہ انصافہ اور ہر شخص کو اپنی حصہ کے اعتبار سے ہر مختار  
 کیا سو ایک نے اپنا حصہ تقبلاً بشرط کے بیع کیا ہو و دوسرے نے اس حصہ پر بیع تو مشتری اول کو ہی شفعہ حصہ ثانی کا لینا جائز ہے کذا فی الطحاوی  
 و اما اذا بیع بخوار و کان بعض المبیع ملوکاً و بعضہ وقتاً و بیع الملک فلا شفعۃ للوقت و اما علم اور جبکہ جاریہ وقت میں کوئی چیز بیع ہو  
 یا بعض بیع ملوک ہو اور بعض وقت اور ملوک بیع ہو تو وقت کیو اسکو شفعہ نہیں و اما علم اور جبکہ جاریہ وقت میں کوئی چیز بیع ہو  
 طلب کر سکتے مسائل میں ہم چونکہ ثبوت شفعہ طلب پر موقوف ہے لہذا اسکا بیان اور اداسکی کیفیت اور تسلیم کا بیان شروع کیا و یطللہ الشفعۃ  
 مجلس علیہ من مشیر اور دسولہ و عدل و احادیث البیوع اور شفعہ طلب کرنا شیعہ بیع دریافت ہونے کی مجلس میں فرما و علم بیع مشتری سہو یا ہوا  
 اس کے زستاد و سہو یا کسی اور ایک متبیع شخص کے کہنے سے یا عد و کثیر کی خبر دینے سے و ان امتداد المجلس کا ذکر ہو لایا و لا یجوز و لا یجوز و لا یجوز  
 لیسائی جو اہل الفتاویٰ اذ علی الفیض و حلیہ الفتویٰ مجلس علم بیع میں طلب لازم ہو اگر مجلس ازہر و عورت مخبر کی مانند ہی قول اصح ہے کذا فی الدرر اور  
 اسی قول پر مبنی وقت شامل میں ہر خلاف روایت جو اہل الفتاویٰ کی کہ طلب علی الفور لازم ہو علی الفور یعنی فوری سے ہم طحاوی نے کہا جبکہ موقوف علی الفور

ایام حج میں

کتاب الشفعة

پر نموی ہوا تو بخافت کی کیا وجہ اور اسی روایت پر متفرع سے نوازل کا مسئلہ کہ جو شفع سلام کرے مشتری پر تو شفع باطل گنیا یعنی اسو اسطی  
کہ طلب پر اسنی سلام کو مقدم کیا کیونکہ طلب بعد علم مع نواذ جب ہی اور نیلمی میں ہی اور اگر شفع کو خبر بواسطہ خطبیک ہوئی اور شفعہ اول یا وسط  
خط میں لکھا تھا سو اسنی تمام خط پڑا تو شفعہ باطل ہو گیا یعنی سبب تاخیر طلبک بشر علیہ علم مشتری اور شن ہو گیا جو بواسطہ سکونہ اسوقت رضا ہوا  
سے جبکہ مشتری اور شن معلوم ہو انہو مافی الخطا دی بلطفہ وہو طلبہا اکملہ الشفعہ ووجہ کا ظاہر کیا ادا اخلجہا ایسے کہ خط سے شفعہ طلب کر کے  
جس کو طلب شفعہ سمجھی مای جنہو پون کہنا کہ میں نے شفعہ طلب کیا اور انداسکے چنانچہ پون کہنا کہ میں شفعہ کا طالب ہوں یا میں اسکو طلب کرتا ہوں  
وہی یعنی طلبہا ادا کیا اسے المیا ذکر فرما اور علم مع کے بعد طلب کر کے کو طلب مواثبت یعنی طلب مبارک کہتے ہیں ہم مواثبت نہا علت ہو تو ثواب  
یعنی پر شن ہی اور وہ بخارہ جو سرعت سی اسو اسطی کو ادا چل کر دے کہ چاہے وہ زمین کو جلد ہی اور شتابی سے قطع کرنا ہے والا شتابا ذکر کیا  
بالا ذم بل لخصا کنت الجحی و اور طلب مواثبت میں گواہ کرنا لازم نہیں بلکہ اس میں شہاد خوف انکار کے دفع کرنے کو اسطی ہی ہم گواہ کرنا  
اسوقت لازم نہیں جبکہ مجلس علم میں گواہ نہ ہوں والا گواہ کرنا تمہیں اور لازم ہے کہ ان فی النسخ خلاصہ یہ ہے کہ اگر اسوقت گواہ ہوں تو ادا کو اپنے  
طلب کرنا گواہ کر کے اور اگر کوئی دیاں ہو تو اپنی زبان سے طلب شفعہ کرے فائدہ طلبک ہی ہے تا مدعا حق نہا شفعہ ساقط نہو جائی اور اگر مشتری  
طلب مواثبت کا منکر ہو تو شفعہ کو قسم کہا نا منکر ہی اگر حاکم قسم کہلا دی تو یہ تہذیب علی البایع لواء الوفاق فی بیہ او علی مشتری وان لو یکن  
ذالید لائے الا عند الوفاق پر شفعہ گواہ کرے بائع پر اگر عقار مبیع اس کے قبضے میں ہو یا مشتری پر گواہ کرے اگرچہ وہ قاضی نہو اسو اسطی  
کر وہ مالک ہو اسکا گواہ کرے عمار کے نزدیک فیقول مشتری فلا تکلک الی الدار وانا شفعہ فیہا وقل کنت طلبک الشفعہ واطلجھا  
لکنا فاشہد فرا علیک وھو طلبک شہاد وسیعی طلبک تقری تو شفعہ یون کہی کہ فلا تکلک یہ گھر خرید کیا اور میں اسکا شفعہ ہوں اور مشتری  
مجلس علم میں شفعہ طلب کر چکا ہوں اور اب میں اسکو طلب کرتا ہوں سو گواہ رہو اور یہ طلب شہاد ہو اور اسکو طلب تقریر ہی کہتے ہیں  
ہم اور اسکو طلب تحقیق بھی کہتے ہیں اور یعنی طلب اول کو طلب تحقیق کہتے ہیں وھذا الطلب لا بد منہ حتی لو یمن ولو یکذب او یسول  
و لو یسئل بطول شفعہ اور طلب ثانی ضرور سے تو اگر شفعہ قادر ہو اسپر اگرچہ بواسطہ خط کہتے یا رسول بھیجے کہ ہوا اور ہوا جو اسکا گواہ نہ کرے  
تو اسکا شفعہ باطل ہوگا ورنہ کو تحقیق منہ لا یسئل اور اگر شہاد پر قادر نہو تو شفعہ باطل نہو گا ہم بیخ الفار میں ذخیرہ سی ہی کہ اگر شفعہ  
راہ کہ میں ہوا اور بعد علم مع طلب مواثبت کرے اور طلب اشہاد سی عاجز ہو کر کے نزدیک یا صاحب ید کے نزدیک تو اسپر وکیل مقرر کرے اگر باوہی  
پر اگر نہا دی تو قاضی بھی یا خط کرے یہ بھی نہیں سکے تو اسکا شفعہ قائم ہے پر حسب آدمی طلب کرے اور اگر باوہی دقت کہہ نہ کر گیا تو شفعہ باطل ہوگا  
و لو شہد کفی طلب المواثبت عند احدھما ھو لا ھکذا و قاض مقام الطلبین اور اگر شفعہ نے طلب اول یعنی طلب مواثبت میں کیجے پاس ان میںو نہیں  
سے یعنی گواہ یا بایع یا مشتری کے پاس گواہ کر لیا تو اسکو طلب ثانی سے جہ کفایت کرنا ہے اور وہ طلب قائم مقام و طلب کے ہوگی تو یہ بعد  
عند الزم الطلبین بطولک عند قاض فیقول مشتری فلا تکلک الی الدار وانا شفعہ فیہا یا لیکلک الی اوقال سبب لک کما فی الملتی یشمل الشہاد یا ک  
فی نفس المبیع پر ان دونوں طلبک بعد حاضی کے پاس طلب کر کے تو شفعہ یون کہو کہ فلا نے شخص نے میں عی خرید کیا ہے اور میں اسکا  
شفعہ ہوں یا سبب فلا نے گھر کے جویر امولک ہو شارح نے کہا اگر مصنف یون کہنا کہ میں شفعہ ہوں فلا سبب سی یعنی سبب شرکت یا جو ار کے جس طرح  
ملقی میں سے تو شرکت نفس مبیع کو بھی شامل ہوتا ہم مصنف کی تعبیر میں حق مبیع کا شفعہ شامل ہے نہ شرکت نفس مبیع کا اور ملقی کی تعبیر میں دونو  
اشا ل ہیں فشرک المبیع الذی لای ھذا عند مشتری وطلبک المبیع لای یوقف عک لیسو سو جناب قاضی صاحب حکم کہیں اسکو کہ گھر کو  
دی شارح نے کہا یہاں دوسر صورت میں سے جبکہ گھر کو مشتری قبض کر چکا اور حالانکہ طلب خصوصہ فقط مشتری پر ہو تو نہ نہیں وھو سیعی طلبک  
تسلیم وچھ مہینہ اور اس طلب ثالث کو طلبہا علیک اور طلب خصوصہ کہتے ہیں و تاخیرہ مسلطاً بعد ذیو غیرہ شہاد او اکثر لا یسئل



پھر اگر شفیع سے کہا گیا کہ ثمن ادا کر سوا دے تے تاخیر کی ادائیگی ثمن تو اس کا شفیع باطل ہوگا بعد حکم قاضی کے اور قبل از حکم تو شفیع باطل ہوگا تاخیر سے  
محکم کے نزدیک کہا اس کے موافق ہونے کے سببے کذا ذکرہ الزلیلی والخلف للشفیع المشرقی مطلقاً والباہیم قبل التسلیم الاول علیک والناجی  
بہین الاہن کالی اور شفیع کا خصم مشتری ہے ہر طرح خواہ قاضی ہو یا نہ ہو اور بائع نعمت قبل از تسلیم کے اول یعنی مشتری خصم ہے پس بائع کی مالک ہونے  
کے اور ثانی یعنی بائع خصم ہے پس قہن سے کذا ذکرہ ابن کمال و لیکن لا یستعمل البینۃ علی کسی بخلاف الشفیع لکن البینۃ لیکن کوہ نہ ہستے  
جاوین کے بائع بچہ یک مشتری حاضر نہ ہو اس طرح مالک تو مشتری ہے و فی حقہ عینہ و لو سلم العتدی لا یدلکم حضور اللہ علیہ و آلہ  
الصلوات علیہ وسلم انہ انکارہ اور بیع نسخ کجای بائع کے سامنے اور اگر بائع نے بیع مشتری کو تسلیم کر دی ہو تو بائع کا حاضر ہونا قطع کیوت لازم  
نہیں پس بائع ہو جانے اس کی مالک اور قہن کے کذا ذکرہ ابن کمال و فی حقہ القاضی بالشفیع والعتدی لخصان الثمن عند الاستحقاق علی البائع  
قبل تسلیم البیع المشرقی والعتدی علی المشتري لو بعد کما لہما اور قاضی شفع کا حکم کرے اور مالک ثمن کے ادا نہ کیا ہو عتد حقان کے  
نزدیک بائع پر ہے قبل تسلیم کرنے بیع کے مشتری کی عتد اور عتدہ ضمان ثمن کا مشتری پر ہے اگر بعد تسلیم کے استحقاق ثابت ہوا بدلیل گذشتہ یعنی  
اسو اس طرح تسلیم کے بعد بائع سے اس کی مالک اور قہن دونوں زائل ہو گئے تو وہ اجنبی ہو گیا للشفیع خیار الرجوع والعتدی والبیع لکن المشتري المبراء  
معتدہ و ن خیار الشرط والا جمل احتیاجاً للشفیع کیو ہر خیاریت اور خیاریت ہوا اگر مشتری نے مزارت عیب کی شرط کر لی ہو نہ خیاریت شرط اور  
مزارت کذا فی الاعتبار یعنی خیار شرط شفیع کیو ہر ثابت نہیں اگر مشتری کیواسطے خیار شرط ہوا ہو اور ثمن کی مدت ہی نہیں اگر مشتری کا ثمن مصل  
و فی الاشیاء الشفیعہ بیع فی کل الاحکام الا ضمان الغرہ والخیار اور اشباہ میں کے شفیع میں حسب احکام میں فروگے اور ان کے سوا جس کے  
سببے ہم صورت اس کی بیع کے شفیع نے زمین کی سبب شفع کے پہلو میں عمارت بنائی یا درخت لگائے پھر وہ زمین غیر کی مالک بنی سو مالک مستحق نے ادا  
عمارت اور درخت کا چا اسوا مسو ویسا ہی کیا تو شفیع ثمن پہرے مشتری ہی سو اس طرح اب ظاہر ہوا کہ مشتری نے اس سے جانی نہیں لیا سو اس طرح  
زمین اس کی مالک تھی لیکن جو نقصان عمارت اور درخت کی قیمت میں واقع ہوا مسکو مشتری سے نہ بائع سے لیکن مشتری کو اگر ایسا ہو کہا ہوگا تو  
بائع سے وہ نقصان ہو گیا اس واسطے کہ بائع نے اس کو دے دیا اور شفیع کو مشتری کی جانب سے تو دے دیا نہیں ہوا اس واسطے کہ شفیع نے تو  
مشتری سے زبردستی شفع لیا کذا فی المطاہی و ان اختلف الشفیع والمشتري فی الثمن واللازم فی حق الثمن منفقاً صلیق المشتري  
لا یشترک ولا یجوز لفران اور اگر شفیع اور مشتری ثمن میں اختلاف کریں اور مالک گہر مشتری کا مقبوض ہو اور ثمن بائع کو فسخ ہو گیا تو مشتری کی قول پر قسم کا  
تصدیق ہو کر مسو اسطیکہ وہ مسکو دے و پر بیع بیع کا ثمن اول سے اور دونوں قسم کہا دیکھ ہم اسو اسطیکہ مخالف و ان ہوا بی جبکہ انکار و ان  
جانب ہو ہوا و رد عوی ہی طریق سے ہوا و یہاں مشتری شفیع پر کچھ رد عوی نہیں کرتا کذا فی الزلیلی مختصراً و ان یزعمنا فالشفیع لکن لا یتبیت  
حتیٰ یثبت اور اگر شفیع اور مشتری دونوں گواہ لادین اپنے قول پر تو شفیع کو گواہ مقدم ہیں اسو اسطیکہ شفیع کے گواہ لازم ہیں مشتری کو  
ہم اور مشتری کے گواہ شفیع کے لازم نہیں اسو اسطیکہ مشتری کی جانب سے قسم ہے شفیع کے اخذ و ترک میں ادعی المشتري یمتد  
ادعی یا ثقل منہ بلا قہرہ فالقول لکذا ای للمباہم و عوی کیا مشتری نے ثمن کا ادا دے کے بائع نے اس سے کٹر کا رد عوی کیا بدین  
اد کے تبیین کرنے کے تو بائع کا قول مقبول ہوگا یعنی شفیع بائع کے ثمن بتائی ہو گیا و مع قہرہ المشتري اور قہن ثمن کے ساتھ مشتری کا قول  
مقبول ہوگا تو بموجب اسکو شفیع لیا و لہ حکم کما فی حدیثہ القول للمشتري قبل کذا لکذا و رد و ان یزعمنا فالشفیع لکن لا یتبیت  
کا رد عوی کیا اور بائع نے اگر کا تو قہن ثمن کے مشتری کا قول مقبول ہوا و قبل قہن کے دونوں قسم کہا لازم ہوگا و ان کل غیر قول صاحبہا و رد  
اگر کسی نے قسم نہ لیا کر کا تو دوسرے کا قول مقبول ہوگا و ان حکماً فیم البیع و اخیال الشفیع بائع مالک البائع مطلق اور اگر دونوں نے قسم  
کہا ہی تو بیع نسخ کجای و شفیع بائع کے قول کے موافق لیا کذا فی الملتحق و حکم البعض یطہر فی حق الشفیع فیما یزعم البائع و کذا حدیثہ البعض





وہ اس سے کچھ زیادہ شرب کا حکم تو ظاہر ہے اور خنزیری وجہ بہرہ سے کہ اس کی قیمت لینا بوسکی ذات کے لینے کی برابر ہے اور مسلم کو اس کی ذات کا لینا جائز نہیں تو مسطورح اس کے قائم مقام لینا درست نہیں اور یہاں قیمت سوکھتے ہوئے اور بزرگ کا بدلہ نہیں ہو سکتی کذا فی العطاوی وطلیحت معن فقہ فیہ الخنزیر یا لرجح الی الخ فی اشکلم او فایق ناق وکواختلفت فیہ فالقول للشفعة یجوز فیہ مطلقاً فیہ خنزیری کی قیمت کو صرف کار جوہر کر کے اس کی قیمت ہو گیا یا اس سلمان کی قیمت ہو گئی جس نے قویہ کی شراب خوار سے اور اگر شمیم اور شمیمی خوار خنزیری کی قیمت میں مختلف ہوں تو مشتری کا قول مقبول ہو گا کذا فی النایہ ویاخذ الشفیع بالثمن وقيمة البناء والعرض مستحق القلم کا من فی العصباء الشفیع شفعہ ثمن سے اور اس عمارت اور درخت کی قیمت سے جو مستحق قلم سے نہا پنجہ عصب میں ہو جو کچھ قلہ تماماً لودھتاً یا لودن کشیدہ یا لوطاً لکھا یا یخص کشیدہ جو الشفیعہ بین رکھا او اسن ہا و اعطاء ما زاد المصنوع فیہا لیعد نقصانہ ولا فیہ نقصانہ بخلاف الیاء وکذا اذ اذکار اگر مشتری نے بہت رنگوں کا روغن لگا کر مہینے کا بہت لگا کر کی اس میں نوشیع مختار سے اس کے چوڑے دینے میں یا اس کے لینے میں اور اس قدر کے دینے میں جس قدر کہہ کی قیمت رنگ انہی سے زیادہ ہوگی بسبب تعدد ہونے نقص رنگت کو اور مالا او کڑے رنگ کی قیمت نہیں بخلاف نقص عمارت کہ اس کی قیمت کچھ باقی رہتی ہے کذا فی عادی الزاہدی لولم یجئ المشتري او عرض او کلمة الشفیع لیشتر فلیعما شفع ثمن او قیمت عمارت اور درخت کی دیکر اگر مشتری نے عمارت بنائی ہو یا درخت لگائے ہوں یا کہ شفع مشتری کو عمارت کو دینے اور درخت او کہاٹے کی تحلیف دی الا اذا کان فی القلم نقصان لا یجوز فان الشفیع لکان یاخذ ہا صم قیمۃ البناء والعرض مقبولة غیر ثابتة فہستاقی لکریجہ او کہاٹے میں زمین کا نقصان ہو نوشیع کو کار سے لودھت لینا کہ وہی عمارت اور کہاٹے درخت کے ساتھ کذا فی القہستانی وعن الثانی ان شاة اخذ بالثمن وقيمة البناء والعرض او ترک وبقال الشافعی ومالک قلنا یجوز فیما لغيرہ فی حق اقول ولذا انقم علیہ فی قصدا وروایت سے روایت ہو اگر عارضی ہو یعنی ثمن اور عمارت اور درخت کی قیمت سے یا چاہے اس کو چوڑے یعنی قلم عمارت کی تحلیف نہیں ہے سکتا اور یہی کہا ہے امام شافعی اور مالک نے ہمارے جواب میں کہتے ہیں کہ مشتری نے اس میں عمارت بنائی ہے میں غیر مشتری کا تو ترحق سے دلہا وہ مقدم ہو گیا اس کے لینے میں مشتری پر تو اس کو نقصان عمارت اور درخت میں بھی اختیار ہو گا کہ یفرض الشفیع حکیم نقص قائمہ ای المشتري حتی الوقف والمصحف والمقبرة والمهبة بل یجوز فیہ صطرح مقفوض کر دینا کہ شفع مشتری کے سبب تصرفات کو یہاں تک کہ وقت اور مسجد اور قبرستان اور بیہ کو بھی کذا فی الزہبی والزاہدی ہم یعنی اگر مشتری نے خرید کے بعد اس کو وقف کر دیا یا مسجد بنائی یا قبرستان کیا یا کہ کچھ بہ کر دیا تو شفع ان سبب تصرفات کو ترک کر سکتا ہے عطاوی نے قہستانی سے نقل کیا کہ نظم میں ہے کہ نقص مسجد اور شفع ہونے کا جائز نہیں اور شفع شفع کا اصل ہے واما العلم واما النعم فلا یقلکم استخفا لا ان لہا یتعلوہ ویتوقی لا الخ اور زراعت تو نہ او کہاٹوں جاوگی ہوا سطل کہ اس کی نہایت معلوم ہے اور اس کا باقی رہنا جو ضرر کے ہو گا یعنی اگر مشتری نے خرید کے بعد عمارت کی زمین میں تو وہ قائم ہوگی چنگی تک اور مشتری پر اس کی اجرت لازم ہوگی ورجع الشفیع بالثمن فقط ان اخذ بالشفعة ثمنی او عرض من شتر استخفت ولا یرجع بقیمۃ البناء والعرض علی احد الا نلایس بغيرہ بخلاف المشتري او شفعی نقطہ ثمن کو پہلے اگر اس نے شفع کے سبب دیا چوڑا دوسم عمارت بنائی یا درخت لگا یا پھر وہ زمین میرا ملک کی ملک ہو گئی اور عمارت اور درخت کی قیمت شفع کی شفع سے لگا کر اس کو کسی سے نہیں دیا بخلاف مشتری ویاخذ کل الثمن ان سہت الدل وحق الشفیع لافعل اصدا ولا اصل ان الثمن یقال لاصل لا الوصف اور شفع کل ثمن سے لے کر اگر خود بخود ویران ہو گیا یا درخت خشک ہو گیا اور قاعدہ ملک ہے کہ ثمن مقابل ہوتا ہے ہل سیم کے زیادہ اس کی وصف کے ہم عمارت اور درخت وصف خانہ اور باغ نہیں لکھتا بلکہ ثمن ہوں تو یوں کہنا بہتر نہا کہ ثمن ہل کے مقابل ہوتا ہے نہ تابع کے کذا فی العطاوی وذلذا اذا امر بین ثمنی ثمن نقصان او شفع اور یہ بھی در صورت ویرانی خانہ اور خشکی باغ کے کل ثمن سے لینا او سوت ہو جبکہ بنا و شفع یا درخت کی لکھنا سہ کچھ باقی رہا ہو فلو بقی واخذ المشتري لا یفصل من الارض حیث لربکن تبعاً للارض لا یفصل حصته من الثمن فیمقر الثمن علی



حاکم اوس سے کہے کہ توشعہ ہزار کا مفقود ہے اگر مدعی کہے کہ ہاں میں اسکا اعتقاد رکھتا ہوں تو اس کے واسطے شفعہ کا حکم نہ ہے اور اگر مدعی وہ نہ کہے تو  
 حاکم حکم نہ دے غیوت شفعہ کا کذا فی النبیۃ والبراز یہ ہم یہ ایک قول ہے اقوال شیعہ میں اور یہ علوانی کا قول حسن الاقوال ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ  
 حاکم حکم نہ دے کیونکہ مدعی اسکا اعتقاد نہیں اور دوسرا قول یہ ہے کہ حاکم حکم نہ دے ہو سیکے حاکم تو اس کے دیو کو جاکر اعتقاد کہتا ہے اور یہی مشہور ہے  
 کذا فی النبیۃ والبراز کے آخر الشفیع ابی حاتم الطبری لکون العاقب لکذا ہاں بھی حسن الاقوال نے یہی کہ طلب شفعہ میں نہیں  
 کی ہو سیکے تا فی وقت وجوب شفعہ کا مفقود نہیں توشعہ ہزار کا مفقود ہے یعنی اس قدر سے تاخیر طلب ہو سیکے شفعہ نہ ہوگی دیکھا کہ طلب میں انتقام  
 احضار کے فاسد نہیں بخلاف سندی یہود کے حکم لائی اور یہ طریق شفعہ تاخیر طلب میں مفقود ہے اگر اوسنے تاخیر سے مشتری کا حاضر کرنا طلب کیا تو  
 تاخیر سے نانا یا مشتری حاضر ہو گا نذرہ ابو السور ورنظاں یہودی کے سبب سے چنانچہ آگے آگیا یعنی اگر سودی یوم السبت کی تعطیل کے سبب سے یا نصرانی  
 یوم اللامہ کی تعطیل سے طلب شفعہ میں تاخیر کرے گا تو مفقود نہ ہو گا کذا فی شرح الحموی شفعہ میں اسکا جائز و فہم فراہم و یا بعد بآئینہ انراخذ ہاں شفعہ  
 بالشفعہ اخذ ہاں شفعہ لان تمامہ انقصت علی قیۃ الارض یوم الشراء قبل دفع الثواب علی قیۃ الثواب لان بعد دھارہ اسکا ایک شخص نے  
 زمین جس پر بی سودم کو پہرا دلی مٹی اور مٹی کو بیچ پھر اوس میں برفیق زلیا بشفعہ کے توشعہ اسکو دے دم سے ہے ہو سیکے زمین کا  
 شرف سے سودم ہاں مادی زمین کی اس قیمت پر جو خرید کے دن بھی مٹی لینے سے پہلے اور اس مٹی کی قیمت پر جو کو اوس پر لیا اور دونوں قیمتیں برابر ہیں  
 ہم طحاوی کہتا ہے تعلیل ظاہر نہیں گرجیکہ وہ نوکی قیمتیں عند النقد برابر ہوں ولو کہتے اسکا کانت فالجواب لا ینفذ و یقال للشفعہ ان دفع  
 ما کسبت فیما فی ملکک ساوا النافذ اور اگر مشتری نے زمین نوکر مٹی سے بہری جس کی کہ سہرا بھی جو جواب مفقود نہ ہو گا یعنی شفعہ ہو سیکے  
 یہاں ہی درم سے لیا اور مشتری کو کہا جاوے گا کہ خیال ہے جو اس میں توشعہ مٹی بہری ہے کہ وہ تو مشتری ملک ہو گا تا فی ما مدی الزاہدی و فیہ شفعہ  
 دا ادا الى المصداق فلیس الشفیع ان یجعل الفیق و یا اخذ ہاں بالشفعہ لانہ ملکھا بیدع فاسد انتمی قلت و سبغی انہ لا یشفعہ فیما ینفع فاسد  
 ولو بعد الفیق لاحتمال الفیق نعم اذا سقط الفیق ینفع و صحیح اور ما مدی زاہدی میں سے کہ اگر خرید کیا کہیت کہتے گی مدت ملک توشعہ  
 کو جائز نہیں کہ شرف معمل دے اور اگر کو بہرہ شفعہ ہے ہو سیکے مشتری اگر کا مالک ہوا ہے بیع فاسد کے سبب اسنے مانی الحادی میں کہتا ہوں اور آ  
 آوے گا کہ اسکو بیع شفعہ نہیں جس میں بیع فاسد ہوئی اگر بیع فیس کے بعد ہوا خیال فیس کے سبب ہاں کچھ فیس سا فہم ہوا کہ مشتری کی عمارت بنانے سے  
 اور اسکا اسکے کوئی اور شفعہ سے توشعہ واجب ہو گا و فی المبسوط الہفت عشر طالعون انما کتبت الی اللہ لو ہو بکذا اقصی الکل قالو  
 و ہب اذا علی عیض العیض فقیض احد العوضین دون الآخر فوسلم الشفیع الشفعہ فہو باطل حتی اذا کسبت العوض الاخر  
 کان لہ ابن یا شفعہ لکذا بالشفعہ او مبسوط میں ہے کہ یہ بشرط عوض من تو ہو بہرہ کی ملک ثابت ہوتی ہے جسوقت کہ مقبوض ہو یعنی دونوں  
 عوضوں پر وہب اور وہب بہرہ کا قبضہ ہو جائے تو اگر کہہ سہ کیا ہزار درم کی عوض پر پر ایک عوض پر قبضہ ہوا نہ دوسری عوض پر شفعہ شفعہ  
 و بکذا ہاں کہ جب دوسرا عوض مقبوض ہو تو شفعہ کو ثابت یارہے کہ اگر بے شفعہ کے سبب والد علم باب ما تثبت فیہ  
 او لا تثبت یہ باب ہے اور اسکا جہت شفعہ ثابت ہوتا ہے یا ثابت نہیں ہوتا لا تثبت قصدا لانی عقار ملک ہوا جس طرح اللہ ہوا ہاں  
 خسر المہم شفعہ ثابت نہیں ہوتا قصدا لانی عقار میں جو ملک ہوئی ہے اوس عوض کے بدلے جو مال سے عوض کی قید سے بہرہ ہوا عوض  
 خاں ہو گیا اور مال کی قید سے نہ ہو گیا ہم قصدا کی قید اسواسطے لکھی کہ شفعہ غیر قصدا میں بھی ثابت ہوتا ہے چنانچہ شجر اور درخت  
 میں شفعہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر بے ساتھ اور اگر بے سہرا میں خاں اسکیا کے ساتھ اور اسطرح میں اراضی کے ساتھ و ان کو بکری بقیع خلافا  
 لشفاعی شریعی ای بیت لکرم الی ہاں و حجام و بقر و فہر بیت صغیر لا ینکح قسمۃ اگر بے عقار اور ناند عقار قسمت پذیر نہ ہو بقر و فہر  
 شافعی چنانچہ اسکیا اور تمام اور کھوان اور نہر اور ایسا چوگا کہ جہت قسمت ممکن نہیں یعنی قسمت کرنے سے لائق انتقام کے نہ رہتا ہے میں سے

کتاب الشفعة  
 فیما ینفع فاسد



غریب کی اور کس طرح اقبال بیچ سے ثالث کے حق میں اور شریک سے بائع اور شریک کا کذا فی الدرد و تثبت الشفعۃ للعین المملوۃ المستقر  
بالدین اسلحۃ الدین برکت کو کتبہ لیس بشرط ان کان فی مملکتہ یا شفعۃ ثابت سے غلام اذن کو اس طرح جو حق میں ڈوبا ہے اپنے محلے  
کی بیع میں ان کمال سے کہا محیط ہونا تو ان کا غلام کی گردن اور کئی کو ثبوت شفعۃ کی شرط نہیں ہم یعنی اگر مولے نے گہریچا تو اس کا شفعہ اس کے غلام  
تاجزہ یوں کیا اسے ثابت ہو اسلحۃ کے در صورت ان تجارت جو غلام کے پاس ہے وہ مولے کا ملک نہیں ہے اور یہی علت ہے مولے کے شفعہ  
لینے کی غلام کی بیع میں و تثبت الشفعۃ فی حبیبہ بناء علی ان الاختیار بالشفعۃ بمنزلة الاختیار و شریک کا ہونا مگر اس کا شفعہ ثابت ہو  
غلام اذن کے ملک کیا اسے غلام کے نیچے گہریچا ہو اس طرح کہ شفعہ سے لینا بمنزلة خرید کے ہے اور ان میں سے ایک کا خرید کرنا دوسری سے جائز ہے  
و تثبت الشفعۃ فی حبیبہ بناء علی ان الاختیار بالشفعۃ بمنزلة الاختیار و شریک کا ہونا مگر اس کا شفعہ ثابت ہو اسلحۃ کے در صورت ان تجارت جو غلام کے پاس ہے وہ مولے کا ملک نہیں ہے اور یہی علت ہے مولے کے شفعہ  
لینے کی غلام کی بیع میں و تثبت الشفعۃ فی حبیبہ بناء علی ان الاختیار بالشفعۃ بمنزلة الاختیار و شریک کا ہونا مگر اس کا شفعہ ثابت ہو  
غلام اذن کے ملک کیا اسے غلام کے نیچے گہریچا ہو اس طرح کہ شفعہ سے لینا بمنزلة خرید کے ہے اور ان میں سے ایک کا خرید کرنا دوسری سے جائز ہے  
و تثبت الشفعۃ فی حبیبہ بناء علی ان الاختیار بالشفعۃ بمنزلة الاختیار و شریک کا ہونا مگر اس کا شفعہ ثابت ہو اسلحۃ کے در صورت ان تجارت جو غلام کے پاس ہے وہ مولے کا ملک نہیں ہے اور یہی علت ہے مولے کے شفعہ  
لینے کی غلام کی بیع میں و تثبت الشفعۃ فی حبیبہ بناء علی ان الاختیار بالشفعۃ بمنزلة الاختیار و شریک کا ہونا مگر اس کا شفعہ ثابت ہو

و تثبت الشفعۃ فی حبیبہ بناء علی ان الاختیار بالشفعۃ بمنزلة الاختیار و شریک کا ہونا مگر اس کا شفعہ ثابت ہو

بیع او کسی قیمت کے موافق بلا قیل قیمت سے بڑھ کر انی اللقیہ ہم یعنی منیر کا اب اگر منیر کا شفعہ معاذ کے تو تسلیم صحیح ہے امام کے نزدیک یعنی بعد بیع کے منیر اس کو طلب نہیں کر سکتا خواہ بیع قیمت اکثر یا مساوی یا اقل ہو یعنی بوا اور محمد کا مذہب یہ ہے کہ در صورت مساوات یا قلت قیمت تسلیم باپ اور وصی کو بطل شفعہ نہیں ہوگا بلکہ باپ یا وصی کو بطل شفعہ اور اقل عمل الموقوف بطل شفعہ حق لو کان التسلیم اور الاقرار عند القاضی والا لویع لکنہ بشرط عن الخصبین وطلب شفعہ کا دلیل جبکہ شفعہ تسلیم کرے یا اپنے کو بطل شفعہ کا اقرار کرے تو تسلیم صحیح ہو اگر منیر تسلیم اور اقرار نہ کرے اس کے پاس بوا اور قاضی کے حضور میں نہ تو صحیح نہیں لیکن دلیل صورت سے خارج ہو جاتا ہے و سکوت من قبل التسلیم اور ساکت رہنا اور ساکج تسلیم کا اختیار کہتا ہے تسلیم ہے ہم مثلاً باپ یا وصی کو تسلیم کا اختیار ہے اور انہوں نے بیع کی قوت سے کیا حکمیت سے منیر کو اسے تو بہہ سکوت بجا تسلیم ہے و بطلان صلیقہ منہا علی عوجہ ای غیر المشفق لکن لا شفعہ باطل کرتا ہے صلیقہ کرنا شفعہ کا شفعہ سے معص پر ہے یعنی غیر شفعہ پر بدلیل آئندہ ہم قول آئندہ یہ ہے وہ صلیقہ کے بعد و لو صالح علی آخر نعمت الدار و علیہ ردہ کا لاندہ شفعہ پر عوض کا پسیر دیا اور جب ہی اس کو صلیقہ وہ رشوت ہی ہم چونکہ شفعہ عبارت ہے حق ملک سے بلکہ لہذا اس کا عوض لیسیم نہیں و بطلان بیع شفعہ بہ بطلان و لکن المثل اور شفعہ باطل کرتا ہے بچا اپنے شفعہ کا مال کے اور اس بیع سوال لازم ہوگا یعنی اس کو صلیقہ وہ رشوت ہی و لکن الکفالة لاجل ان القویہ اور اس طرح کفالت باطل ہو جاتی ہے بیع سے بخلاف قصاص کے ہم کفالت سے یہاں مراد حاضر زمانہ سے یعنی اگر صاحب حاضر زمانہ سے کہا کہ میں تیرے ہاتھ حاضر زمانہ سے بچا ہوں اسے مال پر تو حاضر صلیقہ کا قطع ہو جائیگی اور مال واجب ہوگا بخلاف قصاص کے کہ اس کا عوض لینا درست اور اس طرح ملک خارج اور اسقاط بیع کا اعتبار درشت ہی اس کو صلیقہ کرنا میں ملک ثابت ہے و لو صلح علی آخر نعمت الدار فصحت اللزیم فی حق صحیح اور اگر شفعہ نے صلیقہ کی نفعت گہر کے لینے پر عرض بعض ثمن کے تو صحیح ہے و لو صلح علی اخذ بیعت بھت من الثمن لاجل حالہ الثمن عند الاخذ و لا شفعہ شفعہ عند الاخذ ان شفعہ نے صلیقہ گہر کے لینے پر بعد اس کے صف کے ثمن سے تو صحیح نہیں بسبب بھول ہونے ثمن کے لینے کی قوت اور اس صلح غیر صحیح ہے شفعہ شفعہ کا سا فطر ہوگا ہم نفعت گہر کی صلح میں ثمن بھول نہیں ہو اس کو صلیقہ گہر کا ثمن نفعت ثمن صحیح ہے اور نام گہر میں سے ایک کو شھر یا ایک دالان کا ثمن معلوم نہیں کہ کتنا ہے لہذا اس کا سابقہ میں صلح صحیح اور شفعہ باطل اور اس مسئلہ میں تسلیم صحیح اور شفعہ ثابت ہو و بطلان صلیقہ قبل الاخذ بعد الطلب اذ فیہ ولا قودت خلافاً للشافعی و لو مات بعد القضاء لایطال شفعہ باطل کرتا ہے شفعہ کا مر یا شفعہ لینے سے پہلے طلب کے بعد یا قبل طلب کے اور شفعہ مورد ثمن نہیں ہوتا بخلاف شافعی کے اور اگر شفعہ مر جائے تو حکم کرنے کے بعد تو شفعہ باطل ہوگا ہم جو بطلان یہ ہے کہ شفعہ عبارت ہے جو مجرد حق ملک سے اور وہ باقی نہیں رہتا صاحب حق کے مر یا یکے بعد از اوسمین کو کہ میراث جاری ہو کر انی الدرر لا یطلہا صوت المشتري لبقا و المستحق شفعہ کو باطل نہیں کرتی مشتری کی موت بسبب باقی شفعہ مستحق کے یعنی شفعہ کے و بطلان بیع ما یشفع بہ قبل القضاء بالشفعة مطلقاً علیہا قائم لا اور میں زمین اور گہر کے بعد سے شفعہ لینا جائز اور اس کا جبران قبل اس کے کہ قاضی ثبوت شفعہ کا حکم کرے ہر طرح بطل ہے شفعہ کا خد شفعہ کو اس گہر کی بیع کا سکا و شفعہ سے علم ہو یا نہ و لکن لو حیل ما یشفع بہ صحیح اور مقبلاً و وقتاً مستحقاً اور ہر طرح بطل ہے باطل ہوتے اگر اس مقام کو جس کے سبب شفعہ ثابت ہو جائے مسجد ناجی یا قبرستان یا وقت سبیل قرار دیا کرنا انے الدرر یعنی تو یہ صلیقہ شفعہ ثابت ہو گا کہ اس کو مسجد وغیرہ کی ملک اقل ہو جائے لہذا شفعہ ثابت نہیں ہوتا بشرطیکہ قاضی نے ثبوت شفعہ کا حکم دیا ہو و الا شفعہ ثابت ہو گا کرنا فی الطحاوی و لو باع غیر شرط لیس فی الشفعہ لبقا و المستحب اور جس کے سبب شفعہ حاصل ہوتا ہے اس کو بیع یا شرط اختیار یا بیعت کے تو شفعہ باطل نہیں ہوتا بسبب باقی رہنے کے یعنی سبب خفاق شفعہ کا ملک ہو اگر اس مقام کی جو اور شفعہ یہی مسئلہ ہے ہر گاہ کہ سبب بیع بشرط یا کو باکم و زائد نہیں ہوئی و بطلان بیع شفعہ من المشتري اور شفعہ کو باطل کرتا ہے خرید کرنا شفعہ کا مشتری کی یعنی جب شفعہ نے در شفعہ کو مشتری کی خرید کیا تو یہ خرید کرنا عرض ہو اطلب ہو اور اعراض بطل شفعہ





مگر مثلاً ایک گز نہیں بچا یعنی کیجا بن تو شیعہ کو شیعہ علیکالبعیہ ہم اتصال کے ہم شیعہ کا سبب اتصال ملک شیعہ تھا سو اگر کسی گز بہرہ امتداد بہرہ یا  
بہرہ یا اصل گز نہیں شیعہ کیجا بن کی معنی تو اب شیعہ اوسین شیعہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا بشرطیکہ طول مستثنیٰ شیعہ کے تمام گز کو لاس ہو اور یہی  
سے شیعہ جو اس کے ساتھ کا قالہ قول بان نصیب ذلک عاکسہ فی سہو اور تھیں قول کہ ذرا عاکسہ نصیب ہو سو یہی ہم بعد قرین سے صاحب در کی  
طوط رسو اسطر کہ صاحب در یون کہا جو کہ وہاں یہین جو یہ عبارت دلا فیما بین الا ذرا عاکسہ نصیب ہو سو کا تب کے سو سو ہی ہو سو شارح لکھا کہ اسکو بہرہ  
کہا سو سو ہو اسطر کا نام تمام جو بنی شیعہ کا نصیب در جب ہی وکنا لا شفعۃ لو وہب هذا الفذ لا لشعری وقضیۃ اور اسطر ہم شیعہ نہیں اگر ہند  
نشین ہند ایک گز طوطین یا بن سے مشتری کو بہرہ لا عرض کر دیا اور اسنو اس پر قضیہ بھی کر لیا ہم عدم ثبوت شفعۃ کی وجہ یہ ہے کہ ہم متصل شیعہ تھا  
وہ موہوب ہو گیا اور موہوب میں شفعہ نہیں طوطی سے کہہا خواہ بہرہ قبل بیع کے ہو خواہ بعد بیع کے و ان ایساع ہما متہ یقین  
فی ایساع یقیناً فالشفعۃ علیہ فی السہو اول فقط والمباقی للمشتري لا تہ شس لیلک اور اگر مشتری نے اسکا ایک حصہ مثلا دسواں حصہ  
بہرہ شس سے خرید گیا بہرہ یا بنی گز خرید کیا تو بہرہ کیا اسطر شفعۃ ثابت ہوگا فقط پہلے سے بین اور باقی گز مشتری کا ہوگا اسو اسطر کہ مشتری شریک ہو گیا  
یا بن کا سہم اول کی خرید سے اور شریک مقدم سے جار پر ہم سہم اول بین ہو اسطر شفعۃ ثابت ہو کہ پہلے بیع اوسکی ہوئی اور شریک مشتری کی یا بنی سو  
عقد ثانی کے وقت ہوگی شفعہ لینے سے پہلے اور مراد یہ ہے کہ شیعہ کو خبر بیع کی ہوئی ہو کہ وہون عقد کے بعد وحیلہ کلکۃ ان شریک اولیٰ داع  
او التہم بکل الفہم الاخر ہما فی الما فی یا بلالۃ اور تمام شفعہ کے اسطر کا یہی ہے جو کہ مشتری خرید کرے الیکر کہ مسئلہ اوسے بین یا سہم  
کو خرید کرے ہن مسئلہ میں تمام شس سے خواہ الیکدم کے اور باقی گز کو باقی الیکدم سہم خرید کرے ہم مثلاً ہزار درم سہم خرید کرنا منظور ہے تو اوس گز کا  
ہزار و ان حصہ ۹۹۹ درم سے خریدے اور باقی گز الیکدم سہم خرید کرے تو شیعہ کا شفعہ ہزار دین سے بین ثابت ہوگا ۹۹۹ درم کی شس سے اور  
باقی گز ہن شفعہ نہیں ہو اسطر کہ مشتری شریک ہو گیا اور وہ اجن ہی جارے کہ ان فی الدرد و لیکن لا تخلیقاً بلہ ما اردت بہ ابطال الشفعۃ  
اور جائز نہیں شیعہ کو سہم دینا مشتری کو اسطر کہ واللہ تو نے اس محل سے سہم شفعہ کے باطل کر دینا کا ارادہ نہیں کیا واللہ تخلیقاً باللہ ان اللہ یبع  
الاول ما کان یخلیۃ موید ذادہ معنی اللہ یبع اول شیعہ کو اس قسم دے کا اختیار ہو کہ واللہ بیع اول تمیہ نہ تھی کہ ذکر ہو زیادہ عن البزیر  
ہم نتیجہ اوس بیع کو کہتے ہیں کہ باقی اور مشتری بیع ظاہر کرن دشمن کے خوف سے اور حالانکہ وہ حقیقت میں بیع نہیں بلکہ وہ بزل ہی ہو سکی  
تخلیق کا اسو اسطر اختیار ہو کہ اگر وہ تلجہ کا اقرار کرے گا تو باقی کی ملک ثابت رہیگی اور شفعہ جار فاعلم کہ ان فی الموطا وی و ان ایساعہ یقین  
کثیر فو دم ثوباً عنہ فالشفعۃ بالیقن لا بالثوب فلا یزغب فیہ اور اگر بیع خرید کیا شس کثیر سے بہرہ کی عوض کثرت یا تو شفعۃ ثابت  
ہوگا شس سے نہ کرے سے تو اسین جو ہن ہوگی ہم مثلاً ایک گز کی قیمت سو درم سے اوسکو ہزار درم کے شس سے خرید کیا بہرہ شس کے عوض باقی  
کی رہا سہم سہم ایک خان یا تو کہ شفعہ دیکر گز کو اسکو شفعہ ہزار درم کی عوض لکھا نہ خان کی عوض ہو اسطر ہزار درم کی عوض نہاں دینا دوسرے عقد ہی اور گز کی  
عوض نہی ہزار درم کا شس ہو وہ حیلہ نعم الشریک علی الذلک انما شفعۃ بالیقن لا بالثوب لذلک یقین لذلک الشیخ المذنب اور یہی ہے شریک دجاہ و نو کو عام لیکن باقی کو سہم  
جو اسو اسطر کہ باقی کو تمام شس دینا لازم ہوگا جبکہ شریک بیع غری کی ملک ثابت ہوگی فاما اولیٰ بیع دہا ہوا شس بین یا بلالۃ یطل المصنف اذا استحق  
تو بیجا درام شس کا ایک دینار سے بہرہ سے تاکہ حیلہ صفت باطل ہو جا جبکہ استحقاق ملک خبر کا ثابت ہو ہم شس کے درام مثلاً سو سے مشتری کی ذمہ  
بہرہ یا بن نے سو درم کو ایک دینار سے مثلاً بچا جو جبکہ استحقاق ملک غیر ثابت ہوگا تو بہرہ عقد صرف فاسد ہوگی اسو اسطر کہ اب ظاہر ہو گیا کہ مشتری  
کے ذمہ پر گز نہیں تھا تو مشتری نے یہ یاد ہی یا بن کو سپرد کیا یعنی دینار کہ ان فی الموطا وی وحیلہ آخریٰ حسن و اسئل وہی المتعارف  
فما لا مصادیقہ کہ ہا مقلوہ و کذا لوی اشعری بد اھو معلوہ یونہ او اشارہ مع قضیۃ فلو یس اشعری لکھا اسکل کذا ہا و صیغہ الفاظ  
بہرہ القبط فی المجلس لان شفعۃ القطن قطن الشفعۃ در خلقت و نحو فی المصنف انہ او ایک دوسرا حیلہ سے بہرہ اس ہا سب جیل نو





اوس شخص کو واقع نہیں ہوا جس سے قسمت کرنی تو یہاں قسمت نام مقصود ہوئی جو علم کا حکم ہے لہذا شفیع اور سکر ٹر سکے ہو گا تو اشد شری انسان دارا دھان شفیع  
توسلہ شفیع ثالث بعد کما قسما بعضا او غیر قله ای الشفیع ان یشفع عنک و سکر صید و الشفیع ثانی و ہا ہا چنانچہ اگر وہ شفیع کہ  
سول یا اور وہ دو تو شفیع بین اوس کہ جس پر تشریف شفیع آیا وہ نوکی قسمت کر لے کے بعد خواہ قسمت قاضی کے حکم سے ہوئی یا سوا کسی شخص یا عاصدی سے تو  
شفیع کو قسمت کا ٹوڑ دینا جائز ہے نصف کی تہائی ہو جائے کی ضرورت کذا فی شرح الوہاب یہ ہم پر تشریف جو نصف قسمت کی ضرورت اوس کی جیسے کہ ایک کہ جس پر دوسری  
مثلاً حق بین مثلاً انہیں سے دو فرد کہ ہر فرد کے کسے بائیں نصف نصف پرتیس پرتیس سے شفیع طلب کیا تو قسمت مذکورہ بقرض ہوگی اس ضرورت کی کہ شخص تہائی  
تہائی کا مستحق ہو اور وہ دونوں مشتریوں سے ہر ایک کو اپنی نصف نصف ہوا درصہ یا فی نہیں رہ سکتا لعلت الحار والمشتد فی وسکة العار والی شکیں فیہ الشفیع  
اللہ ہو لیا اذ لکول لا المشتد لا یستحق لعلت الشفیع اختلاف کیا پرتیس اور شری نے اوس کہ کی ملکیت میں جس میں شفیع رہتا ہو پرتیس جو تو شری کا  
منہول ہو گا اس واسطے کہ وہ شفیع کا سکر ہے و لعلت الشفیع ای تحلف المشتد علی العیون عند الیوسف وہ یقنی اور پرتیس کو مشتری کا قسم دینا  
اوس کی دست پر جائز ہے ابوسف کے نزدیک اور اس کے قوی پر ہم یعنی مشتری یون قسم کیا کہ وہ نصف ہر سیکہ علم میں شفیع کا سکر کہ نہیں علم پر اس واسطے کہ  
کہ جس کے فعل پختیلت ہو اور سکر کے فعل پختیلت نہیں ہوا لہذا اوس مشتری طلب المواشاة فانه یحلف علی العیون جیسے کہ مشتری اگر طلب مواشاة کا سکر ہو  
تو اوس علم پر قسم لیا کی یعنی اس واسطے کہ جو تحلف ہو کر کے فعل پر و ان انکرا المشتد علی طلب الشفیع او عند لقائہ تحلف المشتد علی البیان لا یخفی  
علما دونک الاول صاحب الدار ہو گا اگر مشتری اپنی ملاقات کی وقت طلب شہادتی بخار کیا تو شری قسم کیا قطعاً اور یقین پر ہو گا کہ مشتری کا علم طلب شہادتی کو محدود ہے  
و طلب شہادتی کو کذا فی مادی الزام ہی ہم اگر طلب شہادتی بھی غیر کا یعنی شفیع کا فعل ہو لیکن چونکہ حالت کو سامنے کا فعل ہو لہذا قطعاً قسم لازم ہوگی جسے تو شری جو کہ شفیع طلب  
شہادتی کا دعویٰ ہوا اور گواہوں کے اسکو ثابت کر سکے و لا یرضنا فینہ الشفیع ای قال ابوسف فینہ الشفیع اور اگر شفیع اور مشتری دو دو گوارہ لادین تشریف  
کے گوارہ اور مقدم بین اور ابوسف کہا کہ مشتری کے گوارہ مقدم میں **فروع** مسائل غرض شریک یا غرضانی اسرار فی الغرم حق شفیعاً فان احاز الیدیم  
احتدھا لالشفیع و لا یطعن لاجارہ ان دھا مالک سہوہ چیز کی جو غیر کے اجارہ میں ہے اور حال کما سببر اسکا شفیع ہو سوا گستاخ بنے بیع اوس کی  
جائز کہی تو اسکو لیکتا طریق شفیع یعنی اور اجارہ باطل ہو جاوگا اور اگر بیع جائز کہی تو اجارہ باطل ہو گا اگر شفیع رد کر دی ہم یعنی عدم جائز بیع کو سہا  
شفیع بھی طلب کیا تو اجارہ باطل ہو گا اس واسطے کہ طلب شفیع صحیح نہیں کہ بعد بطلان اجارہ کذا فی الوہاب شری الطیلر والاشفیع لہ الشفیع والوہی کا کہ  
قلد یسکتان فی شرح البیہ ما یحلف فینہ الشفیع ایسے شخص منکر کیواسے خرید کی اور حال کما پ شفیع ہو تو اسکا شفیع ثابت ہو اور وہی باپ کی ہانہ ہو میں  
کہا ہوں لیکن شرح میں کہ حالت جو سو ضرور رہا ہم شرح میں یون سے کہ باپ کی قید ہو ہو طو لگائی کہ وہی شفیع نہیں لے سکتا اتفاقاً اس واسطے کہ  
شفیع لینا نہیں ہو تو یہ سکر سے اور وہی کو شرم مال خرید کرنا جائز نہیں اپنی ذات کیو طو لو کانت دارا الشفیع ملاحقہ بعض المبیع کان لہ الشفیع فی کذا  
وقفہ و لوفیہ تعریف الصیغۃ اگر شفیع کا کہ متصل ہو بعض مبیع سے تو اسکا شفیع فقط اسی قدر میں ثابت ہو گا جو کہ متصل ہو اگر کہ میں تعریف صفہ ہوتی ہو  
ہم صورت ان کی جیسے کہ دو گھر کی بیع ہوئی اور شفیع کا گھر ایک ہی گھر کے پاس ہو جاوے لا صدق ہو کہ ہر ایک کی دیوار علیہ ہوا اور دونوں دیواروں  
میں راہ نہ ہو مکان کی تسلی کے سبب ہو کہ دونوں کے اتصال کے سبب ہو کذا فی الطحاوی عن الحموی الاثر اعلیٰ عن الشفیع یطیحا اذ صا مطلعا  
لا دیانۃ ان لم یخبر کہ شفیع کی یا سبب ابراہام عام کرنا شفیع کو باطل کر دیتا ہو نصاً ہر طرہ اور دایۃ مطلب نہیں اگر شفیع شفیع کو بخانا ہو ہم صورت  
اوس کی جیسے کہ ایک گھر کا تو باقی مشتری نے کہا شفیع کی کہ تو ہیکو بری الذکر کر دی ہر صورت جو جو تری خصوصیت کہ ہماری جانب ہو سوا اسکو ابراہام  
کر دیا اور حال کما کہ شفیع جانتا نہیں ہے کہ او کی جانب اسکا شفیع واجب ہو تو اس ابراہام سے قاضی کے نزدیک اسکا شفیع باطل ہو گا لیکن فیما بینہ و  
بین شدہ شفیع باقی رہیگا اسواسطے کہ اگر وہ جانتا تو شفیع چھوڑتا اور ابراہام میں ہے کہ جیسے محمد کے قول پر اور ابوسف کے قول پر تو بات میں الجھوٹ  
برآئتا ثابت ہو جائی جو قضا بھی اور دیا شہی و علیہ القوم جیہا شرح منظرہ اور خلاصہ اور خزائہ الفتاوی میں ہے کہ فی الطحاوی عن الحموی اذا صیغۃ

المشتري المانع في الشفعة من حذر ان شاء الله ما زاد الصنف او تركه بحكم شترى في عارت من رنگ آمیزی کی پیشتر آید و در مختار بود چای  
 او سکو و تاد و سکو و سکو و رنگ آمیزی سوزید و هر گاه اور چای شفعه ترک کرے آخر الحارطه لکن القاضی لا یزاد فی حشر شترى  
 طلب شفعه من تا فیکو اسوا سحر کما فی شفعه بوا را کا اعتقاد نہیں کہتا تو وہ معذور ہو گا سیمیم البیم یوم السبت فلور لیکل لو یکن عدل کا  
 یہودی نے سینی کے لان میں شترى اور شفعه طلب کیا تو یہ قدر ہو گا ہم یہ تینوں مسئلے کو بر گئے کہ سابق مذکور ہو چکے ہیں قلت یوجد منه ان الیہ و  
 اذا طلبت شفعه من القاضی احضار یوم سبتہ فانہ یجوز للمضور ولا یكون سبتہ عند رجوع افعة القاضی قالہ المصنف قلت وہی و افعات  
 المختار فی من کہتا ہوں یوم سبت کے عذر ہونے سے یہ مسئلہ مختار ہے کہ جب یہودی اپنے دعا علیہ کا احضار چاہے قاضی سے اس کے یوم سبت میں قاضی  
 اس کو حاضر کرادے اور اس کو یوم سبت عذر ہو گا اور یہ مسئلہ فوری طلب ہو چکا ہے کہا ہے مصنف میں کہتا ہوں اور یہی مسئلہ و افعال سامی میں مذکور ہے  
 لیس علی الشفیع علی المشتري انہ یحال لا یطالھا یخلت وفي الوہان یقر حلالہ قلت مستدرک لان ابن المصنف فی حاشیہ الاشباہ و الاہمال کہتا ہے فی حاشیہ  
 شفعہ نے شترى پر یہ دعویٰ کیا کہ شترى نے شفعہ باطل کر لیا کیلئے تو شترى قسم لی کہ یہ دعویٰ اور یہاں نہیں اس کو مخالف عدم حلیف مذکور ہیں  
 کہتا ہوں اور مقرب ہم یہاں مذکور کر رہے ہیں اس مسئلے کے مصنف کو فرزند نے شہادہ کے اپنے حاشیہ میں کلام دیا نہیں کی طرح ایک ہی کہ  
 اس مسئلہ زیادہ نہیں ہو سکتی تو ہو گیا اور کہتا چاہیے ہم خلاصہ تائید مذکور یہ ہے کہ قاضی خان اور دلو الی کے کلام میں اصل سے مختصر کہ شترى  
 پر قسم لازم نہیں تعلیق لایطالھا بالشرط کا ذکر ابطال شفعہ کا تعلق کرنا شرط سی جائز ہم صورت اس کی جیسے کہ شفعہ نے شترى سے کہتا کہ شترى  
 شفعہ پر خود اس طرح تسلیم کر لیا اگر تو نے اپنی ذات کی یہ شرط خریدی ہو سو اگر شترى نے کسی اور شخص کو یہ شرط خریدی کہ تو اس کا شفعہ ثابت ہو کہ انی الطحا  
 عن منیۃ الغنی و الحقی لہ دفع فی رد فی الدار و شفعہ فیما یعول هذه الدار اری وانا ادعیہا طاعت و صلت ال و الا انما لہ شفعہ فیما  
 ایک شخص کا دعویٰ ملک ہو کہ شترى اور شفعہ کا بھی اس میں دعویٰ ہی تو ہوں دعویٰ کرے کہ یہ گھر میرا ہے اور میں اس کا دعویٰ کرتا ہوں  
 سو اگر یہ گھر مجھ کو پہنچا تو بہتر ہے اور اگر نہ پہنچا تو میں اس میں اپنے شفعہ کے دعویٰ پر ہوں ہم جیسے مسئلہ مذکور میں یوں مذکور ہے کہ اگر ایک گھر  
 دو مسکے پاس تھا اور صاحبان اس کا شفعہ سے اور اس کا زعم جیسے کہ خانہ بیع میرا ملک ہو سو وہ ڈرتا ہے کہ اگر میں اس کا ملک کا دعویٰ کروں تو  
 شفعہ باطل ہوتا ہے اور اگر شفعہ کا دعویٰ کرے تو ملک کا دعویٰ باطل ہوتا ہے تو وہ شخص یوں دعویٰ کرے کہ یہ گھر میرا ہے اور میں اس کا دعویٰ کرتا ہوں  
 کہتا ہوں سو اگر وہ مجھ کو پہنچا تو بہتر ہے اور نہیں تو میں اپنے شفعہ کے دعویٰ پر ہوں سو اس طرح کہ یہ مسئلہ ایک کلام پر تو شفعہ میں سب کو ثابت ہو گا کہ  
 فی الطحا و عن الحموی استحقاق الشفعہ علیہا بالاختیار و انما یجوز علی قولہ حلیہ کا کیونکہ ظاہر لایطالھا و الا کان ظاہر لایطالھا شفعہ نے غلبہ کر کے عمل کر لیا کہ  
 بدون حکم قاضی کے تو اگر شفعہ کسی عالم کے قول پر اعتقاد کیا تو وہ ظالم ہو گا اور نہیں تو وہ ظالم نہیں گا ہم شفعہ حلیہ میں مصنف نے کہا کہ مجھ کو  
 مسئلہ میں اعتراض یہ ہو سکتا کہ درود غیر کتب فقہ میں جیسے مصرع ہو کہ شفعہ کی ملک ثابت نہیں کرتا یعنی قضاء قاضی سے ہو چکے ہیں اس کو  
 قول عالم کے اس سے استنباط کیا تو یہ مسئلہ ہوا غریب ملک پر تو یہ مسئلہ ظالم ہے اور اگر ہو کہ شفعہ کو اعتبار کیجئے تو وہ نقطہ گراہ کرنے پر مجبور  
 ہو جاتا ہے تو ظالم کی قول کی یہی وجہ حاجت نہیں اور نہ تراضی اور قضاء قاضی کی حلیہ نے کہا جب ظالم ظہر گا تو اس سے بغیر ہو گی اس سے اعلیٰ حد الیہ  
 السفل و الشفعة و اسباب الغش و الطریق اذا اختلفوا فیہ اکتل فی الاشباہ کا چند چیزیں عدد اشخاص میں ہیں ایک نویت و دیگر  
 شفعہ شترى قسمت کرنے والی کی اجرت جو بھی راہ جیکو زمین لوگ اختلاف کریں جیسے ساسا غرہ شہادہ میں ہیں ہم دیت کہ عذر ہو کہ اگر مقتدر یا با گیا  
 مکان ملوک میں تو اس کی دیت اس مکان کے سبب لکن پر لازم ہو گی برابر خواہ کسی ملک کو ہو یا زیادہ اور شفعہ کی برابری خود مذکور ہو گئی اور اجرت  
 تقسام کی جیسے صورت ہو کہ ایک شخص نے زمین کی قسمت کر دی شترى کو تو اس کی اجرت اس کے نزدیک سب برابر ہو اگر چاہے ایک حصہ نقل ہو اور  
 دوسرے کا کثیر اور صاحبین نزدیک اجرت بقدر ملک ہو اور اس کو جو غیر نافذہ و مدعی اس طرح کہ شروع ظالم کیا ملک نہیں اس طرح کی ہے



کہہ کا حصہ ہے جبکہ ارباب بیوت انہیں اہلقت کرین ہوسو کہ وہ لوگ چننے اور دھوکے اور لکڑی چرنے اور ہات کٹنے میں سب برابر ہیں یعنی اگر حق  
ایک شخص کا داران طویل ہو اور دوسرے کی کوٹھری کوتاہ کنڈانی ماسنیہ الاشباہ والی المسودہ لا شفعۃ لہ فیما یستحقہ من ثواب نہیں  
کیا اسے کنڈانی العنا یہ صبیح شفقہ لا یشک لہ لاسیبل شفقۃ وان نصبت القاضی فیما یطلب احاد سواہ ایک لا شفعۃ ہی جیساکہ کوئی والی نہیں  
نوا دسکا شفعہ باطل نہ ہوگا اور اگر قاضی اسکی طرف سے کوئی کارپرداز قائم کرے اور وہ شفعہ کے کہنا سے طلب کرے تو جائز ہے کنڈانی الجواہر  
شفعہ کرنا وہ شفعہ حاتمہ فاقیمت الاشباہ کا کلاما المشازی فی القیامۃ وکنڈانی الاشباہ وکنڈانی الاشباہ وقت القیامۃ من حق سلفہ بکثرۃ و  
کنڈانی الاشباہ حصہ من الثمن حینئذ من ثلث نادرۃ معن یا لوالہما الحاصلی انکور کا باغ خرید کیا اور اسکا شفعہ غائب ہو سو دخت پہل لایم اور شتری  
نے انکو کیا یا شفعہ ابانہا و سنہ وہ باغ جو شفعہ لیا اگر دخت قبض مشتری کے وقت پہلے ہوں تو بعد قیمت بھلون کے من سے ساقط ہوگا اور اگر  
پہلے نہ ہو گئے قبض کو وقت تو نہیں ہوگا ساقط نہ ہوگا اسو اسکی پہل کا کچھ حصہ تھان میں اس وقت کنڈا فکر ہو زیادہ ہوا اتقان اسکا وہی الہایت ہے ویا حاتمہ  
فیما یستحقہ من الثمن لصفیہ اب و و حاتمہ للبلوچ فوسف اور ہا نہ میں ہے اور ہا نہ شفعہ کے حصہ میں جو حصہ اسے صغیر فرزند کہنا سے خرید کیا  
و حصہ خاصیت میں تاخیر سے تھیک کے بلوغ تک ہم اگرچہ خصوصیت میں تاخیر جائز ہے لیکن دمی کو لازم ہے کہ طلبہ شفعہ کرے اور خرید کے دن گواہ  
کرے کہ میں چنانچہ خزانہ اکل میں یعنی اسو اسکی تاخیر طلب شفعہ باطل نہ ہوگا و لیس لہ تفریق دارین بیعتا و لویغیر جاریہ للشرع احد  
اشفعۃ کو جائز نہیں تفریق کرنا ان دو گہروں کا جو ساقط ہی مع ہوتی اور وہ دونوں کا شفعہ ہی اور اگر شفعہ ہمایہ نہیں دوسرے گہروں کا تو تفریق  
الان تر سے تفریق اسو اسے کہ وہ تفریق شفعہ کے موجب اور ایک گہر کا شفعہ ہے اور دوسرے کا نہیں تفریق جائز ہے چنانچہ سابق میں مذکور ہوگا  
سے و ما حق استا طہ الخلیل مستقبلا و تخلیق فی الشکل لا شک انک اور ضرر نہیں کرنا اسقا ط شفعہ کا جلد سے دان حالیکہ وہ کا حصہ  
اسقا ط کا یعنی کچھ مضائقہ نہیں تصد شفعہ ساقط کرنے میں جلد سے اور تخلف اندہا قریب کی حالت انکا میں بلا شک ہوگا اور سب سے شرعا  
یعنی اگر بائع یا مشتری انکار کریں کہ ہمت اسقا ط شفعہ کا اور وہ نہیں کیا تو شفعہ کو ان سے قسم لینا جائز نہیں کنڈانی فتاویٰ قاضیان واندہ علی  
و شفعہ رائد تعلیم **کتاب القسمة** یہ کتاب جو قسم کے بیان میں ہے اسکی ساجو کی چیز کا اثنا مائیکہ سے اثنیۃ الشش تک ہیں اذا اداک لافراق  
یا ع فحب الشفعۃ او قسمہ قسمت کی ماسبت شفعہ ہو ہے کہ ہد شریکین جب افزان کا اور دوسرے کو اپنا حصہ ہم کر گیا تو شفعہ واجب ہوگا  
یا قسمت کر لیا کہ دونوں حج کے حق لغۃ اسو لا قسم کا لغۃ و لا لافراق قسمت لغت میں اسم ہی اقسام یعنی بائع لینے کا بیسے قدر ہر قسم  
اقتدا کا و شرعا چم نصیب شائع لہ فی مکان متعلک اور شرع میں قسمت عبارت ہو ایک شخص کے حصہ شائع کے جمع کر دینے سے ایک معین  
میں ہم مثلا ایک گہر کے تین شریک ہیں تو ہر شخص کا حصہ ہر گاہے اس گہر میں شائع ہے بلا تعین ہر جہاں دوسرے میں حصہ ہوگی تو ہر شخص کا حصہ  
خاص خاص مکان میں مقیم ہو گیا اسی تعین حق شائع کا نام قسمت ہو و سب یہاں طلب الشکاع و بعضہم لا لا فراق بلکہ علی وجہ الخصوص فلہو  
طلبہم لا یحق لبقیۃ اور قسمت کا سب طلب کرنا ہر شریک کا بعض کا اپنی ملک شفعۃ حاصل کر کے دوسرے پر وجہ بقوض تو اگر شریکوں  
کی طلب بائی بادی قسمت کرنا صحیح نہیں ہم مشترک چیز میں ہر شریک لینے ہی انہو فریک حصہ سے تو طالب قسمت گہر میں سوال کرتا ہو کہ اسکو  
اپنی حصہ کے اتقاق ہی خاص کر دی اور غیر کو اسکی انتفاع سے روک دی تو حاکم پر اسکی اجابت واجب ہوگی یعنی الزمینی و کنڈانی حق الفعل  
اللا سے یحصل بہ الا قرار و التقدیر لا انصاء کیل و دخی اور قسمت کا کرک و فعل ہے جسے بذاتی اور ترکہ حاصل ہو جائی حقون  
کے درمیان چنانچہ بیان کرنا اگر کو سے اپنا ہم یعنی چنانچہ گیلی چیز کو پائی کرنا اور زنی چیز کو تولد اور عدوی چیز کو شمار کرنا اور زنی  
چیز کو کر سے اپنا یہ کر کے قسمت کا کہہ دون اسکو قسمت کا وجہ نہیں و شرطا علم فو تر المفعلة بالقسمۃ و لا لا القسمۃ فی حاتمہ  
و حاتمہ اور شرع قسمت کی یہ ہے کہ مشترک چیز کی شفعۃ فو نہ ہو دی یا شفعہ سے اور اسو اسکی قسمت نہیں کیا فی دیوار اور حمام اور اند اسکو

کتاب القسمة





مصلح ہوئی ہو تو قسمت باطل سے کذا فی منبہ النسخی وغیرہ ہم مطلقاً ہی میں مانگ کر ہی بیرون نہ کریم اور اگر شرک شری ہون تو قسمت نہوگی ایک شرک کی غائب ہو  
سے حاضر و غائب اگرچہ شرک اور حاضر ہو گا وہ بیرون خریداری پر وقیع نقلی و بدعتی کا اذنیہ بدعتی اور مسلک مطلقاً اور شرک سے صلیبہ غیر فلا فرق فی النقل  
بائن شرک وراثت و مطلقاً اور قسمت کیا جائیوہ مال منقول جسکی میراث کا فیما بینہم شرکاء دعوی کرتے ہیں یا دسکی ملک مطلق کا دعوی کرتے ہیں یا کسی خریدار  
کا دعوی کرتے ہیں کذا فی شرح الوقاہ بعد الشرعہ تو کچھ فرق نہیں نقلی یعنی مال منقول میں در بیان خریدار و میراث اور ملک مطلق کے ہم منقول کی قسمت با  
خریدار نہیں ہو سکتی جائز نہ ہو کہ منقول میراث میں جو تو قسمت میں اسکا حقد اور حقدار کا حق پونجی ہو اور بقضہ دلیل ہے کہ کی اور اقرار دلیل سے صحت  
کی اور کو بھی اور کئے ساتھ ساتھ نہیں قلت و مر التمسک المیناء والا حقا حیث لم یتمتد بالقسمة و ان تبدلت فلا حرج قالہ شک جذا  
میں کہتا ہوں اور منقول مال منقول تجارت اور اشجار میں جہاں کہ قسمت متبدل ہو قسمت کرنے سے اور اگر قسمت بدلیاتی ہو قسمت ہو تو وہاں قسمت پر جہاں ہم  
کہا ہے جاری اور ستانے و حقدار بدعتی شراک اور ملک مطلق اگر قسمت کیا جائیوہ مال غیر منقول جسکی خریدار یا دسکی ملک مطلق کا شرکاء دعوی کرتے  
ہیں قالہ ادعوا الہ میراث عن ذیلی لا یقتضی تخیلاً یعنی اصل موثوق و حقدار و دینہ پر اگر شرکاء دعوی کریں کہ غیر منقول میراث جو زمین سے تو اسکی قسمت  
بجای یہاں تک کہ گواہ لا وین زید کی موت پر اور اس کے وارثوں کی شمار پر و قالہ یقتضی اعتبار فحوق فی الصلح الاشرار و صاحبین نے کہا کہ غیر منقول کی  
بھی قسم بجای کی محض ان کے اقرار سے چنانچہ وارث و غیر منقسم ہوئی ہے یعنی خریدار ملک مطلق کی قسم میں ولا ان یزعم ان العاقد معہما حتی یزعم  
انہ لهما اتفاقاً لان لا یصح لا یصح انہ معہما اجماعاً او اعادة فیکون قسمه قسطاً والعقد یقضی بدعتی و قسمت نہوگی اگر وہ شخص دعوی کیا  
کہ غیر منقول اس کے ساتھ جو یعنی اس کے قبضہ میں ہے یہاں تک کہ گواہ لا وین سپر کہ غیر منقول زمین و دو تھانہ ملک جو اتفاق امام اور صاحبین کے قول میں  
کہ احوال کہتا ہے کہ غیر منقول اس کے قبضہ میں ہو یا جاری یا عاریت کو تو بصورت میں قسمت خلافت کی شہرگی اور حالہ کہ غیر منقول زیات خود محفوظ ہم وار  
یزعم ان علی الوصی و بعد الوفاۃ و هو ای العقد قلت قال شیخنا و کذا المنقول بالاولی معہما و فیہ صغیر و غلبہ و فیہ قسۃ و فیہ قسۃ قاصدین  
لہما انظر للغائب الصغیر اور اگر گواہ لائے مورث کی موت پر اور وارثوں کی شمار پر اور وہ فیہ عاقد غیر منقول اس کے قبضہ میں ہے اور وارثوں میں غیر  
حاضر ہو ایک وارث کثیر غائب ہے تو درہ حاضرین میں قسمت کیجائیوہ اور غائب در صغیر کو اسطو ایک شخص اور کو حصہ قبضہ کرینا مقرر کیا جائیوہ کہ اوکی حق تلفی  
نہو و لا بد من البینۃ علی اصل المیراث عندنا ایتمنا انہا کما سار و ضرر سے شہادت سے اصل میثاق بھی امام کے نزدیک بر غلات صاحبین کی  
ذکور ہو چکا اصل میراث کی گواہی جسے کہ میراث کی میراث ہو کئی باب کی جانب سے مثلاً کذا فی مطلقا وی قالہ برہن و ادلت و اصل کا ایک ستر لا بد ان  
حضور اثنین و لو احدهما صغیر او معہما لہا وارث ایک وارث اور عدد و درہ پر گواہ لا وی قسمت نہوگی اسطو کہ دو وارثوں کا حاضر ہوا  
ہے اگر چہ و نہیں ہو ایک صغیر ہو یا معہما کما قوا ای الشرکاء معہ فیہ ای شرکاء بغیر الارث و غائب احد ہوا کذا فی الشرکاء لا یستحق الارث  
خصاً عن الغائب بخلاف الارث یا شرک خریدار ہوں یعنی شرک ہوں دون میراث کے اور ایک شرک نہیں ہو غائب تو قسمت نہوگی اور ایک شرک  
کی شرکت میں شرک حاضر شرک غائب کی طرف قسم ہونے کی صلاحیت نہیں کہتا بر غلات میراث کے کہ اس میں ایک وارث اور وارثوں کی طرف قسم  
ہو سکتا ہے او کذا فی صغیر الارث العقد و بعضہ مع الوارث الطویل او الغائب او کذا فی منہ لا یقتضی لزوم القضاء علی المظن و انما  
بالاخصیر حاضراً یا اگر غائب یا بعض عاقد میراث کی صورت میں وارث صغیر یا وارث غائب کے قبضہ میں ہو یا عاقد سے کچھ ہو تو اسکی قسمت نہوگی اگر  
ہوئے قضا کے صغیر یا غائب پر دون حاضر ہونے سے کہ دون کی طرف قسم صغیر کی مانند اسکی مان پر غائب کی مانند اسکا نزاع ہو چکی ہے کہ  
شارج کا قول بعضہ کہ ہو گیا من ہے اس قول کے ساتھ او شکی نہ و قسما المال المشرک لطلب اسلہم ان اتفق کل حصصہ بعد القسۃ اور  
یاں شرک قسمت کیا گیا ایک شرک کی طلب سے اگرچہ شرک ابھی حصصہ یعنی عامر کے قسمت کی بعد و یطلب ذی الشریک ان یقیم الامر لعل  
حصصہ اور زیادہ حصہ و ای طلب قسمت کیجائیوہ اگر دوسر شرک کو لغف حاصل نہو قسۃ حصہ کے سبب ہم یعنی اگر ایک شرک کو لغف ہوتا ہو کر قسۃ







و یکتا فی قضائہ بالاول والثانی والثالث وھکذا حیث ادر قاسم صلو کو لقب کو مری اول اور ثانی اور ثالث کے ساتھ و علی نہ القیاس رابع  
 اور قاسم بقدر حاجت کہ ہم ترتیب حصص بطریقے قاسم شروع کرتے تاکہ ہر شریک کے الزام پر نادر ہو قریعہ کئے کیوقت کذا فی الزمعی و یکتا  
 اسکا بیحد و قریعہ کہ قسب النقیس اور شر کو کئے نام لکھے اور قریعہ دے لے لیکن فلو کیو بطور ہم ہر شریک کا نام علیحدہ علیحدہ پر چہ کا غریب کہم اور  
 کا حد کو مٹی یا موم کے اندر رکھ کر کوئی یاد دہی جو ہر مین ہو کہ قریعہ واجب نہیں غرض اوس سے تسکین طلب ہو کہ کسی جانب داری معلوم نہ ہو تو اگر قاسمی  
 بدون قریعہ دے لے کے ہر شریک کا حصہ مین کر دی تو جائز ہے فمن خرجہ اصحابہ او اقلہ اللہ ہذا اولی ومن خرجہ ثانیاً فلا اللہ ہذا ثانی  
 الی ان یتقی فی الاخیر سو جبکہ نام قریعہ مین پہلے کئے تو اس کے مٹی پہلا حصہ اور جبکہ نام دوسری بار کئے اسکا دوسرا حصہ مٹی پہلا خاک کا اخیر  
 کا پہلے پنج یا سو حصہ شرح و قاید مین ہے کہ قاسم خانہ مقسومہ مین جدول کی قلم سے کل ذراع فی ذراع کو لکھلکھت خشت خام کے خانہ بندی کر دی اور مین  
 اور مکانات کو گزوں سے پیمائش کرے اور جب پیمائی چاہی قسمت شروع کرے تو اگر غریب جانب کو اول قرار دی تو اس کے متصل کو ثانی چھوڑا دے اور اس کے  
 متصل کو ثالث دے لے نہ القیاس تو جبکہ نام قریعہ مین اول کئے تو اسکا حصہ جانب غریب سے دہی عمارت اور زمین سے ایک ایک اسکا حصہ پورا ہو جائی ہر  
 شریک کا یا دوسری بار کئے اسکا حصہ اول کے ساتھ متصل دی خواہ حصص مساوی ہوں خواہ متفاوت بہو لخصاً اربعین ہے کہ اگر عمارت شریک مین بین شریک  
 ہوا ایک شریک کا مین اور دوسرے کا ثالث اور سب کے نصف ہو مثلاً تو زمین یا گھر کے حصہ ہم چھوڑا دی اور اول کو نصف ہم اول کر دی اور اس کے پانچ ایک  
 قسب ہم ثانی دے لے نہ القیاس سا ایک کرے اور شر کو کئے نام لکھی اور قریعہ دے لے جبکہ نام پہلے کئے تو اسکو ہم اول اور اگر صاحب سدس ہو تو وہ  
 پانچ سے اگر صاحب ثلث ہو تو اول ہم لے اور اس کے پاس والا دوسرا ہم لے اور اگر صاحب نصبت ہو تو اول ہم اول و سکا پاس کے دوسرے اول  
 و اعلم ان الزاھم لا تدخل فی القسمة للعقار ولا یرضاهم فلو کان ارضاً و بناءً و منقولاً فیسیر بالقیمة عند الثانی وعند الثالث  
 بقرۃ من العریضۃ بمقابلۃ الدیارات بقول فیصل ولا یتمک الشویۃ دھا الفضل لھا لھا من درۃ و یستحسن الاختیار و یرید جان رکھ کہ نقد ہم  
 زمین اور گھر کی قسمت داخل نہیں ہونی زمین گھر کیون کی رضامندی سے تو اگر زمین اور عمارت یا مال منقول ہو تو اسکی قسمت قیمت کئے ہوگی البویس کے  
 نزدیک اور محمد کے نزدیک مین ہیرو یا عمارت کی مقابلہ مین ہر گرجہ عمارت زیادہ یا قریب سے زمین دیکر اور برابری دو دو حصوں مین ہو تو قیمت در  
 زیادت در ہم سپرے جاوین ضرورت کے سبب اور اختیار مین اس قول کو پسند کیا ہو ہم صورت اسکی یہ ہے کہ ایک گھر ہے حاجت کا سوا تھوڑا  
 قسمت کا ارادہ کیا اور ایک جانب مین زیادہ عمارت ہو سوا یک شریک نے یا اگر عمارت کو عرض درم دی اور دوسرے نے چاہا کہ اس کے عوض زمین  
 تو عوض زمین ہی دیکھا لی اور صاحب عمارت سے درم نہ دلائی جاوے گی گر جبکہ زمین کا عوض متعدد ہو تو اب قاضی کو قدرت ہی یعنی درم دلانا ہوگا  
 کہ قسمت حقوق لکھت ہو اور شرکت ان لوگوں کی گھر مین ہے نہ زمینوں تو اسکی قسمت جائز نہ ہوگی جو شریک نہیں کذا فی الدرر فیہ و لا یحق  
 جسٹس علیہ او طریق فی مالک الاسماء و الحال انہ لو شہد فی القسمة صحف عنہ ان یمکن ولا شیخ القسمة اجماعاً و یستحب شریک  
 اگر کسی قسمت ہو مٹی اور ایک شریک کا نایاب اور راہ آمد رفت کی دوسرے شریک کی ملک ہو اور حالانکہ شریک اسل او طریق قسمت مین شریک نہ ہو  
 تو نایاب ان اور راہ اسکی طرف سے دوسرے طرف سے کسی جائے ممکن ہو اور اگر ممکن نہ ہو تو قسمت قسم کیجی یا اتفاق امام اور صاحبین اور ہر سر نو قسمت  
 کیجئے و بطریق کہ ہر شریک کا نایاب ان اور راہ جہاں ہم اور اگر شریک راہ اور نایاب ان کا قسمت مین شروع ہو گیا ہو تو قسمت پر قرار دیا کہ ان کی بوجہ  
 ولو اختلافتا فقال بعضہما بقیۃا ہمشترکاً کان ان یمکن او اذ کل فعل کا بطریق علی اور اگر شریکوں نے اختلاف کیا سو بعض نے کہا  
 کہ بیٹے اسکو بیچی راہ کو شریک باقی رکھا جسکا کہ قبل قسمت کے تھا تو اگر ممکن ہو جدا کر یا ہر شخص کو اسے تو حاکم دیا کہ کسی سے چنانچہ بیچے اسے اوس کو  
 مشترک مین کیا ہو ہم زمینی مین یون ہو کہ اگر قسمت کے ابتدا و حال طریق مین اختلاف ہو اسطرح کہ بعض نے کہا کہ راہ کی قسمت نہ ہوگی بلکہ وہ مشترک راہ  
 باقی رہے گی جب کہ قبل قسمت تھی تو اوس مین حاکم مائل کرے سو اگر شریک اپنی حصے مین راہ نکال سکتا ہو تو حاکم حاجت کی راہ کے سوا اور راہ



تو وہ دونوں مکان بننے لگے دو جہتوں کے ہو گئے تو قبل اور برابری شریکوں کے حقوق کی ممکن نہیں ہو سکتی مگر قیمت سے انکے بعضی انشعاب بعد القسبہ  
استیفاء نصیب ہوشیہ القاسمان بالاستیفاء عقد قبل و ان قسما یکسر فی الاصل ان ملک بعض شرکائے بنو قسنت کے برابری ہے  
کے انکار کیا اور وقت کر سوا لون نے پورا سے اس کو حق کے گواہی دی تو گواہی دینی مقبول ہو گی اگرچہ انہوں نے جرت لیکر قسنت کی ہو کر انکار  
ابن ملک و لوسید کا قسم واحد لا یشد و اور اگر ایک قاسم گواہی دی تو مقبول ہو گی اس واسطے کہ وہ اکیلا ہے اور ایک شخص کی گواہی معتبر نہیں  
ولما دعی احدہما ان من نصیبہ شیء و قسم فی ید صاحب غلط او قل کان اقربا لاستیفاء اولیٰ حقہ بعد ذکر البیضاء لہ فی البیضاء  
اور اقرار البیضاء و انکولہ فلو قال الایچی و لیس فی الاستیفاء علی فعل الاکمل فی ظہر غلط اور اگر ایک شرکاء نے دعویٰ کیا کہ میرے حصے  
میں سے کچھ زبردستی غلط کاری کے سبب ساقی شرکاء کے قبضے میں پڑ گیا ہے اور حالانکہ اس سے پورا حصہ پانچا اقرار کیا ہوا کیا ہو کر انکار اور اگر  
تو اس کی تصدیق نہیں ہو گی مگر گواہی سے و انہم کے اقرار سے یا اس کے قسم نہ کہنے سے تو اگر مصنف بجای الا برہان کے الایچی کہتے تو گواہی اور اقرار  
کول سب کو شامل ہو جائے اور اقرار استیفاء اور دعویٰ غلط ساقی متا قن دعویٰ مدعیان ثابت ہو گا اس واسطے کہ اس میں بعضی قاسم کے فعل پر اعتماد کر کے  
استیفاء کا اقرار کیا ہو جائے بل بعد اس کی غلطی ہوئی تو وہ ماحذ ہو گا اپنا اقرار پر غلط ہو جانے کے کذا فی الدرر وان قال قضیۃ فادع شرکاء  
بعضہ و اکثر شرکاء ذلک خلقت لافہ منکر اور اگر ایک شرکاء کے کہا کہ میں نے اپنے حصے پر قبضہ کیا ہے میرے شرکاء کے اوس میں سے کہیے لیا اور  
شرکاء اوسا منکر سے تو اس میں قسم لیں جو اس واسطے کہ وہ منکر ہے وان قال قبل اقرارہ بالاستیفاء اصحابی من ذلک لکل الی کلا ولم  
یکملہ الی و کذا بہ شریکۃ تحالفا و تقسیم القسبہ کا اختلاف فی قدر المبیع اور اگر ایک شرکاء نے قبل اقرار استیفاء حق کے کہا کہ محکم  
پوشیا ہے اس میں سے حصے سے یہاں سے یہاں تک اور شرکاء نے تمام حصہ کو تسلیم نہیں کیا اور شرکاء اوسا اوس کی کذب کرتا ہے تو وہ دونوں قسم کہا دیں اور  
قسمت نسخ کر ڈالیں و جب یہ مقدار جس کے اختلاف میں طرفین پر قسم لازم آتی ہے کیا قرنی نظام التواقیف فی الدعویٰ و لو اقسما اذا و اصحاب  
کلا لافہ فادعی احدہما بیک فی ید الاخر من نصیبہ و انکر الاخر فلیہ البیتۃ لا یشک اور اگر وہ شرکاء کو حق گہراٹ لیا اور ہر شرکاء کو کچھ مکان  
پر ہوا سو ایک شرکاء نے ایک کو شریک دعویٰ کیا کہ وہ شرکاء کے حصے میں آگئی ہے حصے سے اور دوسرا شرکاء کا منکر ہو تو دوسرا گواہی لانا واجب ہے  
کیونکہ وہ دعویٰ ہے وان اقاما کما قال العبد المذنب لافہ فادعی احدہما و ان قبل الاشرار علی القبض تحالفا و قبضت و کلا لو اختلفا فی الحلالہ  
اور اگر وہ دونوں شرکاء کو حق گواہی دے تو دعویٰ کی گواہی کا اعتبار ہو گا اس واسطے کہ وہ خارج اور اگر قبضہ کر گواہی دے پہلے ہو تو دونوں شرکاء  
قسم کہا دیں اور قسمت نسخ کر ڈالیں و اگر ہر دو کا حکم ہو کر وہ دونوں اختلاف کریں و ان استحق بعض علی من نصیبہ و لافہ القسبہ  
انفا علی بعضہم اور اگر ایک شرکاء کے حصے بعض میں سبقت حق تک غیر ثابت ہو تو قسمت نسخ ہو گی بانفاق امام ابو یوسف کی برنوں میں ہم سب  
کہ مستحق ہوا باقی رہا خود اوس میں غیر مباح نہیں کذا فی المطاع و فی استحقاق بعض شائع ایک اور شرکاء ظاہر ہوا و قسمت بدون اس کے معین ہیں و  
باین سبب محکم کے اندر قسمت نسخ ہو گی بانفاق مگر ہم اس واسطے کہ استحقاق شائع ایک اور شرکاء ظاہر ہوا و قسمت بدون اس کے معین ہیں و  
استحقاق بعض شائع میں نصیبہ لافہ فادعی احدہما و ان قبل الاشرار علی القبض تحالفا و قبضت و کلا لو اختلفا فی الحلالہ  
دفعالضرر التفتیش اور بعض شائع کے استحقاق میں ایک شرکاء کے حصے قسمت زبردستی نسخ ہو گی برنوں میں ہم سب مستحق نہ اس قدر سبب اپنے  
شرکاء کے حصے اگر وہ چاہے قسمت کو توڑ دے مگر حصہ باری مدعی ہو گا فلان قد یقین ہذا احتمال آخر و هو ان یبعض بعض من نصیبہ کل  
واحد فان کان شائعا فی حق کان معینا فان تساوا فظاہر و لا فالعبرۃ لذلک و ان کان قسرا لہ لویقہ لکذا کہین کہتا ہوں یہاں ایک اور  
احتمال باقی ہے کہ اگر میں مستحق ہوں شرکاء کے حصے میں تو اگر بعض شائع غیر معین ہو تو قسمت نسخ ہو گی اور اگر بعض معین ہو تو اگر وہ دونوں معین ہوں تو ہر  
غلام سے صحت قسمت کی اور اگر کم بیش ہو تو اسی زمانہ کا اعتبار ہے چاہے گذر گیا تو اس واسطے کہ مصنف نے اس کو ملحوظ ذکر نہیں کیا ہم کہتے ہیں









مصنف نے اپنی شرم میں کہا تو حجاز اور عدم جواز کے فتویٰ میں اختلاف پڑا اور ایسی صورتیں لائیں جس سے ظاہر الزامیہ پر اعتماد کیا جاسی یعنی حجازی نص سے  
 کہ مہسایہ خیر یا دی ولت و صرفا متعلق القضاۃ میں کہنا ہوں اور یہ مسئلہ مذکور ہو چکا متفرقات نقصان و فی الدیہ جائزہ لیتے ہیں اس لئے ولت و دفع کا لفظ  
 اکمل کیا گیا ہے فلاں جگہ منع لفظ نص کا اور وہاں اس کی شرم میں ہے اور اگر آدمی کو زمین دوسرے لئے کہ زمین کو تو اس کے پڑوسی کو اس کی منع  
 کر کے اختیار نہیں اگرچہ اس کو ضرر ہو کہ ہم یہ وہی مسئلہ جو شاہ سید مذکور ہوا کہ نص میں ملک میں جائز ہو اگرچہ پڑوسی کو ضرر ہو و جب تک کہ  
 اہل فحل و ابدانہ و لا یخل فیہ قبل لیس نص اور ایک دیوار سے جس کے اہل یعنی خلیفہ میں ہوا ایک شریک نے اس پر وہ بنایا کہ میں اور علانیہ قبل اس  
 اس پر وہ بنو چکا وہ نہیں تو اس کو دوسرا شریک تو یہ کہ ہم یعنی ایک شریک دیر جو جس پر بنایا نہیں میں سو اگر ایک شریک اس پر بنایا کہ میں تو  
 دوسرا شریک اس کو بھی نہیں کر سکتا اور اگر دوسرا شریک بنوں پر اور وہ بنایا رکھے یا اس پر پردہ بنا دی یا دروازہ وغیرہ لگا دی تو بدون اجازت  
 شریک کے جائز نہیں کذا فی المطاوعی عی شرم جو وہاں ہے و کما فی تلویح ان لعلی حصۃ و قبل التعلیل جائز فیعین اور شریک کو جائز نہیں کہ اپنی  
 شریک دیر کو اس پر بنو چکا اور نص میں کہ اگر ادھکا کرنا جائز ہے تو قیاس کے لئے ہم عبدالرشاد وہاں سے کہ لائق یوں کے کہ تفصیل اطلاق پر معتد ہو  
 لینے اگر ادھکا کرنا خلاف رسم ہو تو جائز نہیں اور اگر موافق رسم اور رواج کے ہو تو جائز ہے و مسنی فی شہر علی حذو منہ شریک : میں ائمہ کا فی  
 مؤخر فہم و اگر جس شریک کی قسمت منوم ہے چند چھوٹا شریک کی منع تو شریک کی منع تو ہم سے قاضی اس کو کرے یا دیکھ کر ایسی اس کی تعمیر ہے ہم مثلا ایک شریک کا  
 منہم ہم باجائز اور ایک شریک اس کی قسمت پر شہد جو اور دوسرا شریک نہیں مانا سے تو قاضی حاکم کو کرے یا چکا اور جو کرے حاصل ہوا دوسری اس کی  
 مرست کرے لیکن یہ قول غیر مندرجہ اور قول مختار علی میت میں مذکور ہے و ینفق فی الخیار کما فی یاذر و یو بیقثم نفعاً من الی فیل فی شریک اور قول  
 مختار میں عی شریک قاضی سے مرست کا وہ اس کی مرست میں اپنی ہاں سے خرچ کر تو قاضی کے اذن کی اور دو کا جائز اس کے قائدہ یعنی وہ شریک جو مرست سے  
 انکار کرے قبل تادان دینے کے یعنی جس شریک نے مرست کی ہے جب تک وہ اپنا وقت کرے یا سہ لگان ملک دوسرا شریک دسکا کہ نہیں بے مکتا جس سے و  
 حذو منفقاً لکذا ینفق و صدقہ ینفق لکذا و ہذا لکذا کہ مرست کے مشرک کو اگر حاکم کے اذن سے مرست کی ہو اور قیمت لے کر یا دن حاکم مرست  
 کی ہو اور یہی قول صحیح اور متفق ہے ہم مطاوعی کے کما قبل تین بتین وہاں کی میں اور جو بھی ادب یا چون علامہ عبدالرشاد وہاں کی اصلاح میں ہیں  
 اور چٹی بیت شارح کی زیادت سے مسئلہ مختصر شرح ایک شخص مرگیا اس کے تین بیٹے جو سب سے ادب پندہ ٹہلیاں چہرین پانچ ٹہلیاں سر کر کے  
 ملامت اور پانچ میں نصف نصبت کر کے اور پانچ خالی ہیں اور سب برابر میں تو بیٹوں نے چاہا کہ یہ دن اور چھائی کے برابر یا تین دن تو دسکا طرہ سے  
 بھرتے کہ ایک فرزند کو دس بھری ٹہلیاں اور ایک بھری بھری اور وہ خالی دو بھادین اور دس فرزند کو بھی اس طرح دیا جا تو اب باقی میں پانچ ایک  
 بھری اور ایک خالی اور تین ادھ بھری تو یہ پانچ بھری فرزند کو دیا دین تو سب کا حصہ برابر ہو گا کذا فی قاضی قاضیخان و اللہ اعلم و استغفر اللہ علیم

**کتاب الفرائض** کتاب الفرائض کی کتاب القسۃ سے ظاہر ہے یعنی جو کہتے ہیں اناج وغیرہ بدو ہوتا جو اس میں قسمت  
 جاری ہوئے ہیں و سب فرائض اور صاحبین کے ہیں کہ لکھ لکھ معاملہ حسن الخیر فرائض نصبت میں مخالفت ہوئے و مشرک و عی علی  
 الراجح بعض الخاریج اور شرح میں فرائض عبارت ہو اس عقد سے جو زراعت پر مستعد ہو تفریع فرائض یعنی تباہی یا چوتھائی اناج سب سے زراعت  
 پر ایجاب اور قبول کرنا یہ تحقیق ہے فرائض کی و ادھا کما اربعۃ ارض و دیکھا و علی فہم اور فرائض کے ارکان چار ہیں زمین اور پانی اور قسمت  
 اور قبل و لا یصح عندکما کما لا یصح فی الخیار اور فرائض درست نہیں امام اسلم کے نزدیک اسو طرہ وہ فقیر الطمان کی مانند جو ہم امام کی  
 دلیل وہ حدیث ہے جو رافع بن خدیج سے مروی ہے کہ سخت مسئلہ علیہ وسلم علی فرائض سے اور وہ فرائض ہی زمین کی تباہی یا چوتھائی  
 و عندکما تصح وہ یعنی لایبۃ و قیاس علی المصادقہ اور صاحبین کے نزدیک فرائض درست ہو اور اسی قول پر فتویٰ ہے سب طرہ کی اور فقہ

الراجح







اور اس طرح اگر دو تہائی بیج ایک شخص کیلئے ہو اور ایک تہائی دوسرے کیلئے ہو اور حاصل غلہ دو تہائی آدمیوں اور ایک تہائی غلہ کے بیج کے تودہ  
 بیج فاسد سے بسبب شریکوں کے مالک نہیں کے عاریت ہو تو مزارعت میں کذا فی العادی یعنی اس طرح مالک میں سے مال پر پل کا عاریت دینا شرط کیا  
 کذا فی الطحاوی واعلم ان نفقة الزوج مطلقاً بعد مقتضى صفة المزارعة علیہما بعد المخصص اور معلوم کر کہ عیث کا خرچہ مطلقاً بعد کذا فی  
 مزارعت کے دو نوپر سے بعد اس کے حصوں کے ہم مطلقاً یعنی خواہ عیث کی حاجت ہو کہ عیث بچہ ہونے سے پہلے یا بعد اس کے کذا فی الطحاوی واما  
 قبل مضیہا فکل علی قبل انتهاء الزوج کفقتہ وبقیہ حفظہ وکذا فی غیر علی العامل ولو بلا شرط فاذ انما فی بیع مالک مہر کا نتیجہ  
 علیہ ما مہر کا حصہ اور دیکھ اس کذا جرم المصنف وکحل علیہ اصل حدیث الشیخ فی حفظہ اور مزارعت کی مدت گذر جانے سے پہلے تو جو عمل کسبت  
 پختہ ہوئے کہ قبل سے جیسے بیج کا مروت اور بچہ یا بی اور مہر صاف کرنے کی محنت ہو وہ عامل ہے اگرچہ اس کی شرط ہو جو ہو پر جب کسبت پختہ ہو کر مال کا کوئی  
 تو اصل مشترک ہو کر باقی بیگانہ تو عامل اور مالک میں دو نوپر خرچہ اور سکا وجہ ہو گا چنانچہ کسبت کر لیا اور دائیں چلا گیا جرت بیطرم خرچہ کی جو مستحق  
 اپنی شریعت میں اور کسی بیعتی یا قبل بیعتی مہر پر صدقہ شریعت کے قاعدہ کو محمول کیا جو تو اس کو باور کرنا چاہیے ہم صدقہ یعنی بیعت کی کہ باور کر جو عمل  
 پیشگی کے سے وہ عامل ہے مستحق یہ عمل قبل انقضای مدت مزارعت پر یا بقا بعد عقد اور تحقیق عمل عامل پر مشورہ کیا کیونکہ مدت بعد عقد ہو یا مستحق  
 فان شرطہ علی العامل فشدت کا لوشہادہ علی تہا دین پر اگر عادی ہے بعد پیشگی عمل شرط کیا عامل یعنی مزارع تو بعد فاسد خرچہ یا فاسد  
 اگر صاحب زمین پر عمل کر شہد کیا یعنی ہو مگر اس شرط کو عقد متعین نہیں کذا فی الطحاوی وبقیہ خلاف حال الوصایا وکذا فی الارض فکل فان العمل  
 فیہ جمیعہ علی العامل او وادارہ لبقا عملاً للعقل العقاب علی العامل عملاً بحدیث الیہ الی انتہای الزرع بر خلاف حدیث یہ مروت ہو کہ اگر  
 صاحب زمین ہو گیا اور کسبت ہنوز گاس اور گاس جو بیعتی یا نہیں تھا تو او میں تمام عمل عامل پر یا اور کو وارث پر بسبب بیعتی سے مدت عقد کے اور عقد واجب تا  
 سے عامل پر وہ عمل جب کی طرف حاجت ہو یا انتہای زرع چنانچہ مذکور ہو چکا ہم علی سے کہا تو بظلمت مریض سے قولہ وبقیہ الزرع علیہما بخص واما  
 قبل البیوع بطلت ولا شیء الا کما شہد کذا لوشہادہ لکذا فی حدیث بخیر اور اگر زمین کا مالک ہو گیا بیعت ڈالنے سے پہلے تو عقد باطل ہو گیا اور مزارع کی  
 جراثیم کی کچھ جرت نہیں چنانچہ مذکور ہو چکا اور بیطرم جو بائی کی کو بپا جرت نہ ہو گی اگر مزارعت قسم کی گئی بسبب اس میں کے جو شرط کر دی بیعت زمین کی طفر  
 کذا فی الجہت سے وجہ اشتراط العمل کما شہد وکذا یس وبقیہ علی العامل عند الثاني للتعامل وهو لا یصح وعلیہما اتفاق یحتمل اور ہم سے شرط کر لینا  
 عمل کا چنانچہ کسبت کا شہادہ اور بائی اور غلہ کو بیعت سے صاف کرنا اور بیعت کے نزدیک بسبب بیعت اور عیث کے اور بیعتی قول ہم سے اور بیعتی پر نفوی سے  
 کذا فی التفسیر ہم عمل مذکور بلا شرط عادی ہر سے اور شرط سے مزارع پر لازم ہے حکم عیث کذا فی الطحاوی عن النایہ الغلہ فی المزارعة مطلقاً  
 لو فاسدۃ اما نہ فی ید المزارع بشرط علیہ بقولہ مزارعت میں مطلقاً اگرچہ مزارعت فاسد ہو غلہ یا مانت ہو مزارع کے فاسد میں پر مصنف نے اس  
 قول پر تفسیر کی کہ بقول ابنہ فلا ضمان علیہ لوشہادت الغلہ فی یدہ لا ضمان فلا یصح علیہ الکفالة مزارع پر تاوان نہیں اگر غلہ تلف ہو گیا اور  
 یا بیعت بدین اس کے کر کے تو غلہ کی ضمانت میں نہیں نعم لو کفلا بحدیث لوشہادت الغلہ فی یدہ لا ضمان فلا یصح علیہ الکفالة ان تکمل علی غیر الشرط ولا فسد  
 المزارع وحقانہ ان اگر ایک شخص ضامن ہو صاحب زمین کے جسے کا اگر مزارع اس کو تلف کر ڈالے تو مزارعت اور ضمانت دونوں میں میں بیشہ علیک کفالت  
 بطریق شرط کے نہ اور اگر بطریق شرط کے ضمانت ہو گی تو مزارعت فاسد ہو جاو گی کذا فی النامہ ہم کفالت مذکور ہو اس طرح ہوئی کہ وجوب ضمان کے  
 سبب کفالت ضمانت ہوئی یعنی استہلاک کفالت فی الحکم المعاملۃ ای المساقاۃ فان حصة العامل حقان فی ید العامل انما اور مزارعت کی  
 مانت حکم میں معاشرت یعنی مساوات جو اس پر کہ مزارع کا حصہ عامل کے انتہ میں مانت ہو واذ اقصی المزارع وبقیہ لا یصح ان فی ید العامل انما اور مزارعت کی  
 السبب لو فیض المزارع فی المزارعة الفاسدة وبقیہ فی المصنف لوجوب العمل علیہ کما شہد ہی فی یدہ اما فی فیض المصنف اور مزارع  
 نے قصہ کیا زمین کے سپنے میں یہاں تک کہ کسبت خشک ہو گیا اس سبب جو مزارع تاوان نہ ہو مزارعت فاسدہ میں اور تاوان کا مزارعت صحیح نہیں





صرف کیا غائب ہو گیا ہو کہ کیت باقی ہے یا تلف ہو گیا اور سیرم اگر فزارع محتاج ہو جس کا کھانا نہیں تو یہی جواب ہے اور اگر بدو کو قاضی مشق کر گیا تو  
 سیرم ہو گا اور اگر بدت اجارہ منقصی ہو گئی اور مالک میں غائب ہو گیا اور کیت ہنوز گھاس اور ساگ جو قاضی فزارم کو خرچ کر نیک حکم نہ کر گیا کو اجی  
 ایت ہو کہ کیت اوس میں اور فزارع میں شک ہو اگر بدو ان قاضی خرچ کر گیا تو سیرم ہو گیا کذا فی الطحاوی مختصراً جائت للعامل فخلال وارثہ انک  
 اعمل ال ان تکتھب فذلک وارث کذا فی الاراضی مختلفی فزارم مرگیا سو اسکے وارث نے کہا کہ میں عمل کروں گا کیت کاسے تک تو وہ اسکو  
 درست سے اگرچہ صاحب نما نے کذا نے الملقی فی الوہاب کیسہ ویکخذ انصا للبدی وحبیبہ صراحتہ ان کان ماہوتید اور سیرم کا وہی سیرم  
 کی زمین نے بطریق فزارعت کے اگر سیرم نہ ہو سیرم ڈالو والا ہم اگر سیرم دمی کا ہو تو فزارعت جائز ہے اور اگر سیرم کا سیرم ہو تو جائز نہیں اور یہی پرستی سے کذا  
 نے الطحاوی سے ولو کان بد الارض منی فزارع + لہ القول بعل الخبیل والمختص بالک اور اگر فزارم کے کہ زمین کا سیرم سے تو اسکا قرض قبول کر  
 کیت کاسے کے بعد اور کذا کذا فی اسکا کسے وانشہ تعالیٰ اعلم ثم تغیر انک سیرم کے کتاب المساقا کا سیرم ساقا  
 کے کام میں کا تحقیق حاصل ہے پوشیدہ نہیں مناسبت ساقا کی فزارعت سیرم اسکو کہ دو دنوں بعد شرعی میں تحصیل منفعت کی طرح فرق ہونا  
 ہے کہ فزارعت میں کیت کی خبر گیری سے پہلے غیر سیرم اور ساقا میں باغ اور درخت کی اصلاح سیرم یا غیر سیرم ہی حاصل کیے بغیر اہل المدینہ  
 ساقا میں بدینہ کی زبان میں ساقا سے یعنی اہل بدینہ ساقا کو معال کسے میں فخر اللہ و غیرہ کا معال کذا دفع الغیر والکرم وھل المراد  
 بالشیخ ما یکتھب غیر الممر کا کجوز والقصاف لمرکاة ال من الخبیل غیر معلوم میں شیخ تو ساقا با اعتبار وقت اور سیرم کے عبارت سے  
 ساقا وہ دفع ثمر سے یعنی درخت اور انکو کی بیل دینا اور شخص کو جو درخت کی اصلاح کرے کہ اسکی زمین میں پہلو پر اور کیا شجرہ سیرم وہ درخت بھی مراد  
 جو درخت غیر شجرہ کو بھی شامل ہو چنانچہ جزا و مصفا کا درخت میں نے اسکو نہیں دیکھا کیت فقہ میں ہم یعنی ساقا کے معنی نوی اور شرعی  
 میں کہہ فرم نہیں اور یہی قولی نہایت میں ہے اور ظاہر کلام نبلی اور عینی اور مسکین اور درخت ساقا پر دلالت کرتا ہے ربیع میں اور اسیرم صاحب درخت  
 نے کہا ساقا معالعت یعنی حق سے جلی نے کہا تولیت ساقا میں خرچہ خرچہ تو انبیاء و مشرعوں کو کو کر شامل ہوگی اگر بدو جواب دیا کہ ذکر اسکا  
 بنا براعت خال ہے وہی کالمزراعہ حکماً بخلاف اور ساقا فزارعت کی مانند جزا و انہ حکم اور اختلاف یعنی امام کے نزدیک ساقا صحیح نہیں  
 برخلاف صاحبین اور حکم ساقا یہ ہے کہ وہ مجھے اور اسی پر فتویٰ ہے وکذا شر وکذا انک یکن ہنا یکن ہنا بیان البدل و نحوہ اور اسیرم ساقا  
 فزارعت کی مانند جزا و شر و طین جو یہاں ممکن میں انکان کی قید اسو اسو لکائی تا بیج وغیرہ کا چنانچہ اسکی جیس اور مقدار کا بیان کرنا غلط ہے ہم  
 شر و ط ممکنہ ساقا چنانچہ اہلیت متعاقبہ کی اہلیان کر حصہ عامل کا اور تخلیہ کر دیا عامل اور انبیاء میں اور شرکت بھل میں جو بدیہا لکائی ابدع  
 امشیاء فلا تشترط ہنا اذا استتم احکامہا لیس علیہ الاصر و بخلاف المزراعہ کا کسٹا اگر چار چیزوں میں سوہ یہاں شرط نہیں ہوتی کہ  
 یہ جبکہ احد العاقدین الحاکم کرے تو اس سیرم ساقا میں جبر کیا جاوگا اسو اسو کہ کوئی ضرر نہیں بربط فزارعت چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی اگر صاحب حق  
 فزارعت میں انکار کرے تو اس پر جبر نہیں و اذا انقصت المدۃ تکرر لا کجری فیعل لا اصر و فی المزراعۃ باجرا و جبکہ ساقا کی مدت  
 منقصی ہو جائی تو چھوڑ دیا جائی بدن اگر کے اور اوس میں عمل کیا جائی بدن اگر کے اور فزارعت میں جبر کے ساتھ ہم یعنی مدت ساقا اگر  
 منقصی ہو جائی اور بھل خام ہوں تو عامل کو جائز ہے کہ خبر گیری کیا کرے پہل پختہ ہونے تک جسطرح فزارع کو جائز ہے لیکن فزارعت میں فزارم پر اثر  
 زمین کی مقدار اسکے حصہ کے جب ہوگی اسو ساقا میں بقدر اسکے حصہ کے جبر نہیں ہو سیکے اشیاء کا اجارہ درست نہیں ہوتا فزارعت  
 کہ بدو ان زمین کا اجارہ ہو گا اور وہ درست ہو کذا فی الطحاوی وعن الزہری و اذا استحق الخبیل رجوع العامل بالجر مثلاً و فی المزراعۃ بقیمۃ الارض  
 اور جبکہ خستانت میں استحقاق غیر ثابت ہو تو عامل اپنی اجرت مثل حصہ اور فزارعت میں کیت کی قیمت لے ہم عامل اور وقت اجرت مل گیا جبکہ  
 خبر غیر ہو اور اگر پہل نہیں تو کچھ اجرت نہیں کذا فی الطحاوی وعن تہار فانیہ و اما بقیہ المدا لیس فیہ ہذا مستحقا للعامل و یقتضی

کتاب ساقا

کتاب ساقا









میں سے ہر گز کا کٹر کٹھا نہ رہے یعنی اگر گد و حصہ قطع ہو گیا اور ایک حصہ قطع سے باقی رہے تو وہی حلال ہے کہ انی الطحاوی و دخل الذبح کل ما  
 آخر سے الا وادیم ازادیا لا وادیم کل ار دیم تعلیمنا و اھل الذم ای اسالہ و لیسنا و یعلی ای قشر قصب و امر کا بھی  
 اسبغ کا مسکن دینا بھی بھلا اور ذبح کرنا حلال ہے ہر ایک تیز چیرے جو اذیاج کو کاٹ دے اور خون کو بہا دے اگر یہ قطع اور خون نہ پڑی آگ ہو یا باشر  
 یا نہ کل کے پوست سے یا بالہ وار نہ پڑے تیار کئے کہا مسکن اور آگ یا نہ پڑے کو کٹھا اور دیکھا اعتبار تعلیم کے اور وہ وہ سفید تیز چیری کی مانند جس کو ذبح  
 کرنے میں ہم شلی سے غصہ میں کہنا ایک غریب مسئلہ ہے کہ لافانی سے ہدایہ کی کتاب بحایات میں ذکر کیا ہے کہ آگ سے ذکا یعنی ذبح ہو سکتا ہو اگر آگ کی  
 جام و خضوع ذبح چارہ مقدم آورد و نون شہرگ کو قطع کر دے تو اس کا کہنا حلال ہو سکتا ہے ای شرم میں مذکور کیا جاتا ہے اور اس کے قطع سے غصہ میں ہوتا  
 مذکور ہے کہ بعد روایت اصول شمس لائہ اور اصول فخر الاسلام کے مخالف ہو کہ ذکا آگ سے نہیں واقع ہوتی کہ انی الطحاوی و یعلی ای قشر قصب و امر کا بھی  
 جسے ذکا اور جو باغ میں سے ذبح کرنا حلال نہیں و لو کا ناصر و علی حل عندنا مع الکراۃ لغایہ من الضحیٰ بالجہات و کھجستہ قریب اور اگر ذبح  
 اور ناخن منقطع ہوں یعنی قطعہ و جبہ ہوں نہ اور اوغلی سے تو ہم خفیوں کے نزدیک ذبح کرنا حلال ہے راحت کے ساتھ ہر اس طرح کہ ہمیں ضرر یعنی حیوان  
 کو تکلیف دے جسے جانور کا ذبح کرنا کٹھن چیری سے کر دے جو ہم امام شافعی کے نزدیک ذبح کرنا حرام ہے کیونکہ کٹھن سے مسنہ وارد ہے کہ وہ شریعت  
 کی پیروی میں اپنی جیسی لوگ جانور کو ذبح کرنا اور ناخن سے ذبح کرنے میں اور خفیوں کے نزدیک جیسے ذبح غیر ذبح ہو کر حل ہے کہ جسے ذبح ہی صادر ہوتا ہے طحاوی  
 نے کہا کہ ظاہر اگر اسے کہتے تھے تو چنانچہ تعلیل کرنا بہت اوسپر لالت کرتی ہے و ذبح الحداد شقہ قبل الاتحاج و ذکرہ بعدہ کا کٹر چھلکا  
 الی المذبح اور مستحب ہے تیرا لینا چھلکا نہ ہر گز کے لٹا سے پہلے اور تیرا نہ نیکے اور کر دے جو صلیح اور سکا پانوں پر کٹے کہ اسکا ذبح کھانا کر دے ہے  
 ہم حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ذبح کرنا ہر چیز فرض کیا ہے جو قبل کر دے تو اچھی طرح قتل کر دے اور جیت کر دے تو اچھی طرح قتل کر دے اور جانور کو  
 تیز کر لے اپنی چیری کو اور آرام دے اپنے ذبح کو و ذبحھا من قضا کھا ان بقیۃ حیۃ حی فطلم لہ و لا لہ شیئ لہ و کھا ذکا قہ اور کر دے ہے  
 جانور کا ذبح کرنا کسی کو ذبح کیے سے اگر وہ زندہ ہو کر کوئی کٹھا نہ کرے تاکہ اور اگر اسے زندہ نہ ہو تو اس کا کہنا حلال نہیں ہونے کے وجہ سے  
 ہم ذبح کرنا بہت مخالفت سنت کی ہے اور اگر اس طرح زیادہ تکلیف رسائی ہے و التعمیر فھما کون بلوغ المسلمین الطح و ہونہ قریب اس میں سے  
 جو خضوع و کٹھا اور کر دے ذبح شدہ بھانڈا کہ حرام نہ ہو تاکہ چیری یا نیم یا و شارب کہ قطع قطع خون و مسکن غار جو ہو چنانچہ ہر گز کا کٹھا اور ناخن سفید  
 رگ ہو کر ذبح کی ہو کسی کے اندر ہم شارب بالکس اور قندہ اور قندہ بھی نعت میں دست ہے حرام نہ ہو کہ کٹھن میں جو کر ذبح اور طحاوی کی رویتوں و تباہی کی رویت سے  
 طحاوی کہا ہے یسرون کہا ہے ذبح کر دے کہ کر دے ذبح کا مسکن ظاہر ہوا اور یسرون کہا کہ کٹھن کر دے ان کا ارٹا سے شمشیر سے جو کٹھن سے اور یسرون  
 اس حال کر دے کہ ہر گز کا کٹھا اور کر دے ذبح شدہ بھانڈا کہ حرام نہ ہو تاکہ چیری یا نیم یا و شارب کہ قطع قطع خون و مسکن غار جو ہو چنانچہ ہر گز کا کٹھا اور ناخن سفید  
 دھو و تھیں کی لالہ ذبح کر دے کہ کٹھن کر دے ذبح کا مسکن ظاہر ہوا اور یسرون کہا کہ کٹھن کر دے ان کا ارٹا سے شمشیر سے جو کٹھن سے اور یسرون  
 یعنی مسکن من الاضربا بنیہ و انسیہ بالذبح و چنانچہ قطع نہیں یعنی برودت کو مسکن من الاضربا لازم ہونے کے بعد ہر گز کا کٹھا اور کر دے ذبح کا مسکن ظاہر ہوا اور یسرون  
 یونانی اور بدین اور سی شارب خونی ہی اور قندہ بھانڈا کہ حرام نہ ہو تاکہ چیری یا نیم یا و شارب کہ قطع قطع خون و مسکن غار جو ہو چنانچہ ہر گز کا کٹھا اور ناخن سفید  
 الذبح الی القلیۃ الخ لافۃ السنۃ اور کر دے ذبح کر دے ذبح کا مسکن ظاہر ہوا اور یسرون کہا کہ کٹھن کر دے ان کا ارٹا سے شمشیر سے جو کٹھن سے اور یسرون  
 ان کات صیدا قصید الحی و لا یعلی الذکا فی حرم مطلقا اور شارب ذبح کرنے والے کا مسکن ہوا اور کر دے ذبح کا مسکن ظاہر ہوا اور یسرون کہا کہ کٹھن کر دے ان کا ارٹا سے شمشیر سے جو کٹھن سے اور یسرون  
 غیر حرم اور حرم ہر گز کا کٹھا اور کر دے ذبح کر دے ذبح کا مسکن ظاہر ہوا اور یسرون کہا کہ کٹھن کر دے ان کا ارٹا سے شمشیر سے جو کٹھن سے اور یسرون  
 حلال ہم ہر گز کا کٹھا اور کر دے ذبح کر دے ذبح کا مسکن ظاہر ہوا اور یسرون کہا کہ کٹھن کر دے ان کا ارٹا سے شمشیر سے جو کٹھن سے اور یسرون  
 کا اہل کتاب ہونا خواہ وہ بھی ہر گز کا کٹھا اور کر دے ذبح کر دے ذبح کا مسکن ظاہر ہوا اور یسرون کہا کہ کٹھن کر دے ان کا ارٹا سے شمشیر سے جو کٹھن سے اور یسرون



ملاں سے کہ وہ جو مسیح کے پیروں میں اور اہل بیت میں تھے قرانی سے وَلَعَلَّامُ الْاٰیٰتِ اَوْ لَوِ الْاَلْبَابُ لَفِیْ سُلٰتِیْنِ اہل کتاب کا علماء و تہنہاری و سطح حلال سے اور  
 علماء میں مراد وہ علماء ہیں جو حکم و دین کے رکن اور حسن طہارہ کو ذبح لائق نہیں پڑتا اور سین اہل کتاب اور جو کسی بار سے چنانچہ پہلی کذافی الدرر نقادی عالمگیری  
 میں سے کئی کا ذبیحہ اور سوقت کہا جائے جبکہ ذبح کی وقت مسلم و مان موجود نہ ہو اور کئی سے پھر سنا نہیں یا ذبح کی وقت اور جس وقت اللہ تعالیٰ کا نام نہ ہو  
 اور جبکہ کچھ سنا ہو تو سپر محمول ہو کہ اس وقت خدا کا نام لیا ہو گا باعتبار حسن ظن کے مسلم کی مانند اور جبکہ اور میں سے اللہ تعالیٰ کا نام سنا اور اس وقت اللہ تعالیٰ سے  
 مسیح علیہ السلام کا ارادہ کیا علاقے کہا ہے کہ ذبح کو مل سے مگر جبکہ وہ صبر کرے ہر طرح کہ بسم اللہ اللہ ہی ہو ثابث ثلث یعنی وہ اللہ جرتیزا ہو توین کا تو اب  
 ذبیحہ حلال نہیں اپنے فَحُلَّ ذَبِحَتُهُمْ اَوْ لَوِ الْاَلْبَابُ لَفِیْ سُلٰتِیْنِ اور امر آگاہ صبیحا اَعْمَلُ الْفَتَنِیَّةِ وَالْزَّیْحُ وَیَقْدَرُ تو حلال سے ذبیحہ سلمان اور کئی بی  
 کا اگرچہ ذبح کرنا لا دیوانہ یا عورت یا ایسا لڑکا ہو جو اللہ تعالیٰ کے نام کو اور ذبح کرنے کو جو جتنا سمجھتا ہو اور ذبح کر سکتا ہو ہم یعنی منشا قرار دیا ہو کہ ذبح  
 اور سوقت حلال ہوتا ہے جبکہ اور سپر خدا کا نام لیا جاوے اور دیوانہ اور صغیر جبکہ نام خدا کو کہتے ہوں اور ذبح کرنا جانتے ہوں اور سپر قادر ہوں تو وہ حلال  
 بالغ کی مانند ہیں کذافی الدرر نسخ الغفار میں ہے کہ اگر کچھوں اور صغیر ایسی ہوں کہ عقل اور ضبط تسمیہ کریں تو ان کا ذبیحہ حلال نہیں طہارہ سے نہ کہ عورت کا ذبیحہ طہارہ  
 حلال سے خواہ اور سوقت وہ جائز ہو یا فاسد ان یَا حَبِیْبُ اَوْ اَقْلَبْ اَوْ اَسْخَرْتُ ذبیحہ مسلم اور کئی کا حلال ہے اگرچہ اس کا خنہ نہ ہو یا کہ وہ گونجا ہو  
 گو گناہان سے نام خدا لینے سے عاجز ہے تو وہ معذور ہے اور اس کا دین قائم مقام نام لینے کے ہے تو وہ اگر کسی کی مانند ہو یعنی جو ذبح کرے کہ ذبح کی وقت نام خدا  
 لینا ہو جائے بلکہ اگر گناہی سے زیادہ تر معذور ہو کذا فی النسخ لاحتل ذبیحۃ غیدکذا فی من وثیختی و جو میں سے ذبیحہ حلال نہیں ذبیحہ غیر کئی کا بخند  
 بت پرست اور جو کسی آتش پرست اور مرادہ اور جنی کے یعنی دیو پرستی ہم جن کا ذبیحہ اسو سطح حلال ہو کہ بتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن ذبیحہ الحوت  
 لینے حضرت نے منع فرمایا ذبایح جن میں چنانچہ ہشباہ میں منع منقطع سو اور ظہار محل اسکا وہ ہے جبکہ آدمی کی صورت پر کے ذبح کرے کہ ذبح کرے اور اگر آدمی کی صورت  
 پر ہو کہ ذبح کرے تو منظر ظہر صورت کے اسکا ذبیحہ حلال ہو اسکی تحریر اور تحقیق کرنا چاہیے کذا فی اللطائف و تدبر فی الحوائج و تدبر فی الحوائج و تدبر فی الحوائج  
 کذا فی صمد کذا فی تدبر فندیہ اور حلال نہیں ذبیحہ جبری نہ ہو اگر اسکا باپ جبری ہو اور اگر اسکا باپ بھی جبری ہو تو ذبیحہ حلال ہے کذا فی الاشباہ  
 اس واسطے کہ مشقتی کے فرزند نے جب جبری نہ ہو اختیار کیا اہل سنت اور جماعت کو چھوڑ کر وہ ہر مذہب کی مانند ہو گیا کذا فی القنیۃ ہم مصنف نے  
 نسخ الغفار میں کہا اور نو اندر نتیجہ میں ہے کہ جائز نہیں ذبیحہ جبری کا اگر اسکا باپ جبری ہو اور اگر جبری ہو تو حلیت میں ہیں کہتا ہوں اور ظہار صاحب  
 فوائد زینیہ نے جو مصنف ہے ہشباہ کا یہ قول قنیۃ سے لیا ہے اور قنیۃ کی عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ ابو علی سے منقول ہے کہ ذبیحہ مجبور کا اگر اس کے باپ اور  
 اجداد مجبور ہوں تو وہ ذبیحہ کی مانند ہیں اور اگر انکی باپ اہل عدل سے ہوں تو حلال نہیں اس واسطے کہ ہنزلہ مرتدین کے ہیں انہو مافی القنیۃ  
 میں کہتا ہوں اور صاحب قنیۃ کے مراد ابو علی سے ابو علی مجتہبی سے جو فرقہ معتزلہ کا رئیس ہے اور مجتہبی اہل سنت و جماعت مراد ہیں اس واسطے کہ معتزلہ  
 اہل سنت کو مجبور کہتے ہیں چنانچہ پہلی تیسری مغربی کے کلام سے یہ ظاہر ہے اور اہل عدل سے مراد معتزلہ ہیں ان کے گان میں چنانچہ علم کلام میں مذکور  
 ہے تو صاحب فوائد نے مجبور کو مجبور سے بدل ڈالا انہو مافی النسخ اور وہاں ہر ضعیف ہشباہ میں اور ظہار مصنف یعنی صاحب ہشباہ نے جبریہ اور مجبور  
 کے فرق کی طرہ التفات نہیں کیا اور جبریہ اہل حق اور اہل بدعت ہیں اور عقیدہ اور ظاہر ہے کہ ہندوین میں استطاعت اور قدرت تعالیٰ کی اصلا نہیں  
 اور تمام خلق اپنے افعال میں مجبور ہیں انہو اور اہل بدعت کی تکفیر میں علماء سلف اور علم میں اختلاف ہے اور سین شگ نہیں کہ جسکا مذہب جبریہ ہے  
 سو ہی اسے الکفر ہو اور وہ تاویل کرتا ہو تو وہ بالاتفاق کافر ہے اور جسکا مذہب بطریق تاویل کے ہو اور اسکا اجتہاد اور خطا باعث بدعت کی  
 ہو تو وہ مکلفین میں اختلاف ہے بعض علماء ہم اہل بدعت کو کافر کہتے ہیں اور یہ قول ہے اکثر سلف کا فقہاء اور متکلمین سے اور بقول فقہاء انکو جماعت  
 مسلمہ سے نہیں نکالا ہے اور وہ اکثر فقہاء اور متکلمین میں ہوا و نہی ہے کہا ہے کہ وہ عاصی گمراہ ہیں اور یہ احکام اسلام کے جاری ہیں اور مسلمین سے غیر  
 ان کے ہینگے ان جہاں نے شرم ہرایہ میں کہا ان اکثر اہل مذہب انکو کافر کہتے ہیں لیکن یہ کلام فقہاء و مجتہدین کا نہیں اور غیر فقہاء کا کلام متبرہن اور



















ذبح کر کے تو ذبح الصبیحین کا بھی کلام نہ سنا اٹھلپل واکر اٹھ الصبیح اکابر اس وقت کے اور اگر یہاں کیو اسطی ذبح کرے تو ذبح مسرام  
 نہیں ہوتا اس واسطے کہ ذبح کرنا دعوت یہاں کیو اسطی سنت ہو علیٰ اشد براہیم علیہ السلام سکے اور دیگر یہاں کی اشد لعائے کی نگہ سے ہم مع الغفار ہیں  
 کہ جو یہاں گان کرنا سکے کہ یہاں کیو اسطی ذبح کرنا طلال نہیں اس واسطے کہ یہ ذبح کریم این آدم کیو اسطی ہے تو گو یا رنص صوت ہو اور خدا کیو اسطی تو اس شخص  
 زان اور حدیث اور عقل کے مخالف کیا ہو اس واسطے کہ حسین شک نہیں کہ تعایضت کیو اسطی ذبح کرنا صحیح اور اگر وہ ٹوٹا جائے تو ذبح کریم کیو اسطی تو اس قابل لازم  
 ہے کہ تصابغ ذبیحہ کو کھتا ہو اور نہ اس کو کھانا ہو جو ولیہ اور عرس یعنی شادی اور عقیقہ میں ذبح ہو و لعلہ اذ ان ذبحا کھانا کھلی کھنا کاک  
 الذبح مع والمنفوعة للصیغ والولیة او الی الخ وان لم یفعل کما یفعل کھنا کاک یفعل لعلہ اذ ان ذبحا کھانا کھلی کھنا کاک یفعل لعلہ اذ ان ذبحا کھانا کھلی کھنا کاک  
 حرمت ذبیحہ قد م اس کے اور حلت ذبیحہ نہاں وغیرہ کی یہ ہے کہ اگر ذبیحہ اس واسطی پر شین کیا تاکہ یہ شین چاہیاں کہاں تو ذبح اشد قابل کیو اسطی ہو اور  
 گوشت کی منفعت یہاں کیو اسطی ولیہ کیو اسطی یا تصابغ قائمہ حاصل کرنے کیو اسطی ہو اور اگر کہاں کے واسطے ذبیحہ شین کیا بلکہ غیر کرد یا تو یہ غیر خدا کی تطہیر  
 ہو یعنی ذبیحہ حرام ہو گا ہم عمومی شایع شہادے کہاں کہ اس شخص میں حاصل کلام ہے کہ ذبح مستقل بنام خدا کرنا اس کے انیسے پہلے ضیافت کیو اسطی ہو  
 یا اس کے انیسے بعد تو یہی دیر میں اس کی ضیافت کی ہو تو اس کے جائز ہونے میں کچھ شبہ نہیں اور اگر انیسے وقت ہو تو اگر ضیافت کا قصد ہو تو اسی  
 طرح درست ہے بلکہ شہادے اور اگر بعد ذبیحہ ہو تو حرام ہے اور نہ بیچ مراد سے پر شایع کا فرق نہ کو یہاں کیا اسنے بہر معلوم کرنا چاہیے کہ بعد فرق طلال نہیں اس  
 کے کہ اگر ذبیحہ غیر ذبیحہ ہو تو یہ ہے اور قاصد خود اس کو کھانا ہے اور اس کے خیال بھی تو بہر یہ ہے کہ مناسط حکم کا تطہیر اور عدم تطہیر کی قصد ہو کر یا  
 نہ تطہیر دینی یعنی اگر غیر خدا کی تطہیر سے مقصود ہے تو حرام ہے والا طلال ہے وہل یفعل کھانا کھلی کھنا کاک یفعل لعلہ اذ ان ذبحا کھانا کھلی کھنا کاک  
 کا نفع نہیں دو قول ہیں یعنی بعضوں کے نزدیک کا نفع ہے اور بعضوں کے نزدیک ذبیحہ کا نفع ہے کہ ان فی الزبانی وشرم الوسا بنی قلت فی صلی المذبح انہ یکرہ  
 ولا یفعل کھانا کھلی کھنا کاک یفعل لعلہ اذ ان ذبحا کھانا کھلی کھنا کاک یفعل لعلہ اذ ان ذبحا کھانا کھلی کھنا کاک یفعل لعلہ اذ ان ذبحا کھانا کھلی کھنا کاک  
 قال کافو فی فضل واسمعیل لیس یفعل میں کہتا ہوں اور منیہ کی کتابا بعد میں ہے کہ غیر خدا کیو اسطی ذبح کرنا کافر ہے اور ضایع کا ذبیحہ نہیں  
 اس واسطے کہ یہاں کے ساتھ یہاں نہیں کرتے ہیں کہ وہ میں ہے جو تطہیر اور تشرک کی کا چاہتا ہو اور انڈا میں قول کے شرع دہا میں ہیں جو شایع  
 جہاں سے اس غیر کو نفع کرے کہ یوں کہا ہو اور اس ذبح کا کرنا اور اکثر علماء کے نزدیک کا نفع ہے اور امام فاضل اور اسماعیل اس کو کا ذبیحہ نہیں کہتے ہیں ہم جہد  
 تکذبا خلا فی میں عدم کفر اس کے بلکہ مختلف ذبیحہ کا لعلہ اذ ان ذبحا کھانا کھلی کھنا کاک یفعل لعلہ اذ ان ذبحا کھانا کھلی کھنا کاک یفعل لعلہ اذ ان ذبحا کھانا کھلی کھنا کاک  
 وکھانا کھانا کھلی کھنا کاک یفعل لعلہ اذ ان ذبحا کھانا کھلی کھنا کاک یفعل لعلہ اذ ان ذبحا کھانا کھلی کھنا کاک یفعل لعلہ اذ ان ذبحا کھانا کھلی کھنا کاک  
 والسن الساقط الا فی حق صاحبه فظہر ان کذا تشابہا من الطہارة وهو المختار وکان فی تنویر البصائر معنی جو جہد کہا ہو گیا حیوان کی یعنی ذبیحہ  
 سے وہ مردار کی مانند ہے چاہے نہ کھانا اور اگر اذ ان مردانہ والیک حق میں دہنت طاعت سے اگرچہ اذ ان میں کثرت ہو چاہے شہادے میں کثرت ہو یا طہارۃ  
 سے اور طہارت کا قول یہی مختار ہے چاہے نہ تنویر البصائر میں ہی شایع کہا ہو حیوان ہی یعنی زندہ ہو نہ ہو اور جو حقیقت اور حکم زندہ ہو اس واسطے کہ  
 ہی کا لفظ مطلق ہے تو ہی کا فرق کامل مراد ہو گا چنانچہ اس کی تحقیق تنویر البصائر حاشیہ شہادے اور نظار میں مذکور ہے میں کہتا ہوں لیکن ظاہر میں ہم جہد  
 پر دلالت کرتا ہے اشتقاقی دلیل سے سو سکو تامل کر ہم اگر زندہ حقیقت یعنی صورتہ اور حکم مراد لیمو تو جو کہ مفصل ہوا مذہب سے قبل اس کی موت  
 نہ وہ مفصل ہی زندہ صورتہ سے کثرت ہو حکم سے تو سوقت میں اشتقاقی آئینہ ہے کہ یہ کی حاجت نہیں چنانچہ شیخ عالم حاشیہ شہادے نے کہا کہ یہاں ہم جہد  
 مراد ہے کہ نہ خواہ زندہ حقیقت اور حکم مراد ہو خواہ فقط حقیقت یعنی صورتہ زندہ ہو تو در صورت تقسیم کے اشتقاقی البتہ حاجت ہو گی تو یہاں گفتگو نہیں  
 ہے کہ جی سے یہاں فرد کامل مراد یا عام مراد اگر ہم حکم مختلف نہیں ہو دو صورتوں میں درخص مفصل سے مراد وہ عضو جو جہد ہی اور گوشت  
 سے جدا ہو گا اگرچہ یہاں سے متصل رہا ہو اور جو عضو گوشت سے متصل ہو وہ کامل مراد و کلام ہی چھلی اور دھڑی سے غیر میں اس واسطے کہ چھلی اور

مذی مرده بھی حلال ہے کہ ان فی الطحطاک الام من مذبح حیوان حیوان الطحطاک لان ما بقی من الطحطاک غیر معتبر اصلاً  
 برآذیہ قطعاً لکن بیکر کا کھنکھ کر جو عضو کہ حیوان مذبح سے جدا ہوا اس کی موت سے پہلے تو اس کا کھانا حلال ہے اگر وہ حیوان ماکول اللحم ہو اس لئے  
 کہ جو قدر زندگی حیوان مذبح میں باقی ہے وہ معتبر نہیں کہ ان فی الزاریہ میں کہنا ہوتا ہے لیکن عضو کا جدا کرنا حیوان مذبح کے ٹوٹنے سے پہلے  
 کر سہو پینا سہا اس کی کتاب میں مذکور ہو چکا و حتماً فی الطہارۃ قول الوہابیۃ اور جسے قول آئندہ وہابیہ کی تحریر کے کتاب الطہارۃ میں قریب  
 تیسرے ہم کتاب الطہارۃ میں شرح نے بیان کیا ہے کہ غلبہ ثابت کا کچھ اعتبار نہیں اس واسطے کہ فقہانے تحریر کی ہے کہ وہ بہر با حلال ہے جو کبری  
 سے پیدا ہوا ہی ہاں کے اعتبار سے ۱۰ وقد حلال اللحم البیض والسمک من الخیل قطعاً والکراہۃ تذکرہ اور البتہ صاحبین حلال کہا ہے قطعاً  
 نجیون کا گوشت حلال نہ مانا اگر گھڑی سے اور اگر است بھی مذکور ہے یعنی جس تحریر کا گھڑی سے وہ صاحبین کے نزدیک حلال ہے اگر گھڑی  
 بھی مذکور ہے ۱۰ وارتیذ کلک فوق غریضہ ہا ہا کہ متاخم لہ رائگن کک فی نظر اور اگر گھڑی سے کئے گئے کری پر یعنی جن کی تو اس کی کھپ  
 پیدا ہوا جس کا سر گئے کی مانند ہے تو اس کو دیکھنا چاہیے ۱۰ فان اکلک لحمًا فکلک معیہ ۱۰ وان اکلک نیتاً فان الی اس نیت سونگر  
 اوسے گوشت کہا یا تو بالکل وہ گناہ ہے اور اگر اوسے گھاس کہا یا تو بہر سر کا جائز یعنی اس کا کھانا چاہیے ۱۰ و یوکل ما بقیہ وان اکلک  
 لذائذ ذآ فاضر بہا و الصیغہ یجوزہ اور سوسے شے باقی گوشت کہا یا جاوی اور اگر گوشت اور گھاس و دون کہا ہے تو اس کو مار اور اس کا جلانا  
 غیر وارک گچا م یعنی اگر مارنے سے گوشت کی مانند ہو سکے تو کھانا چاہیے اور اگر گھڑی کی مانند چلائے تو حلال کر نیے بعد سر پہنکا جائے اور باقی  
 کہا جائے کہ ان فی الطحطاک ۱۰ وان اشدک فاذبحہ فان کز شہا بذاہ فعدہا لافھ کل فیہ ۱۰ اور مثل اور شہدہ ہو یعنی کئے اور کبری  
 دو دون کی طرح اور اگر سے تو اس کو ذبح کرنا اگر اس کی اور چڑی ظاہر ہو تو وہ کبری ہے لیکن سر اس کا دھو کر کیا جائے اور اگر اور چڑی نہ ملے تو وہ  
 گناہ ہو و دفن کیا جائے یعنی اس کا کھانا چاہیے ۱۰ فی معنی کیا تھا اور وہابیہ کی جینا میں بھی ہے ۱۰ وانی شہو دو ذبحہ چھٹا ہا و من  
 ذر اللہ صحتی و کلام فیہ ۱۰ اور کون کبری سے جس کو ذبح کے شارع حلال رکھتا ہو اور کون ہو ذبح جو اپنے گھر میں رہا یہاں تک کہ وقت غمی  
 داخل ہوا اور اسے خون جاری نہیں کیا مگر بعد ازل کا جواب کتاب السافۃ کے آخر میں مذکور ہو چکا اور غیر ثانی کا جواب خود ترجمہ میں مذکور ہو گیا  
 محل سوال فقہانے صحتی کا تو ظاہر اور اس کا مطلب مفہوم ہوتا ہے کہ کون شخص ہے جسے قربانی کی اور حلالہ خون نہیں بہایا قربانی کرنے اور خود خنزیر  
 میں مشافاتہ خاص ہے تو انہم کا مطلب وہ جو ترجمہ میں مذکور ہوا نہ قربانی کرنا حاتمہ آئمہ جیرین میں مردار کسی جسمی انتفاع و دست ہی شینگ  
 اور گھراور عصب اور صوف اور دیر یعنی روغن اور بال اور پیر اور چڑی خواہ حیوان ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول ہو کہ ان فی الطحطاک میں وہ اور احوال  
 واللہ اعلم کہ منصرف اللہ علیہ **کتاب الاضمیحة** بعد کتابہ نعیم یعنی قربانی کے مسائل میں من ذک المخاص بعد النعیم  
 کتاب الذابح کے بعد کتاب الاضمیحة کا لانا خاص کا ذکر کرنا ہی عام کے بعد یعنی ذبحہ عام ہوا اور قربانی خاص ہے ہی لافۃ اسو ملکہ یو یا حرا لافۃ  
 من تسبیحہ الشی بالاسوقۃ انعمیفت میں اوس حیوان کا نام ہے جو ایام نعیم میں ذبح کیا جائے من قبیل نادر کہنے شے کے اوسکے وقت کے نام  
 ساتھ ہم جو حیوان ذبح ہوا یا مخرن اوس کو انعمی اس واسطے کہتے ہیں کہ وقت نعیم یعنی ذبح سے ٹکونہ کر کے من کہ ان فی الدبر تو اس کا نام  
 اخذ ہوا اوسکے وقت کے نام کی کہ ان فی نعیم تھا وہی کہا نہیں میں سے تقرات الیہ وسم ہیں ایک قسم تلیک ہر چنانچہ صدقہ اور دوسری قسم  
 اطلاق ہر چنانچہ اعان اور اضحیۃ ووزن معنی جمع ہوئی کہ خون نری سوزہ اطلاق ہر پر گوشت پر نصرت کرنے سے تلیک اور اباحت ہی ایتھے  
 واقعات میں کہ قربانی کا خرید کرنا دس دس دس ہر سوزہ ہر دس کی خیرات سوزہ اس واسطے کہ قربت خون نری سے حاصل ہوتی ہو وہ جدقات نہیں ہوتی  
 وشرعاً ذبح حیوان یہ خصوص بنیۃ الفریقہ فی وقت مخصوص اور اصطلاح شرم میں انعمی عبارت ہے حیوان مخصوص کے ذبح کرنے سے عبادت  
 کی نیت سے مخصوص وقت میں ہم حیوان مخصوص یعنی گائی میل بھر کبری اونٹ اور وقت مخصوص یعنی آخر وشرائط الاسلام والا فامۃ والیسائر

کتاب الاضمیحة









مکان الاخصیة مکان من حکمکد ستر قربانی کا مکان ہے نہ اوس شخص کا مکان جس پر قربانی واجب ہے ہم تو اگر قربانی دیہات میں ہو اور شہرانی  
 کہ نہ الا شہر میں ہو تو جو مصلح ہو قربانی جائز ہے اور اگر قربانی شہر میں ہو اور قربانی کہ نہ والا دیہات میں تو قربانی جائز نہیں مگر بعد نماز عید کے برخلاف  
 صدقہ فطر کہ اوس میں مکان ماعل ستر ہے غیلہ و صفت اداء التعلیل ان یسیر علی الخاب المص فی حق یحاذ اطماع الفریقین تو اوس شہر کا محلہ  
 جو شہرانی قربانی کیا جاتا ہے نماز عید کے پہلے یہ کہ قربانی کو کمال نماز شہر سے باہر یعنی اوس مکان میں جہاں سا کو قمر صلوٰۃ جائز ہے ہر وہاں نماز  
 کے طبع ہو قربانی کہے کہ انے البحتی والمعدن اسر و قینا للفقیر و غدا کا والو کلا تو والو شہر فلو کان غنیاً لارل الا لام فقیراً فی اسرھا  
 لا یجب حکمکد وان ولدی الیوم الاخر عید کے دن مانت فیما یجب حکمکد اور ستر قربانی کا پچھلا وقت ہی فقیر اور غنی اور ولادت اور موت  
 کیواسے اگر غنی ہو اول یام غمین اور فقیر ہو اول یام غمین تو اوس پر قربانی واجب نہیں اور اگر طفل پیدا ہو پچھلے نہیں تو اوس پر قربانی واجب ہے  
 اور اگر غنی ہو گیا پچھلے نہیں تو اوس پر قربانی واجب نہیں ہم صدقہ کے ال میں قربانی واجب ہو بوجہ ایک قول کے چنانچہ مذکور ہو چکا تین ان الاکام  
 حیل بعد طہارۃ بعد الصلوۃ دو ان الاخصیة لات من العلماء قال لا یعد الصلوۃ الا الاکام و صلاۃ کان لا یجوز فیہ صلوۃ ذلیلی  
 بعد نماز اور قربانی کے طہارۃ کہ امام نے نماز عید کی پڑائی بدون طہارت کے تو فقط نماز پر صحیح ہے نہ قربانی اس واسطے کہ علما میں سے بعضا عام وہ ہو کہتا  
 ہے کہ نماز کا عا وہ کہے مگر امام تو اس میں اجتہاد مجتہدین کی کتابائش شہری کہ فی الزلیلی یعنی جب مقتدون پر عا وہ واجب نہ ہو تو قربانی کا عا وہ کہہ کر  
 ہو گا تو سقوط جماعت جواز قربانی کا قدر پھر اگر قربانی ان فساد و محفوظ رہیں و فی الجنبین انما تصاد قول الشریع لا یعدہ اور مجتہدین میں جو کہ نماز عا وہ  
 کیا گیا مگر متفرق ہو نہیں سکتے بعد متفرق ہو جانے مقتدون کے ہم یہ قسمد ہو اعلان من کی اس واسطے کہ عا وہ بعد المتفرق میں شقت ہو و فی الذلالت  
 بلدۃ فیما کفنتہ فلم یصلوا و صحوا بعد طایع الفرج جائز فی المختار اور نرازیہ میں جو کہ ایک شہر ہے جس میں قسمت ہو یعنی دلائل کوئی حاکم نہیں ہے تو  
 شہر والوں نے نماز نہ پڑھی حاکم کے نہ ہونے کی سبب اور قربانی کی بعد طلوع ہونے کے تو جائز ہی قول مختار میں ہم اس واسطے کہ شہر بنزل دیہات کو جو  
 اس حکم میں زلیلی تلبی نے کہا اور یہ کہ رضی اس قول کو جو پہلے منقول ہو چکا زلیلی سے مطلقا دے کہا تو بعد مقدمہ غیر قسمت پر محمول ہے چنانچہ مذکور  
 ہو چکا اور یہ قسمت پر محمول ہے تو قمار من نزل لکن فی الینا بیوم ولو تعد الذلک فیمن اول وقتہ لا یجوز الذلک حتی یقول الشمس انقی ایکن  
 چنانچہ میں جو اور اگر حاکم نے عتقا نماز عید ترک کی ہر کسی شخص نے قربانی کی اول وقت یعنی بعد طلوع فجر سنت قربانی کی ادائی کو ترجیح کرنا قربانی کا جائز نہیں چنانچہ  
 نہ ال شمس نہ انقی بانی السحاب ہم قربانی نزل زوال اس واسطے جائز نہیں کہ شاید قبل زوال تک حاکم نماز عید کا ارادہ کرے مطلقا دے کہا اس قدر اگر کسی  
 کوئی وجہ نہیں اس واسطے کہ قبل کے نماز ترک ہوئی تھی صدر کے سبب اور یہ جملہ عذر ترک ہوئی وقیل لا یجوز قبل الزوال فی الیوم الاول و یجوز فی  
 بقیۃ الایام قلت وقد صنا انہ مختار الزلیلی و غیرہ وہ یجوز فی المواہب فتنبہ اور یفہون نے کہا کہ قربانی جائز نہیں قبل زوال کے اول  
 دن میں اور جائز ہے باقی دنوں میں کہتا ہوں اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بعد تولی زلیلی وغیرہ کا مختار ہے اور اس پر یقین کیا ہو وہب الرحمن  
 میں تو خبر دار رہنا کا لوشہ ہذا انہ یوم العید عند الاکام فصلوا و صحوا ثم ان الله یوم عرفۃ اخر آتہم الصلوۃ والنسیۃ لا یجوز  
 لا یجوز الحق عن مثل هذا الخلفاء کہ فیما لا یجوز صلاۃ المسلمین چنانچہ اگر کوئی دیکھو جو اول امام کے نزدیک کہ وہ عید کا دن ہو سو کوئی  
 نے نماز عید کی پڑھی اور قربانی کی بہر طہارۃ و عہد کا دن تھا تو او کو نماز اور قربانی کفایت کرتی ہے اس واسطے کہ ایسی جگہ سے نماز نہیں ہو جو اسلوة  
 اور قربانی کا حکم کا جائز جمع مسکن کے بجائے کہ اسلے یعنی تا او کی نماز اور قربانی فساد و محفوظ رہے و کہ نہ فیما لا یجوز قبل الاحتمال الغلط اور  
 کہ وہ تہر ہی ہو نہ کہ قربانی کا کارن کو غلط اور خطا ہو جائیکے احتمال سے ولو ترکت النسیۃ و صلیت ایامہا تصدق بھا کفایت نا و فاعل  
 تصدق بھا یعنی وہ لو فقیر اور اگر نہ ذکر کیا ہے قربانی کرنا چھوڑ لے اور قربانی کے نہ گذر گئی تو مسکن جائز کا نہ کرنا اور اسے نہ خیرات کرے  
 اگرچہ مذکور نہ الا فقیر جو شہر نے کہا نہ ماعل سے تصدق کا ہم یعنی جس کے ملک میں بکری یا بٹیر ہو اور وہ بچہ نہ گذر کر کہ خدا کی اسلے جو واجب















الخصیة فقام بذكرهم القصص في الذم وحقها على الذم سمي كل وجها فلو تركها احدھا او طعن ان شبيهة احدهما تكون  
حرمت وهي صفة لغز يقال اي شاة لا يحل بالانثى في مراءى لا بد ان يسمع حكمة من ان اورعاه من برکه انک شخص في قربان کرنا  
ارادہ کیا سوایا یا اخره تعجب کہ ہند کے ساتھ رکھا دھم کرنے میں اور اسکی مدد کی ذبح کرنے پر تو ہر شخص بسم اللہ کہو یا نہ وجوہ کبیر اگر بسم اللہ کہو  
شخص بھی ترک کو چکا اگر ان کو کچا کو ایک شخص کا بسم اللہ کہنا کافی نہ کرنا ہو تو یہ حرام ہو جائیگا اور یہ سب کلمہ جیتان ہو سکی لیاقت کہنا ہو تو ہر سوال  
کیا جا کو ہر بڑی کرے جو ایک بسم اللہ کہتے سے طلاق نہیں ہوتی بلکہ یہ سب درجہ اور بسم اللہ کہنا چاہیے وہ قذارت ہے نہ شیعہ علیہ السلام  
اقول ای فیہ لا بد للحل فیہ + انما یذكر فی التفریق + فلیجوز بالقرین فانما لا بد ان لا یلا ولا یؤخر فیہ اور البتہ اسکو نہ سمجھ  
کیا ہو میرا سے کہنا اور غیر الدین ہی نے اندر وہ نظم ہے کون دھم ہے جسکی ملت میں جیسے درجہ کہ وہ مار ڈال کر گیا و صاحب تبرہ کی یعنی اللہ تعالیٰ کا نام  
لیا جا سو اسکا جواب کہ نظم سے اسو ہر کچھ نہ شکر کو نہیں دیکھتے اور پسند نہیں کرتے فعلت فی الجواب سے خدا جی آپا لکھا تاکہ بتوینہ بہ من  
فقیہ صریحہ عن فقیہ خیر الیقین کہا تو میں نے جواب سوال نہ کر دین یوں کہا کہ فی جواب نظم میں چکا کہ تو جانتا ہو اس فقیہ جسکی روایت بہت  
سے ہے وہی تھا فی ذلکھا اشتدک انتا بن فکرا الی ذکر شرا لکھا تو وہی + ذاک ذم قصاص و قصص الی + ثم الکصاص  
الذم ہے یہ سب دھم ہے بڑی کرے سے بچے ذبح کرنے میں و شخص شریک ہو تو وہ بار بار نام خدا ذکر کرنا شرط ہے جسا کہ ہم روایت کرتے ہیں کہ وہ ذبح کرنا  
اور تعاب کا ہے جسے ہاتھ رکھا انرا اس صاحب کے ساتھ جو اسکی امید رکھتا ہو یا خوف کرنا ہو کہ شاید ایک شخص کی قوت کسی دھم ہو سکی ہے فعلت کل  
واحد منھما + یذکر اللہ جل جلالہ فیہ تو ان دو شخص میں سے کسی شخص پر واجب ہے یہ کہ ذکر کرے اللہ دان مالیکہ وہ پاک پر تشبیہ و تمثیل سے  
وق الوہابیۃ و شرعھا کافا سے ولود جکاشاۃ معاً ثم واحد اکل لبسوسہ فالشاة فیہ + اور وہابیہ اور اسکی شرح میں کہا اور اگر وہ  
شخص نہ بکری کو کھائی تو کیا ہر ایک شخص بسم اللہ نبولا تو بکری شروک ہوگی یعنی حرام واجب الزک پر سے و ان یشتد فی منھا ثلث اکلانہ  
و اشکل فالقول الی الذم بکثیر اور اگر کین شخص میں بکر یاں خرید کرین اور اشکل واقع ہو یعنی نہ یوں شخص اپنی بکری کو کھائی اشتناخت میں جو ان ہون  
ذبح کا وکیل کرنا کاشت حیرت جو ہم شرح وہابیہ میں صورت مذکورہ میں یوں چاہئے کہ تینوں شخصوں پر ایک کو ذبح کرنے میں وکیل کرین سو اگر اپنی  
بکری ذبح کی تو جائز ہے اور غیر کی بکری ذبح کی اس کے ان سے تو بھی جائز ہے و فکلی شراۃ الشاة للغير ان شاة + یحکم خلاف العاکس  
والقول فی شراۃ خیر شاة کا وکیل اگر غیر یعنی بکری خرید کرے تو صحیح ہے بر خلاف عکس یعنی اگر بکری کی خرید کا وکیل شاة خرید کرے تو صحیح نہیں اور اگر کوئی  
کی اجرت میں وکیل نقصان ادا دیا ہم و بکشت یہ سب کہ شاة ہم جنس ضان اور غیر یعنی بھیڑ اور بکری دونوں کو شامل ہے بر خلاف عکس ہے اگر  
بکری کی خرید کا وکیل کیا سو اسکی شاة بین الضان یعنی بھیڑ خرید کی تو موکل کو اسکا لینا لازم نہیں چنانچہ خانیہ میں ہے قادی عالم کریم میں کہ اگر کوئی  
خرید کر لیا وکیل کیا سو وکیل نے خرید کی داد اسکی لاکھو اسے ایک دم بکری آدمی خرید کیا تو موکل پر یہ اجرت لازم نہیں یعنی وکیل کو دینا ہر گز سے  
و لو قال سوادا فعیر صحیح + و انما کان فی قولہ علیہ السلام اور اگر موکل نے کہا کہ سببہ رنگ کا یا بکری خرید کرنا سو وکیل نے فرسے شریعت پر اختیار  
خرید کی تو صحیح ہے اور اگر وکیل نے شاة خرید سببہ قربانی کی خرید میں فقیر کی تو صحیح نہیں ہم اسو اکل کرنا خدا رسبہ ہر خرید میں لوگ نسبت کرتے ہیں  
تو مخالفت وکیل ضرر ہوگی بر خلاف اول حرکت سے بکشت میں من بین العشر الی اربع و نصف لیکل الحیم کھڑے علاقے وہ قربانی کو لازم کیا ہو  
اور شخص کے حق میں جسے قربانی کی مذمانی اور سب سے قربانی کی ایجاب کی تصیم ضرر اور حق قول ہے یعنی صحیح قول ہے کہ تمام ضرر واجب اور لازم  
ہوگی چنانچہ یہ سب کہ سابق نہ کر دھم و عن صییت یا لکرم تصدقہ و لا اکل منھا وھذا الخ اور اگر قربانی کو ہی بیت کی طوط سوار اسکی آرسو  
مقرر لازم حال اسکا نہایت کرنا اور اگر قربانی میت کی بدون ام ہو بھی ہے میت کی طوط نہ لکھا اس کے گوشت کو اور یہ قول مختار اور پسندیدہ ہے  
و من طار طفل فالطعم مستحق لھا + وعن آیہ فی حقہ وھو الطعم اور منیر کے مال سے تو سقوط قربانی کا قول صحیح ہے اور غیر کے ایک مال سے

و فی شاة























لباس هم جو عورت کو چھپاؤ اور گرمی اور سردی کو دفع کرے بہتر ہے کہ پوشاک دینی یا کتان یا شونکی ہو جسکے سوا فنی ایسی اور کسا اس نصیحت سے  
ہو اور استین و گھٹیلوں تک اور استین کا عرض ہفتہ ایک یا ثلث کے چنانچہ نعت میں صریح ہے منوط لباس یا چھپے نفیس خفیں اس واسطے کہ  
تھرا لا تھورا و سا طہران و اس واسطے کہ نہی دارد لباس ہر تہی کسی یعنی جو نہایت نفیس ہو اور نہایت خفیں اور سبب وہ لباس ہے جو آرایش اور نعت الہی  
اظهار کرے اس واسطے ہو اور لباس جلیل ہے نہایت کی اس واسطے عید اور جمعہ اور جامع غلق میں جمع اوقات میں اور کرو لباس ہے جو تھرا اور دیگر کپڑوں  
پر سپید لباس سبب جو کڈانے الطفا و لطفاً تجریم لبس الحریری و لو جاکل بیتہ و بیان بدنہ علی المذہب الصمیم و عن الامام الثمالی حکم  
اذا تمسک الجلید قال فی الغنیۃ وہی مخصوصۃ عظیمۃ فی مخرجہ و باللباس اور سرام پہننا حریری ریشمی کپڑے کا اگر کپڑے کوئی اور کپڑے کا اصل جو  
درمان ریشمی کے اور بدن کے جو جیب بے میم کے اور امام عظیم سے روایت ضعیف یہ ہے کہ ریشمی تو اس وقت حرام ہے جبکہ وہ کہاں سے نکالو نہایت  
نہی کیا اور یہ شخص غلبہ جو دان چہاں ریشمی کا عزم ہو کہ وہ جب معلوم ہو کہ مذہب ہم میں ریشمی کی حرمت علی الاطلاق سے خواہ بون متصل ہو یا  
غیر متصل اور یہ ضعیف قابل اعتبار کے نہیں مطلقاً وہی کٹش لائے حلوامی سے نقل کیا کہ مجھ جیسے کہ کل حرام اور قول ضعیف نہ کہ ریشمی مناجات  
نسبت کیا ہے نہ ایک کپڑے حریر و کپڑے جسکا تانا بانا و دون ریشم ہو چنانچہ گلبان اور دریائی اور آتش اور اطلس اور کھاب ابو داؤد اور  
نسخی میں علی مرتضیٰ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی داہنی ہاتھ میں ریشمی کپڑے لیا اور بائیں ہاتھ میں ہونا اور فرمایا کہ یہ دون  
حرام ہیں میری امت کو مرد و نر اور نر نہی اور نر نہی کی و دوسری روایت یوں ہے کہ لباس حریر اور کتا کتا میری امت کو مرد و نر حرام اور نر نہی  
مرد و نر نہی علی اور صحیحین و نر نہی میں عمر فاروق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں حریر و پنبہ جیسا کہ آخرت میں  
حصہ نہیں ہے کذا فی التفسیر اذ فی الحرب فانه یجوز ایضاً عندہ و کذا فی النکاح فی الحرب اگرچہ ریشمی جنگ میں پہننے سو وہ بھی حرام ہے امام کے نزدیک  
اور صاحبین نے کہا کہ ریشمی میں ریشمی لباس حلال ہے ہم صاحبین کے نزدیک جنگ میں گار اگرچہ ریشمی درست ہے جو سلاح کی حضرت سو بجا و نہ بار یک  
ریشمی کڈانے العالم گیرتہ علی النکاح لا المرنیۃ کذا فی اربع اصناف کا غلام القلوب مضبوط و ذلیل مضبوط و ذلیل میں بیان ریشمی حرام  
مرد و نر عورت پر مرد و نر بقدر جار اخل کے حرام نہیں جیسے ریشمی پوشان کے لیے کی حرام نہیں چار اور گلبان میں یوں ہر مرد میں اور بعضوں نے کہا کہ  
گلبان یونین اور بعضوں نے کہا نہ طین نہ گلبان مرد و نر ہم بخلاف ہماری سے کہا کہ حضرت حریر میں مقبر جار اور گلبان میں نہ نہایت طین نہ نہایت  
گلبان کذا فی العالم گیرتہ من الغنیۃ و کذا فی المذہب علیہ السلام متفق و لو فی حکامہ کالتکلیف فی الغنیۃ اور ریشمی یوں میں ظاہر مذہب ہم  
جمع متفق ہے اگرچہ متفرقات پوشان حمام میں ہوں چنانچہ قنہ میں شرم بیان ہے ہم اسکی توضیح قنہ میں یوں نہ کہو کہ ہماری حاکمہ کی متفرقات و بونوں  
جمع کرنے میں اختلاف ہے بخلاف ہماری سے کہا کہ نہ جمع کرنا متفرقات کیسی ظاہر مذہب ہے اگرچہ ایک خط ریشم کا ہو اور ایک خط کسی اور چیز کا ہو  
سے شیم ہی نظر آتا ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر شیم اور غیر شیم جدا جدا ظاہر ہو جسے حمام کا طرہ ظاہر مذہب ہم جمع ہو کذا فی العالم گیرتہ یعنی اگر  
کپڑے یا پٹری پر شیم کی پوشان متفرق کثرت سے ہوں اگر ان کو سبکو جمع کیجو تو جار اخل سے زیادہ ہر جائین ظاہر مذہب میں ہم جمع کرنا مستحب نہیں  
وہ کپڑا حلال ہے و فیما بعد طرہ اذھا ہذا کہ جمع اصناف میں ابو یوسف من اصناف عمر رضی اللہ عنہ و ذلک فی قنہ و شیم و شیم و شیم  
اور قنہ میں ہے کہ ایک حمامہ جسکا نقش و نگار شیم کا ہے جار اخل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اور گلبان کی چار اور گلبان  
ہماری ثلث کے ساتھ قیاس کی گئی ہیں تو متعدد نقش و نگار میں حضرت ہم عالم گیر ہی میں قنہ سو طرہ حمامہ یعنی کنارہ اور اخل میں کپڑے کا کڈاؤ  
جو نہ طرہ ظہیر الدین تر تاشی نے کہا کہ مقبر جار اور گلبان میں اپنی ہیئت اور شکل پرست کی اور گلبان میں مقبر نہیں ہیں کذا فی العالم گیرتہ من الغنیۃ  
المطاردی نے کہا اصناف مشورہ غیر مقبر ہیں تو بہتر ہے کہ شراح اس عبارت کو ذکر نہ کرنا و کذا فی المنہج و مذہب یحییٰ اذ کان کذا المقداد  
اربع اصناف و کذا فی النکاح و ذیل علی اور اس طرح جو سو نہ ہو حلال ہو جبکہ اس مقدار پر یعنی چار اور گلبان چار اور گلبان سو زیادہ ہر تو مرد و

ع  
بہر  
نہایت







































میں عرض دیا کہ اسے سوہ کر دے اور قول خامس سے کہ اگر مال کو تقسیم نہ کرے اور اس کا کرام منہ ہو تو کہہ مضاف نہیں کذا فی المطاوعی یعنی اسے  
 شرح ہا یہ میں کہا عالم اور شری کی ابتدا والدین اور اس کا نام تھا چنانچہ دست پر اور جو شخص فقیر اور کمزور کا حق سے اس کی تسلیل یا بڑے و تفق  
 المصنف عن الجاحم انہ لا یأس بقبیل بد الخاکم المثلثین و صنعت شرح میں جاس سے نقل کیا کہ کہ مضاف نہیں جا کہ دستار کے ساتھ چسپو کا  
 طوطا کی کہا اس کی کچھ مانتھی کہ یہ قول آئندہ میں داخل ہے ہوا علیہ سلطان صاحب سلطنت اور حکومت کو کہتے ہیں والمسلطان العادل وقیل  
 مستحق ہے اور سلطان عادل کے ساتھ جو ہے میں مضاف نہیں اور مضمون سے کہ سوت کہا کہ کذا فی الجہت ہم قبل میں احادیث کثیرہ مروی ہیں  
 عبد الشہین عرسے ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں روایت ہے کہ ہم لڑی سے ایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور ہم آپ کا دست  
 مبارک چوما اور ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی میں عائشہ صدیقہ میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال و مال میں کیوں ہیں فاطمہ بنت رسول  
 سے زیادہ تر شاہچیں دیکھا جب فاطمہ سی نہیں تو حضرت اس کے واسطے کھڑے ہوئے خود اور ان کو چوتھی پر اور ان پر مقام پر ٹھہرا تھے اور حضرت  
 اور اس نے روایت کی کہ یہودی قوم نے حضرت کے ساتھ اور پانچوے اور ترمذی اور ابن ماجہ میں روایت کی کہ جب عثمان بن عفان بن مخنف کو حضرت علیہ السلام  
 اسلام پر پہنچے اور ان کا بوسہ کیا اور ان کا ہونٹوں کو کہ ہنس چہ مبارک پر ترمذی نے کہا یہ جسے میں ہم سے قرآن احادیث سے باہر نہیں دیکھتا  
 ثابت ہوئی اور سر اور کہہ کی اور احادیث سے ثابت ہے اور قبیل میں لعینین نے گفتگو میں عبد اللہ بن جعفر کی حدیث میں کہ یہ سب سے بڑا کیا یہ ثابت ہے  
 لیکن یہ جواز شرط تقییم اور نہ کہ یہ ہے اور اگر طریق ثبوت کے ہو تو جائز نہیں مگر وہ جن کے حقین کذا فی المعنی شرح الہدایہ مختصراً وقبیل ذلک ای  
 العالم لجمہ کما فی الزاریہ اور جو اس کے کفری عالم کے سر کا جید تر سے کذا فی الزاریہ ہم مطاوعی کہا شاید کہ جو میں اکثر ثواب کے ہے و  
 تخصیص قدیمہ ای بقبیل الید لعلہما ای لعلہما علی و علی ہو الخاضعین فی المطاوعی انتظام اسلامہ واکرامہ جادوان لیل اللہ  
 کہ کذا فی صنعت نہیں ہوا عالم اور عادل کے ساتھ چسپو میں بھی قول محمد سے کذا فی الجہت اور محمد میں ہی کہ اگر عالم اور عادل کا ساتھ چسپا تھا  
 اسلام کی تقییم اور اگر کرام کی طرح ہو تو جاسے اور اگر دنیا حاصل کرنے کی طرح ہو تو جاسے تو کہہ جے طلب میں عالم اور ظاہر میں ہم الیہ قدیمہ و  
 یکنہ من قدیمہ لبقیئلہ احبابہ وقیل لا یخص فیہ کما یکر قبیل المرأۃ فرأی اوصالہا عند الفقہاء والوداع کذا فی القدیمہ مفعول لا یقبل  
 ایک شخص نے عالم اور ظاہر میں کسی درخاست کی کہ اپنا قدم اس کی پشت پر رکھا اور اپنا قدم اس کو چسپو دی تو اس کو عالم زاد ان یعنی چسپو دی اور مضمون  
 سے کہا کہ نہ مانے جو منے کی رحمت نہ جیسی عزم کو دوسری عورت کا نہ اور گال چسپا کر دے لہذا رحمت ہونے کی بوقت چسپا قدیمہ میں مقدم قول بعض  
 صاحب قدیمہ حدیث کا جہاں کہ مندم ذکر کیا ہوا جات پر قال وما یفعلہ الجہال من قبیل یدلہ اذ اقلی غدا فہو مکر وہ فلاحہ صلی صلیما حب سنیہ  
 کہا اور یہ جو بعض جہال کی عادت ہے چسپا نہ تھا جو سے کی جب غیر شخص سے ملاقات کرے تو وہ کر دے ہوا میں رحمت نہیں کہ وہ بخری ہو واما قبیل کہا  
 صلیہ عنہ اللقاۃ مکر وہ ہے اور چسپا کی قبیل یہ ملاقات کی بوقت تو بلا جہاں کر دے ہم مطاوعی کہا سید قول دوا قول جاسے جہاں میں  
 تو خلیات اجماع کی اس میں کہ وجہ یہ وکذا ما یقعافہ من قبیل لا یرض یلین تک العلماء والعلماء وعلماؤہم والاعراض ائمان کلابہ شیشہ  
 عبادۃ اللہ اور جب جو جاں کو گزیریں کو چسپو میں عالم اور سلطانین اور مہرون کے سامنے سو حرام سے اور کہ نہ والا اور جاس میں رضی ہوا عالم  
 ہوا سلطان دونوں کہ گزیریں ہوا علی کہ سطح زمین کا جو منابت پرستی کے مشابہ یعنی ہوا علی کہ سطح زمین جہاں خیر خدا کی صورت معلوم ہوتی ہے کذا نے  
 الطحاوی وعلی تکران علی وجہ العبادۃ والتعلیل کذا فی ان علی وجہ الخلق لا یرضی لکبیرا دیکھا زمین کا چسپو ملا کا فر جاتا ہو و  
 اور کیا ہے کہ اگر ہر وجہ عبادت اور تقییم کے کراہی تو کا فر ہو گیا اور اگر ہر وجہ اسلام کے کراہی تو کا فر ہو گا کذا فی مکر وہ کہ ہر وجہ کا جاسے  
 المذکورہ المواضع لغیر اللہ حرام اور تقییم میں ہے کہ غیر خدا یعنی مخلوق کی طرح تو اسے کرنا بھی گناہ اور بہت ہو گا حرام ہر ہم مطاوعی کہ کہا ہوا  
 جیسے کہ عرض دیا ہوئی کے حاصل کرنے کی طرح اور نہ شہوت پرستی کے لہذا تو اسے کرنا حرام ہوا اور اگر فیہ اس کی طرح تو اسے کرنا حرام کہ فرود













نہیں کرے اور جب یہ سبب یعنی سبب فتنی جیسے علاج کرنا اسباب تک تو اسکا کرنا توکل کے تحت نہیں بخلاف سبب مہوم اور اسکا کرنا بھی مہوم  
اور محض نہیں بخلاف ترک سبب قطعی بلکہ گاہے ترک علاج افضل ہوتا ہے اور اسکو فعل سے بعض احوال میں بعض اشخاص کو یہ اہم چاہیے عباد میں جو طہریۃ  
میں سے ایک شخص کا پتہ جاری ہو گیا یا انھیں جو میں آئین سوا کسو دو کی سہانگی نہ کہ ان کو ان ہو کر مرگیا تو اس پر گناہ نہیں اور اگر ہو گیا تو اس پر گناہ  
نہ لگایا باوجود قدرت کے یہاں تک کہ مرگیا تو وہ گناہ گار ہو گا اور وہ دفعہ جو نہیں مرنے پر ہو کہ کہا یا بقدر قوت کے اسودہ کر دیا ہی فیصلہ تو اسکا ترک  
کرنا اپنی جان کو ہلاک کرنا ہی اور مصلحہ اور دو کرنا ایسا نہیں یعنی حصول شفا کا سبب قطعی نہیں ہے چاشت یعنی خون کا نکالنا چھین کر کسی شخص کو جسے صیب ہوا  
چاشت بعد نعت بارہ روز شنبہ بہتر اور نافع ہے اور مندر ہونے کا نیکم سے پہلے کرو جو ذخیرہ میں ہو کہ آدمی اور سور کے سوا اور حیوانات کی کھانوں سے  
علاج کرنا درست ہے لیکن اگر مردار جاوے تو اسکی خشک ہڈی کو علاج درست ہو نہ ترسے قہر میں ہے کہ عورت کے دودھ کا ناس لینا مرد کو اور علاج کے  
دھواں دینا درست ہے لیکن جو اہل غلطی ہیں کہ اگر آدمی کسی نفع حاصل کرنا جائز نہیں خلاصہ میں ہے کہ تران کا لکھا نا کر دے جبکہ او سین یا سبب کثرت  
پا ہر مکیں بیع اسکی درست ہے اور اگر فیقنا معلوم ہو کہ او سین سبب نہیں پڑا ہو تو اسکا پینا درست ہو قطع میں ہو کہ لکھنا دغا میں سے اور اسی  
طرح حیوانات کا دغا نشانی کیا اسطو درست ہے خزانۃ العبادی میں ہو کہ تران کے انفسوں کہنے میں اختلاف ہو یعنی حرفین پر تران پڑھنا یا کاغذ میں  
لکھنا اور حرفین پر لکھنا یا برتن میں لکھنے کے وہاں اور یار کو پانا عطا اور بجا ہر کے نزدیک سبب ہو اگر ختمی کے نزدیک کرو جو خزانہ مفتاح میں ہے کہ  
کہ نور کے ایام میں کاغذ پر عا وغیرہ لکھنا اور دروازہ نہ چکانا حرام ہے اسو اسکو کہ سمیع اللہ تعالیٰ کے نام پاک کی امانت ہو اور جو مہوم کی مشابہت  
ہے اکل میں اکل کر گریہ و حجاز و ذوق العا حقیر بیت المال لوبیت المال جلالہ الخیم سببی و پاک بیک اور جائز ہے قاضی کا رقی بیت المال لینے  
خزانہ سلطانی سے بشرطیکہ بیت المال حلال اور بھی جمع ہوا ہو نہ فردا جبی ظلم سے جمع ہوا ہو تو قاضی کو او سین کو حلال نہیں یعنی اسو اسکو کہ وہ غیر کا  
مال ہو اسکو مالک کو سپرد دینا چاہیے کہانی الزامی و علقہ بالذوق لیفید تقلید بقدرہ بالکلیۃ و تقلید بکلیۃ بالکلیۃ و تقلید بالکلیۃ بالکلیۃ و تقلید بالکلیۃ بالکلیۃ  
بمنزق کیا یا معلوم ہو کہ مقدار اسکی بقدر کفایت قاضی کے اور اسکی عیال کے چاہیے ہرگز اس کے موافق اگر قاضی مالدار ہو تو بھی روزی اسکی بیت المال  
سے متعلق ہے قول اصح ہم اسو اسکو کہ اسو اپنی ذات کو روک رکھا صلت سلین کو اسکو اگر جس منہ سبب نفع ہو وھذا لوبلا بشرط و لوی یم  
کلی لا جہا ثم لان القضاء طاعة فلم یجوز کسائر المعادات قلت ہل یجوز فیہ کلام المتأخرین یجوز اور بھی یعنی بیت المال سے قاضی کی روزی  
کی حالت اسوقت پسندیدہ و بشرط کے مفروض ہوا اگر شرط کسی مہاجرت کی مانند تو اب قاضی کو بیت المال سے لینا حرام ہے اسو اسکو کہ فہم کرنا  
مندانہ کا طاعت اور عبادت ہے تو اسکا اجارہ جائز نہ ہو گا جیسے اور باقی طاعات کا جائز نہیں میں کہنا ہوں اور کیا قضا میں متاخرین کلام جاری ہو گا  
اسکی تحریر کرنا چاہیے ہم متاخرین کا کلام صحیح ہے طاعت پر استیجار درست ہے طوطا دینی کہا تحریر اسکی پسند ہے جسکے نزدیک قرات قرآن اور فقہ مخصوص  
ہو جائے بارہ جو تو فضلہ غیر معانات میں اجارہ جائز ہو گا اور جو عوم طاعات کے اجارہ کو جائز رکھتا ہے تو اس کے نزدیک درست ہو گا و جواز سفر  
لغیرہ و انشاء الولد و المکاتبة و المصطفیٰ بلا طہر و حلالی و کما فیہ آتاقی و صلینا فلا نقبلہا لہا و لیسنا و یقین بن کمال اور لوی یم اور ام ولد اور نکاح  
اور روزی کہ نصف یا ثلث آواز سے تو اسکا سفر نابد و نحمد کے درست ہے یہ حکم متاخرانہ قدما کا ہمارے زمانہ میں تو سفر غیر مجرم کے ساتھ لوی یم  
کا جائز نہیں اہل نماز کے ظہر کے سبب اسکی قول پر نفی ہو کر ذکرہ ابن کمال و جواز شرفہ کا لایک المصغیر منہ و یجوز ایام مع کلایک المصغیر  
منہ و یجوز و امر و مصلحت ہو ان چیزوں کی کفایت لایک اور منیر کو اسطو خرید کرنا اور شہر کا اسکو و مصلحت ہو ان چیزوں کی کفایت لایک اور منیر کو اسطو خرید کرنا اور شہر کا اسکو  
وایہ نوکر رکھنا اور بیچنا و اسکا جو عتیقہ کو اسطو خرید کرنا اور شہر کا اسکو و مصلحت ہو ان چیزوں کی کفایت لایک اور منیر کو اسطو خرید کرنا اور شہر کا اسکو  
نہ کہ میں کی حلف اور پردہ میں ہو اگر انکی پرورش میں ہو تو خرید و فروخت منیر کے مال کی درست نہیں و جواز لایک المصغیر منہ و یجوز ایام مع کلایک المصغیر  
منہ و یجوز و امر و مصلحت ہو ان چیزوں کی کفایت لایک اور منیر کو اسطو خرید کرنا اور شہر کا اسکو و مصلحت ہو ان چیزوں کی کفایت لایک اور منیر کو اسطو خرید کرنا اور شہر کا اسکو

















































سپت دین پر خون کرے ہم یا اپنا حق حاصل کرے کو رشوت دے تو یہ دینے والے کے حق میں رشوت نہیں محیط برائی میں سے اکثر و ایک کا خون  
 میں رہتا ہے اور اس میں ظلم سے اور یہ مرد و اس ظلم کو مہوعات یا مہوعات بخند و بنا جو وضع ظلم کو بطور دوست پر والہی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کا فیصلہ الشعران و لیس جاکت لیسانہ و کتبہ ہوا الموقفہ من لیسانہ و لیسانہ فی اللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم شاعر و نیکو اور جسکی  
 کہ ان درازی اور بدگوشی سے خون کرتے تھے اور سکوا و عطا دانتے تھے اور موقوفہ القلوب کا حصہ مقرر ہوا اموال نیکو سے ایسے مسائل کو دینا  
 ہونے کی اسے کفایت کرتا ہے ہم موقوفہ القلوب و دوسرا کفار تھے جنکو زکوۃ کا حصہ واجب ثواب کو بطور دیا جاتا تھا ابتدا اسلام میں ہجرت  
 اہل الخلیفۃ الاسلامیہ میں بل محلہ کے کھڑے تھے یا دربار امام کو اسے جمع کر دیا تو یہ بہتر ہے ہم امام سے ظہار امام سے جدا رہے یا اسلیم  
 و من الشیخ ما یؤخذ من کل صیغہ کہنے والے کو موقوفہ عطا و زکوۃ کا حصہ امام سے وہ مال بڑا جو مباح چیز پر لیا جائے چاہے نیک اور گناہ اس اور  
 پانی و کبابین ہم اشتہار نہ کر مہل سبب میں سبب دہی و سبب کہ میں لکھیں بلکہ کو شہادہ اسکی کہ ان سے اشتہار دے تو وہ اسکا مالک  
 ہو جاتا ہے اور اسکو بیجا درست ہے و ما یأخذ من خاؤ لغزو و شایعہ و شیعہ کا حصہ ان کا مال تعالیٰ تعزیر الناکلین سے لڑی لھو الخلیفۃ  
 اور بیجا مال محرم کے وہ مال ہے جسکو غازی و بھٹہ غزا اور شاعر بریدہ شعر گوئی اور غزا و غزائی لینا ہے فرایع تعالیٰ سے اور بیجا آدمی دے  
 جو لھو لھو یعنی کسبل کی بات خرید کرتا ہے ہم فرادہ و غازی میں جو اہل شہر سے زبردستی مال لینا لھو لھو حدیث نسو و مراد ہے جو اور ضرر و غفلت  
 میں دیکھا چاہے عادیث شے اصل اور نقص غیر متبرہ اور رضا حک اور رضوا کا لھو لھو حدیث نصو و مراد ہے جو اور ضرر و غفلت  
 ہم میں دیکھا چاہے عادیث شے اصل اور نقص غیر متبرہ اور رضا حک اور رضوا کا لھو لھو حدیث نصو و مراد ہے جو اور ضرر و غفلت  
 دغیر جہا کا حصہ ذکر کرتا ہوں تو کا فراوسکی حکایات ششہ اور قرآن کی سماعت ترک کرنے تب بھارت ادتری و احکام سحران و قرآن کا حصہ  
 و مصفا و وائشہ و فر و صحت لھو لھو اور سراسر وہ مال جسکو یا حرم کے بجا نوا لے لینے ہیں اور فرادہ و غازی خبر تانے والا اور فرادہ و غازی  
 عورت بیل سے بدن کی گوشت والی لینے ہی اور مال حرام کی فروم اور شاخین بہت ہیں ہم انرا بھلا جہتہ و شر یعنی اس عورت کی اجرت جو  
 دوسری عورت کے دانت گھبرا یک کر دے اور جو متوسط عقد کھان کا ہو کر کھال لے اور جو دو شخصین مسلم کر کے مال لے اور شاہ اب اور سکران کا گز  
 اور حوالہ کہ جانور وکی غنئی پر لیا جائے اور جادو مردار اور دند وکی کھال کی قیمت قبل از داغت اور غنئی اور شہرہ کر کے جہا یعنی بچپن لگائیے  
 کی جہتہ بھارت مال حرام میں لڑا اپنے لھو لھو و قبل لہ یا حیثیت و نحوہ جائزہ لھو و فی کل شئینہ کا نو جہت المار و نہ کھیل کسی کسی کہ کھایا  
 حیثیت اور اندازہ اس کے کوئی گھٹت تو مخاطب کو یہ کہ کھانا اور گالی میں جائز ہے جو گالی کہ حد کی موجب نہیں ہے اور ترک اسکا افضل نہیں ہے  
 افضل ہے جواب دینو سے کہ قول الصلوات المتطہرۃ اذا سئیل اصلا کتحتی انظر فاکھا یفاق و احق نفل کے روزہ دار سے کسی نے  
 سوال کیا کہ کیا نوروزہ دار سے تو اسکا لون کہنا کہ دیکھا جائے کہ وہ اسو بطور کہ یہ نفاق ہے یا حق اور جہالت ہی ہم یعنی بھارتنا فقین کا  
 طریقہ تا معلوم ہو کہ یہاں پہنچے حال کو چاہا ہے بلکہ ہوں جواب نہا ہر سے کہ ان میں روزہ دار ہوں اسو بطور کہ صوم میں رہا ہو یا نہ داخل نہیں لڑائی  
 اللھو لھو و من لہ اطفال و مال کلین لایؤجی نفل جس شخص کے چہرے (رکے ہوں اور بیجا مال ہو وہ نفل وصیت کرے ہم لیکن اگر بعض  
 پر صلوات اور کفارات ہوں تو حاضرین کو چاہیے کہ مریض سے بطریق حسن وصیت کرادیں مگر یہ کہ مریض کا مال حق ہے اور سبب جو حدیث ہو کہ  
 اپنے بیمار و صومیت کا امر نہ کر مطلب اسکا ہے کہ بیمار اپنی والدہ اور عیال اور دوست کو جمع کرے اور بعد الہی بجا دے اور مال الہی  
 اسد محمد رسول اللہ کی گواہی دے اور اسکی گواہی دے کہ بہشت اور دوزخ اور قیامت کا آنا حق ہے پھر اولاد کسی کی کہ ہم کسی عبادت کر دے کہ  
 بن پیرا نکو انان کی وصیت کر دے اور دوسرے کہ نہ ہو مگر مسلمان جس وصیت کرے اس پر اور یقین علیہا السلام نے اپنے بیٹے کو وصیت کی تھی پھر اسکی بیٹی  
 جو چاہے وصیت کرے کہ اتنی اچھت ہے یعنی حقوق اللہ و حقوق العباد جو اس پر ہوں اور کسی وصیت کرنا چاہیے وصیت ایمانی کے بعد اسو بطور کہ چاہے

الحاکم و صلی اللہ علیہ وسلم  
 قد لا یستلزم  
 لھو لھو لھو لھو  
 علیہ السلام و صلی اللہ علیہ وسلم  
 بنی اللہ و صلی اللہ علیہ وسلم  
 صلی اللہ علیہ وسلم  
 و صلی اللہ علیہ وسلم

و صلی اللہ علیہ وسلم



























کہ زمین کی قیمت بدون باری کے گنتی ہے اور باری کے ساتھ اسکی قیمت گنتی ہے تو باری کے نفاذ کو میت کے دین میں صرف کر ہی اور پورا  
بیان اسکا زمین میں سے یعنی اگر شکار میں کی قیمت بدون باری کے تلو درم ہو اور باری کے ساتھ ۳۴ درم تو ۴ درم میت کے دین میں صرف  
ہون ولا یقیم من ماله ارضه ماء قدس ارض حاکمہ او عرق لایہ مستحب غیر متعلق وهذا الشقاق کما سئل عنک انک  
عادیۃ ولا یقیم علیہ الفقیہ اور تاوان نہ دیا کہ وہ شخص جسے اپنی زمین میں بانی ہر اسو اسکے پڑوسی کی زمین سے لیسکا بانی سوک لیا یا اسکی  
زمین غرق ہو گئی اسکو کہ وہ متشب غیر متعلق ہو اور شکیب میں تاوان اوسوت ہوتا ہے جبکہ قہدی ثابت ہو اور یہ یعنی مقدم تاوان اوسوت سے  
جبکہ اوسو عادیۃ کو مرانی بھی ہو اور باعتبار عادیۃ کے اسکی زمین اوسوت ہوتا ہے جو اگر عادیۃ سمجھا دیا کہ اسکی بانی ہر لیا جو دی اور  
پڑوسی کی زمین ناقص ہو گئی ہو تو اس پر تاوان لازم ہوگا اور اسی قول پر فتویٰ ہے و فی الذخیرۃ کذا اذا استقر فی حق بہت مقدار اوقیع  
واحد استقر فی غیرہ فیتقوا و اذا اقل حقد یقیم علیہ مال کا سبیل لہذا ہفتا روزہ میرے اور یہ یعنی ہم تاوان اوسوت ہو جبکہ اسے  
اپنی باری میں اپنے حصے کے سواقی زمین بھی ہو اور اگر باری کے سواقی میں بھی ہو یا اپنی حصے کے بانی زاد لیا ہو تو اس پر تاوان لازم ہوگا جب  
قول اسے لیا ہو کہ لانی القہستانی ولا یقیم من ماله ارضہ او ذرعاہ من شرب عید یا بغیر ذلک فی ردو یا لا اصل و علیہ الفقیہ شریع  
وہبانیۃ دایں الکمال عن الملاحظۃ لاسانہ غیر متعلق اور تاوان نہ ہو و شخص جسے اپنی زمین بازداشت بھی غیر شخص کی باری میں بدون اس کے  
ان کے اصل کی روایت میں اور اسی پر فتویٰ ہے و ہبانیۃ اور ابن کال میں ہو خلاصہ اسے اسو سطلی تاوان نہیں کہ مذکور ہو چکا کہ باری کا  
بانی مال متقدم نہیں ہے و لو قصدت ان یذکرہ شخص لبقا عالماء الحرم فیہ بخلاف العلق المتعلق فان الذلۃ اذا سمیت بہ فہو  
وہبانیۃ آخر قہستانی اور اگر اسکے پیادہ کے غلہ یا بھل کو خیرات کر دی تو خوب ہی بسبب باقی رہنے حرام بانی کے اوسین بطلان متقدم باری  
کے ہلک کر جب جانور موٹا ہو گیا چار کا ہائے سو تو چار اسعد و ہم ہو گیا اور دوسری چیز غنما یعنی غن اور گوشت ہو گیا کہ انی القہستانی فان تذکرہ  
ذلک منہ لا ضمان وادیۃ الامام کا نہیں و الحبش ان رأی الامام ذلک خانیۃ و تاقا فی شہم الیہ بکیت ہرگز نہیں غیر کا بانی لیا  
چند بار واقع ہوا و شخص سے تو تاوان نہیں اور تفریدی اسکو ماکہ مارنے اور سیکرنے سے اگر حاکم اسکو مصلحت سمجھا کہ انی القہستانی اور اسکا ہر ایک  
شرح وہبانیۃ میں ہے من قال وجوہ بعض مشائخ علیہم التعلیٰ لکامل اهل بلکہ والقائس یؤکل لکامل و توفیق بانیہ تعامل اهل البلد  
او اصل بلکہ انہ صنف وہبانیۃ نے کہا اور بعض مشائخ علیہم التعلیٰ نے بانی کی باری بھیجے کو توجہ کیا ہے بسبب بلکہ اہل بلکہ کے اہل بلکہ کے رواج کے  
بسبب اور یہ توجہ توڑی گئی ہے اہل بلکہ کہ جب کبھی شہر والو کا رواج ہو یعنی اور ایک شہر والو کی رواج ہو کسی قیاس شہر کہ نہیں ہوتا و افعیٰ لکامل  
یہ تمام ذکرہ فی جواہر الفتاویٰ قال وینقل الملک لکامل فیہ فیہ لکامل اور اسکی فتویٰ دیا جو اسکے تاوان کا یعنی جو غیر کا بانی بلا اذن لے  
یہ مذکور ہے جواہر الفتاویٰ میں اور یہ کہا ہے کہ باری کی بیع کا حکم نافذ ہو جانا ہو اسکو یا کہنا چاہیے ہم اس فتویٰ میں نامی متقدم جو تو مقدم  
نہان کا ماضی نہ ہوگا اور عدم ضامن سمجھتے ہیں چنانچہ ظہر میں ہے اور محبت ہم کا حکم نافذ نہ ہوگا اسو اسکو ثابت ہو چکا ہو کہ قاضی اپنی ذمہ کے  
غیر متعلق ہے کہ قاضی القضاۃ و فی الہدایۃ و شروحا من البیم الفاسد لہ فیض بانیہ لکامل و توفیق بانیہ تعامل اهل البلد  
غیر متعلق وہ خبر فی التعلیٰ ہذا قاضی میں کہتا ہوں اور ہدایہ اور اسکی شرواح میں یہ ناسک ہے کہ نہان کے نہان لازم تاوان تلف کر نیے  
اور اگر اپنی زمین بھی غیر کے بانی سے تو لاکہ تاوان دیا اور اسی قول پر یقین کیا ہے قاضی میں نہان سو اسکو سمجھے ہم شام نے اشارہ کیا کہ صاحب  
قضاء نے ہفتام کے سوا اور مقام میں ہر پر کے سواقی یقین کیا ہے قلت و قد مر ما علیہ الفتویٰ فہنہ میں کہتا ہوں اور البستہ مذکور ہو چکا کہ  
قول جبر فتویٰ ہے تو خبر واد ہما ہم واد ہما کہ فتویٰ ہے صمد نہان کا ہر شرح وہبانیۃ میں مذکور ہو چکا کہ اسکی قاضی القضاۃ سے و  
فی الوہبانیۃ بہ و ساقی بشیر و البیہ لکین لکامل و توفیق بانیہ لکامل اور وہبانیۃ میں ہر اور جبر واد ہما کہ باری کے نہان









یا کوئی زانی النہای هم چند متفرقه و غیره میں اعلیٰ سکر کا نہیں لیکن نہیں کسی دوسری جگہ سے نہیں اس طرح اس کا سر بہ میں اور اس میں ڈالنا جائز نہیں  
 و یجوز تخفیضها و لو یطرح شیء فیہا خلافاً لکشافی اور پانچ سے خر کا سر کہ بنا کر جو کی چیز تانک غیر کہ وہ لکڑی سر کہ بنے پر خلاف شافعی ہم  
 امام شافعی کے نزدیک اگر خر خود بخود سر کہہ جائے تو حلال ہے اور تانک غیرہ لکڑی سر کہ بنا کر دست نہیں پر جس غیر سر کہہ لگتی تو جہاں تک سر کہہ سے وہاں تک  
 پاک ہو گیا اور اس کی اور کسی گلاب اس کی تعیت سر پاک ہو گئی اور سوتہ اس پر سوتا و نقل کیا کہ یہ بھی نقل معنی ہو گا فی الھدی و فی الشافعی الطحاوی بالکسر  
 و هو العیدہ لکھن حق بنی بھلا نقل من ثلثہ و بعدہ مشکوٰۃ و هو یوجب المصنوع ان ھذا یجوز لکھن اور دوسری قسم شربہ عربہ سے  
 طیار بالکسر اور دوسرے انگریز کا جو پاک یا گیا جہاں تک کہ دو تہائی سے کمتر مل گیا اور دوسرے جہاں اور مصنف نے اپنی شرح میں کیا کہ جس پر سے  
 کہ اس کا نام بادہ منظر طام ہادیہ میں بھی اس طرح سے کہ جس میں کرا دو تہائی سے کمتر مل گیا وہاں سے کرا دو تہائی سے کمتر مل گیا کی قید  
 نہیں بلکہ وہ کہ کہ اگر کرا پانی جب تھرا پاک یا گیا وہ بادہ طام و جسے شربہ کہیں سے نقل کیا کہ اصل کی قید اسو طہ لگائی کہ اگر تہائی مل گیا وہاں تک  
 شربہ سے سب سے نزدیک حلال ہے اور بعد غلیان اور اشتداد کے جب تک نشہ نہیں کے نزدیک حلال ہے خلافاً لکھن و اما الطحاوی  
 ذکرہ بقولہ و قبل ما یطرح من ماء العنب حتی ھبت یلکناہ و بعدہ مشکوٰۃ و هو اصواب کما جرت علیہ صاحب الجلیط  
 وغیرہ یعنی فی المشقۃ لا فی الحکم لا تنحل ھذا المشکات المستوی بالطحاوی حل فی الھدی ثابت یشترک کیا الصلحہ فی رضی اللہ عنہ  
 کا فی الشربہ لانیۃ اور دوسرا نقل ہے کہ طیار و شربہ کہ لکڑی کا پانی یا جادو یا تانک لکڑی دو تہائی یا غلیان اور اس کی اور تہائی باقی رہی ہو اور  
 وہ سر کہہ جائے اور اسی شربہ کہ طیار کہتا ہے سے چنانچہ صاحب محیط وغیرہ کسی پر سے نہیں یعنی فقط تسمیہ میں حکم میں یعنی صاحب محیط وغیرہ سہل میں  
 شلک کہ طیار کہتا ہے اس کو حرام نہیں کہا ہے اسو طہ کہ حلال ہونا اس شلک کا جو سے طیار جو جب دیت محیط کے ثابت ہے صاحب کبار رضی اللہ عنہم کے جو سے  
 مینا پنشنہ طیار میں سے ہم خلاصہ یہ کہ طیار تفسیر اول یعنی بادہ حرام اور طیار تفسیر ثانی یعنی شلک یعنی بشرط عدم اس کا حلال ہے تو شلک حرام نہیں  
 لانیۃ سر کہہ کر اسے اعلیٰ و یعنی بالطحاوی لقولہ عمر رضی اللہ عنہ ما أشبه ھذا بطیار البعیر ھو الطھران الکلی لیل بہ البعیر  
 بطھران اور شلک کا نام طیار کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاں قول کے سبب کہ بعد شلک کیا خوش بے ارث کہ طیار کے ساتھ اور دوسری طیار  
 طھران سے جو خارشنی اور شلک کا نام سے ہم طیار بالکسر نظر ان سے اور طھران بچہ اور کسرہ و چیز سے جو خارشنی اور شلک کا نام سے خلاصہ یہ کہ  
 شلک یعنی غلیظت تو ام میں ازیک شربہ تہا عکس و لندی اس کو فاروق نے منظر طیار یا وجہا مستہ ای الطحاوی حل التسمیۃ لاول کذا قالہ  
 المصنف کا طھران بچہ یعنی اور اس کی خواست یعنی طھران یا تفسیر اول چنانچہ مصنف نے کہا ہے عمر کی مانند نہیں ہے وہی قول پر فتویٰ ہو کہ طیار تفسیر  
 اول یعنی دو تہائی سے کمتر جیسے بادہ ہو اس کی خواست غلیظہ ہو اور تفسیر ثانی کے موافق یعنی شلک غلیظ ہو کہ وہ حلال ہے تو طھران و الثالث  
 الشکر فیقتضیان و هو الی من ماء الرطبان اشتد فذات بالیک اور شربہ جو کسی غیر شربہ سکر سے فقہ میں کات اور دوسرے کات میں سے  
 بچہ نہ کہ بچہ کہ جبکہ وہ خوب جوش اری اور جہاں کہ اسے یعنی اور اس میں توت اس کا کی ماحول ہو تو اگر شربہ ہو گا تو اتفاق حلال ہے کذا فی الطحاوی  
 اقتضانی والاربع فقیم الزبیب وھو اللی من ماء الزبیب بشرط ان یقذف بالکوبین بعد التخلیک اور شربہ جو کسی غیر شربہ سکر سے فقہ میں کات اور دوسرے کات میں سے  
 فقیم زبیب جو یعنی خستہ دوسرے پر اور دوسرے کتانی سے بوز کانی میں یا من انگر خشک کہ چند مدت نہ کہ باشرط اس کا جہاں کہ اس کے جوش کہتا  
 کے بعد و الکلی کما فی الثلثۃ المنقوۃ کما فی حرام اعلیٰ و شربہ کہ اور نام یعنی تیون مرکبہ شربہ یعنی بادہ اور سکر اور فقہ زبیب حرام  
 ہیں جبکہ جوش کہلواں اور اشتداد ہو پھر نہ و لانی حرام اعلیٰ اور اگر جوش اور اشتداد نہ ہو تو اتفاق حرام نہیں ہم امام کے نزدیک اسو طہ  
 حرام نہیں کہ شرط شربہ کی غلیان اور اشتداد بادہ جہاں کہ اسے اور ما جہاں کہ نزدیک اسو طہ حرام نہیں کہ شرط حرمت کی غلیان اور اشتداد اسو طہ  
 نہیں لانیۃ فذات شربہ اتفاقاً اور اگر سکر یا طیار اتفاقاً حرام ہے ہم امام کے مذہب پر تو طھران سے اور ما جہاں کہ نزدیک اسو طہ حرام ہے کہ











اور مشائخ شریعین جامع و فہرست نقل کیا کہ جو ہم اور ایک کے حال ہو گیا فاکل ہو و محمد بن علی سے بلکہ محمد بن زاید سے کہا کہ وہ منسب کفر سے اور  
 اور کا قتل مباح سے ہم مصنف جامع الفتاویٰ بھی یہ نقل کیا کہ حافظ الدین نے شرح غرانی سے ذکر کیا کہ خمس لاکھ شریعی ہو علت اور سخت  
 حبش سے بیگ کا سوال ہوا کہ امام ابو حنیفہ سے یہ منقول نہیں ہوا اس لیے کہ اس وقت میں اسکا استعمال مشہور نہ تھا تو بابت ہر باقی رہا اور  
 سلف سے بھی یہ منقول نہیں غزالی کے زمانے تک جو شاگرد ہیں امام شافعی کے اور اس میں عمر شاگرد امام اعظم کے عراق بھی ہیں تھے وہ اسکی  
 ابا حنیفہ قابل تھے پھر جسکی بلا عام ہو گئی اور فقہ حنفیہ عالم میں پیدا اور سفاہت عقلا پر غالب ہو گئی اسکی استعمال سے تو تمام علماء اور ائمہ غزالی  
 مانع اسکی رحمت کا فتویٰ دیا اور اسکی حلائے کا اور اس کے باقی غزالی کا فتویٰ دیا تو اب شافعی اور حنفی دو نوذہ ہیں کا اسکی حرام ہونے پر فتویٰ سے  
 یہاں تک کہ اسکی علت کے قابل کو زندہ اور مسند نہ کہا ہو اور حکم کیا ہے کہ جو بیگ سوست ہو اور طلاق دی تو اسکی طلاق واقع ہو گئی نہ جواز تو بیگ کی  
 و ہر سرکاری الطحاوی قلت و نقل شیخنا الفہم الغزالی الشافعی فی شرحہ علی منطوق آبیہ البدل المتعلق بالکبائر والصغائر  
 تجل المکی انما صیغہ بقرینہ جو کفر الطیب بفتح الجیم لا یجوز الا ثمة الا کفر و لکن استکرہ من کتبہ ہون اور ہاری اجماعاً غزالی شافعی مذہب  
 نے اپنی شرح میں جواز کے باب بدر الدین کی منطوق جو کبائر اور معارف کے بیان میں ہے ابن جریر کی ہے یون نقل کیا ہے کہ اسکی تصریح کی جو جافیل  
 کے حرام ہونے پر اتفاق چارون اماموں کے اور یہ کہ وہ کافر سے نفی قال شیخنا الفہم الغزالی الشافعی فی شرحہ علی منطوق آبیہ البدل المتعلق بالکبائر والصغائر  
 ستة خمسة عشر بعد الا لای یجوز شاکر انہ لا یتسکروا ان سئلہ فانه صغیر لکن یجوز لکن احد من ائمہ سئلہ فقلت نعم یجوز  
 صلہ اللہ علیہ وسلم عن کل مستکرہ و معتبر قال ولکن من الکبائر ما رواہ المرء والمراۃ و معہ فہم فی الاصل منہ و معہ قطع اہل ان  
 استعمال و جہا اعتقاد لہذا بن نعیم الاصل و علیہ کثیر کسائر الصغائر بھی جو کبائر پر کہا جاتی اور مستأخر غزالی نے کہ تبا کو جو نوذہ پیش سے اور  
 اسکی مذہب پیش و منقش شام میں ایک ہزار پندرہ سال ہجری میں ہوئی اور اسکا پینے والا یہ دعویٰ کرنا کہ وہ و نشانہ کرنا اگر اسکی عدم شکر کو مان لینے تو لینے  
 وہ معتبر یعنی اگر عقل کو نازل نہیں کرنا اگر حواس کو منکسر اور ضعیف کرنا ہی اور جو چیز معتبر سے حرام جو دلیل اس میں حدیث کے جو صمد احمد بن شریک  
 اس مسئلہ سے مروی ہے کہ منع فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسکراؤ و غزالی نے فقہ کریمانی کی روایت سے کہ تبا کو جو نوذہ سے کہ تبا کو کا  
 ایک دو بار استعمال کرنا کبیرہ گنا نہیں اور باوجود منع کر دینے سلطان رفت کے وہ یقیناً حرام سے علاوہ یہ کہ اسکا استعمال اگر نہ ہو تو ضرر کرنا حرام اسکو  
 ہمیشہ استعمال کرنا کبیرہ گنا ہے جسے باقی منکر کا دوام کبیرہ گنا ہے نیز کلام اللہ شافعی لفظ ہم ابو سوسو منشی روایت کیا کہ تبا کو کی حدیث علماء  
 شافعیہ کے مخالف ہی اسو اسکو کہ شافعیہ نے تصریح کی کہ اگر نہ وہ معتبر ہے جو نوذہ پر اسکا سامان کر دینا واجب نہیں اور جسے قاتل شافعیہ روایت  
 کیا سو انہوں نے کہا کہ جو ابن جریر نے حدیث بیان کی جو سوا قول ضعیف ہو اور مذہب صحیح ہے کہ تبا کو کہہ و منشی پر کہ عارض اور حدیث اور حدیث از حدیث از حدیث از حدیث  
 جو جب نہ ہو تو اسکی عادت ہو اور ترک اسکا ترک کر دینے کو تو از قبیل تعلقات ہو گا اور اگر اسکا ترک کرنا ہو تو منسب علاج کے ہو گا تو اب نہ وہ پر لاندہ ہو  
 اسنے کلام اللہ شافعیہ اور یہ جو ضرر بدن کا نہ ہو کیا سو حقیقت حال یہ ہے کہ یہ امر مختلف ہو باختلاف مستعملین یعنی کسی کو منکر ہے اور کسی کو مانع کہ  
 فی الطحاوی و فی الاشباہ فی قایل الا اصل الا باحیۃ و اللقفت و لفظہا کلا فیما اشکل حالہ کالجوان المشکل اصل و النبیات  
 الجہول سیمینہ انھی قلت فیہ فہو منہ حکم النبیات اللہ شافع فی زمانہ المسیحی بالثبات قنینہ اور اشباہ میں اس قاعدہ کے اندر  
 کہ اصل اشباہ میں اباحت ہو یا تو قوت اور ظاہر ہو یا نہ اس قاعدہ کا اس میں جو چیزیں شکال حال معلوم نہیں چنانچہ وہ ماورجہ حال معلوم نہیں اور وہ کہا کہ  
 جسکا نہ ہو تا بابت نہیں انہو کلام الاشباہ میں کہ انہوں نے اس قاعدہ سے یہ کہا جاتا ہو حکم اس گناہ اور نوئی کا جو ہر روزانہ میں شائع اور میل گئی  
 ہے جسکا نام متن یعنی تبا کو ہی تو خبر کا نام نہیں ہو جیسا اس قاعدہ کے کہ اصل اشباہ میں اباحت ہو تبا کو مباح ہو اور یہ جب اس قاعدہ کہ اصل اشباہ  
 میں توقف ہو یعنی نہ اباحت ہو نہ حرمت بلکہ حکم شریع کے تو نہ مباح ہو نہ حرام و قد کرہ شیخنا العوناد فی ہذا فی قائل بالکفر و البطلان





















سکھار کی اجابت نہیں بدوں ارسال کے اور اگر بابتہ می نے چوڑا بھی تو وہ غیر کا مال ہے نہ بھی اور سکا کہا نام درست نہیں بدوں مالک کے اذن کے  
کذا فی الزمینی قلت قد وقع فی عسرنا شاید العسر ہے وہی ان رجلا وکس شانه مدی وکس بیستان هل یجوز ان کلام لا یوقضه فی  
انه لا یجوز لو وقع الشقاق ان الذاریع من محل ذکره ام لا وهل یجوز ان تعالیٰ عیبکما ام لا میں کہتا ہوں البتہ سبک زمانہ میں بات  
عادی فتویٰ طلب واقع ہو اور یہ ہے کہ اگر کوئی اپنی بکری کو باغ میں نہ بروج یا تو اس کا کہا نام حلال ہے یا نہیں اور یہ مسئلہ کہ بتنے زمین سے  
ابھی ذکر کیا اس کا منقضا یہ ہے کہ اگر کسی کا کہا نام حلال نہیں شکائع ہوئے کسی زمین کہ اس کا ذکر ہو کر تو ان ان کو زمین سے جکا ذریعہ حلال ہے  
یا نہیں سے نہیں ہے اور اگر سے تو اس سے ذریعہ کی وقت اللہ تعالیٰ کا نام یا کہ لیا یا نہیں بالکن فی الحلالہ من القطعہ قوم اصحابو ابعاد  
فی طریق النکاح ان لم یکن قیام من الماء ووقم فی قلبہ ان صاحبہ فعل ذلک ایضا لکن اس کا سبب نہ لاکھ لا ان الشائبہ لاکھ  
کا تکیات بالحقیرین انتھی فقد آما کر اکلھا بالسطح المدکورہ فعلہ ان الحد یكون الذاریع اکل الذاریع لکن فی القطعہ لکن فلا  
میں سے کتاب اس قصہ پر کہ ایک قوم نے ذریعہ کا پر اوٹ یا جگل کی راہ میں گروہ پانی کے قریب ہوا اور اس کی دیکھو یہ بات ہم جا کر اس کو الکت بہر کیا  
تو کوئی مزاج کر نیکی دیکھو اس کو لکھو کہ میں منافع نہیں ہوا اس کے جو اولات حال سے ثابت ہو وہ اس کی مانند جو ہر دم قول سے ثابت ہو  
ما فی الحماصہ تو صاحب خلاصہ اس کا کہا نام بشرطہ کہ مزاج پر تو اس سے معلوم ہم کہ اس کا دریافت ہو تاکہ ذریعہ امی سے ملے ذکوہ کا شرط نہیں ہے  
ایب کہا ہے مسئلہ شرح میں ہم بعد قول ہتھراک جو عدم علت کو قول پر پانی کی قربت کی قید ہو اس کو لکھی کہ جب پانی کے قریب ہو گا تو یہ مسئلہ کے کہ پانی  
میں کہے کہ درگیا اور دریائی جانور نے اس کو چار ڈالا اور پانی کی مویچ اس کو امیر اللہ یا اور بیعتوں کہا میں اباحت معتبر ہے خواہ پانی قریب ہو یا نہ ہو  
یحدث قد یفرق بین حاکم فیما یوقضہ بالقطرہ یا بالذاریع فی الاولیٰ غیر انک قطعہ فی النکاح لکن میں کہتا ہوں مستفادہ کر اور مسئلہ  
نظم میں یون فرق بیان کیا جاتا ہے کہ ذمہ کر نہ والا دوسرے مالک سے قینا اور ثانی میں امتثال ہے کہ مالک ذمہ کیا ہو یا غیر مالک ہم اس فرق سے  
کہرط اصل نہیں ہے اگر بالفرض مالک ہی ذایع ہوا تو یہ تو معلوم نہیں کہ اس کا ذمہ حلال ہے یا نہیں لکن ذی الجملی والطلحی و ذایع من غیر ذلک من غیر  
مشاکہ فلان یجوز فی حد صاحبہ اهل یوکل لا یجوز الا بالقطرہ بسمیۃ علی الحرام القطعی بلا غلطی ولا اذن شیء لکن فیما یوقضہ بالقطرہ  
دیجہا نفعیہ متعدد کے قطع سے بہر نفعیہ کہ ایک شخص نے بکری چرائی ہر اس کو ذمہ کیا ہم اللہ بکری پر بکری کے مالک اس کو یا تو اس کا کہا نام  
حلال ہے یا نہیں جواب اس کا یہ ہے کہ صحیح تر قول یہ ہے کہ اس کا کہا نام درست نہیں بلکہ فرما جائے ذایع کے حرام قطعی پر بسم اللہ کو سید و نکیت  
اور بلا اذن شرعی کے انتہر قولہ تو اس کی تحریر اور تحقیق کرنا چاہیے ہم یہ صورت عادی فتویٰ طلب کو متاثر ہے کیونکہ یہاں ذایع اور سبب معلوم ہے  
اور مستند اور وجہ سے لازم آئی اور مان ذایع اور سبب معلوم نہیں اور یہ جو کہا کہ حرام قطعی پر سبب کا فرمو گیا سو مستند قول یہ ہے کہ اس سبب کو  
کافر نہیں ہوتا بلکہ جب اس کو حلال ماننا گناہ کا فرمو گا اور سبب علی الحرام سے انتقاد علت کا لازم نہیں اور اس کا سبب فقہا کا یہ قول کہ شافعی صاحب  
قریبانی صیغہ سے چنانچہ جیسے میں ہے کہ جس بکری نصیب کی اور قربانی کی تو اس کی قیمت کا نوان اس پر لازم آیا اور قربانی داہو گئی کیونکہ نصیب میں ہی  
وہ مالک ہو گیا کہ انی الطلاق و فی الوہابیت قال سے و تاکت لا یطہرہ کلما قالہ و خبیث حرام نفعہ مستحل ذکر اور وہ بیانیہ میں کہا اور جو ہر  
مرکا وہ گو کہ کہلا کہ وہ ناپاک حرام متعدد النفع جو ہم یعنی مردار کو کئے کے پاس لانا جائز نہیں لیکن کئے کو اس کی قیمت لیکھا جائز ہے چنانچہ شرط لانا  
میں سے گزرا ہر وہ بیانیہ مطلقا حرمت پر دلالت کرتا ہے فقیہ کی مانند فقیہ میں یون ہے کہ ہماری علامتے کہا کہ مردار سے نفع لینا کیسے جو ہر جائز نہیں اور  
کتو کو بھی نہ کہا کہ و اور شاید کہ بیان دو قول یون لکن فی الطلاق و و تکلیف و تحقیق لکھو ایہ امر اوجازت و دیکھی تیکہ شک کی اس کو پاس ہے  
و ایکو ہم اپنی ارسال کی وقت اس کی تیکہ پر ذیاباحت مراد جو تیس اد فرید میں کہ اگر کوئی دے ایسا جانور جوڑ دیا اور دوسرے اس کو لیا اور اس کی  
درستی اور خبر گیری کی ہر اس کا مالک اس کو اس کی دو صورتیں ہیں اگر اس سے چوڑے کی وقت یہ کہ کہا کہ جو کو کو کھائے جنو اس کو اس کا ر یا یا یہ کہا تو یہاں



مورثین مالک ہو گئے ہیں۔ سکتا اسو اسکو کرنا سنی تکیک کو مباح کہ دیا اور دوسری صورت میں اسکو لینا جائز ہے۔ عدم اباحت کی سبب سے بھی قول ہمارا ہے  
 سبب سے یہ کہ مورثین میں کذا فی الطحاوی مختصراً و اختصاراً بعض لایمہ یتکثر اور اس کے اعتاق کی مابین کی تکیک کے جوڑنے کو دینے علماء انکار کرتے  
 ہیں یعنی ارسال بلا اباحت کو جائز نہیں کہنے میں شارح و ہنایا ہے کہ لفظ بعض بہر ولانہ کہتا ہے کہ اگر مال اس کے مجوز میں جلا کر آیا اسوقت نہیں ملے  
 ظاہر ہے کہ مذہب بھی یہ کہ حرام ہو کذا فی الطحاوی و ان یقتضی عدم جواز اخذ اگر مال کے علقہ پر مل کو غیر و ان کے ساتھ یا تو مال کے اسکا  
 لینا جائز ہے ہم بعد اس صورت پر محمول ہے جبکہ مال کے ارسال کو وقت لینے والے پر مباح کہ و یا تو پانچ تینوں اور فریسی مذکور ہو چکا کذا فی الطحاوی  
 اکثر لڑائی کا لفظ ہے جسے لینا جائز ہے چھٹا اس مال کا جسکو چھٹے والے نے بیٹے یا ہم بڑا یہ میں سے کسی حقیر نے قیمت کا یہ میں سے و انہا لینا  
 سفینہ کے تہہ و بک و بک و بک لیکن بعد اتفاق مالک اسکا اسکو لے سکتا ہو کذا فی شرح الوہابیہ بعد از وفاء کا اہل و اعیان لایعنی چھٹا مال  
 ضعیف و ادا جیسا کہ مالک کا لفظ ہے کہ در وہابیہ کی پہلی میں ہے کہ وہ کوں غیر حرم غیر ازین حرم میں ہو چکا شکار کا حلال نہیں ان شکار و شکار کو جو مال کو  
 شکار نہیں کیا اور نہ وہ اس سے مستغنی ہو نہ بھاگے ہم اسکا جواب شارح نے اس کے قول میں دیا ہو چکا کہ اصل و اصل فعلی اہل و اعیان لایعنی چھٹا مال  
 تکیک کے تہہ و بک و بک و بک لیکن بعد اتفاق مالک اسکا اسکو لے سکتا ہو کذا فی شرح الوہابیہ بعد از وفاء کا اہل و اعیان لایعنی چھٹا مال  
 اسکو کرنا سنی تکیک کو مباح کہ دیا اور دوسری صورت میں اسکو لینا جائز ہے۔ عدم اباحت کی سبب سے بھی قول ہمارا ہے  
 سبب سے یہ کہ مورثین میں کذا فی الطحاوی مختصراً و اختصاراً بعض لایمہ یتکثر اور اس کے اعتاق کی مابین کی تکیک کے جوڑنے کو دینے علماء انکار کرتے  
 ہیں یعنی ارسال بلا اباحت کو جائز نہیں کہنے میں شارح و ہنایا ہے کہ لفظ بعض بہر ولانہ کہتا ہے کہ اگر مال اس کے مجوز میں جلا کر آیا اسوقت نہیں ملے  
 ظاہر ہے کہ مذہب بھی یہ کہ حرام ہو کذا فی الطحاوی و ان یقتضی عدم جواز اخذ اگر مال کے علقہ پر مل کو غیر و ان کے ساتھ یا تو مال کے اسکا  
 لینا جائز ہے ہم بعد اس صورت پر محمول ہے جبکہ مال کے ارسال کو وقت لینے والے پر مباح کہ و یا تو پانچ تینوں اور فریسی مذکور ہو چکا کذا فی الطحاوی  
 اکثر لڑائی کا لفظ ہے جسے لینا جائز ہے چھٹا اس مال کا جسکو چھٹے والے نے بیٹے یا ہم بڑا یہ میں سے کسی حقیر نے قیمت کا یہ میں سے و انہا لینا  
 سفینہ کے تہہ و بک و بک و بک لیکن بعد اتفاق مالک اسکا اسکو لے سکتا ہو کذا فی شرح الوہابیہ بعد از وفاء کا اہل و اعیان لایعنی چھٹا مال  
 ضعیف و ادا جیسا کہ مالک کا لفظ ہے کہ در وہابیہ کی پہلی میں ہے کہ وہ کوں غیر حرم غیر ازین حرم میں ہو چکا شکار کا حلال نہیں ان شکار و شکار کو جو مال کو  
 شکار نہیں کیا اور نہ وہ اس سے مستغنی ہو نہ بھاگے ہم اسکا جواب شارح نے اس کے قول میں دیا ہو چکا کہ اصل و اصل فعلی اہل و اعیان لایعنی چھٹا مال  
 تکیک کے تہہ و بک و بک و بک لیکن بعد اتفاق مالک اسکا اسکو لے سکتا ہو کذا فی شرح الوہابیہ بعد از وفاء کا اہل و اعیان لایعنی چھٹا مال

مورثین مالک ہو گئے ہیں

جلد ۱

میں واجب ہو یا نقطہ غائبین و جب جو کسی اس نظام کا شن جو آواز دہلا یا دیکھ کر جو غریبیت جو اہم تو یہ ہے کہ جو میں سے تو انہاں لانہم او کا بیان  
 پر اس کے مالک ہو جائے یہی نو اگر نظام اور کسی کی قیمت دین درم ہوتا تو باقی پر شری کی کو دین درم دینا لازم ہو گا جو میں سے منسوط اور صاحب  
 میں غریب کی کہ متوجہ نہیں حکم میں فاسد لازم الغنائی سے یہی قول ہمارے کذا فی العلل و عن الاختیار و حکما کا اختیار یا المصنف کا اختیار یا  
 الغنیہ کا حکم ہے عوام و دین حکما ہو جائیگا وہ اعیان جنکا ضمان مثل یا قیمت ہو تو اس جو چاہے اس کے مذکور ہو گا ہم مضمون و اشل اور قیمت  
 کو مضمون نہیں بھی کہتے ہیں ناج بانشروئے کہنا مضمون نہیں ہو چکے تلف ہو جائے کہ وقت مثل و جب ہو اگر اسکا مثل ہو یا قیمت و جب ہو اگر اسکا  
 مثل ہو چنانچہ مضمون ہو اسکو کہ اگر غائب متوجہ ہو مالک کے پاس کوئی چیز میں کہہ دی تو دین میں ہم سے مالاکہ مضمون بن نہیں ہے اور چاہے مضمون  
 طے ہو مگر الشرا اور غیبی حکم میں فاسد اور ہم اور بدل صلح اور بدل صلح میں دم العود مضمون وغیرہ چاہے وہ وسیع ہو جائے کے پاس سے تو اسکا  
 تاوان یعنی در صورت تلف ہو جائے کہ نہیں کسی قیمت کو کذا فی الغنیہ حسن طبعی نے شرح و قاری کے مضمون میں کیا کہ عین مضمون نفس کی عوض ہیں  
 رکھنا ہم سے جسے برون دین کے رہی ہم سے اسکو کہ اسکا مال کار دین میں ہوتا ہے عاقبت میں جو رکھنا بعض برون کے جائز ہے لیکن مضمون  
 اعیان کے مطرح ہے کہ رہن جو یعنی ان اعیان کے جو امانت اور ودیعت اور عاریت اور مال مضاربت اور بیعت ہیں سو جائز نہیں ہو اور اسطرین نہیں  
 نہیں متاثرہ و اصل سے اور اسطرین اعیان مضمون وغیرہ پاس میں جائز نہیں چنانچہ باقی نے عین کہ بجا اور بعض میں عین کوئی چیز میں رکھ دی شری کی پر  
 قبل تسلیم کے تو وہ باطل ہے مان کر اعیان مضمون یا قیمت ہو رہن رکھنا ماند مضمون کی بالاتفاق جائز ہے اور بطرح رہن عوض ہوا بدل صلح کے جائز  
 خواہ وہ عین ہو یا دین انہی انی النہج مختصر خلاصہ ہے کہ عین مضمون نفس و حکم دین جو فور میں کی قیمت تلف حادثی کی کہ رہن نہیں ہونا اگر وہ دین  
 خواہ دین ضعیف ہو یا علمی و ینفقہا یا جاریہ بقول حال تو یہ غیر لازم و حیثہ فلما ہن تسلیمہ و الیہ عن حکما فی الغنیہ اور دین  
 منقذ ہوتا ہے اسباب اور قبول و رد مالیکہ وہ عقد غیر لازم ہے اور اس وقت میں تو راہن کو تسلیم ہون کی اور دین کے عقد میں رجوع کرنا جائز ہے چنانچہ  
 یہ دین باز ہے ہم رہن غیر لازم ہو کہ نہ کہ تبرع کا عقد یا ماند ہوا و رد فرسے و لہذا راہن پر جو نہیں نہیں کہنے میں فاذا استلک و قبضتک المثل  
 حال کو نہ تھکنا لا متفق کا غیر علی غیر متفق کا لا متفق علی الراہن کشف بدو فی الفہم مکررا لا متفق کا لا متفق کا انہاں انہاں  
 بغیر الراہن و خلعہ کا شیعہ و قبضتک لہم یہی ہے کہ رہن تسلیم کر دیا رہن کو اور رہن سے اور قبضہ کر لیا اس مالتیں کہ رہن مجسم اور  
 مقصور ہو نہ متفرق ماند متفرق ہونے پہل کے درخت پر خالی سے نہ متفرق رہن جس میں رہن رکھنا درخت کا بدو پہل کے میرا و متسوسہ متساع اگر  
 شیوہ علی ہو مطرح کہ رہن متصل ہو غیر رہن کی یا اعتبار بدل انیس کے چنانچہ اتصال و قیمت کا رہن مرہون ہو اور یہ کہ لے وضع ہو گا تو رہن لازم ہو گا لہذا  
 تسلیم اور قبض کے بشرطہ کہ وہ ہم جب عدم فرق رہن کا شرط ہوا تو پہل کا رہن رکھنا و دن درخت کے اندر زاحت کا رہن بدو زین کے جائز  
 نہا اور جب رہن کا خالی ہو نا حق راہن شرط ہوا تو درخت کا رہن بدو پہل کے اور زین کا بدو دن درخت کو اور کہ کا رہن بدو دن متاع راہن کے جائز ہوا  
 فاذا ان القرض شدک اللہ و دم کا فی الہیہ و صحیح فی الجحدۃ اندھن علیہ ان مسند کا کلام مذکور اسکا مفہم ہے کہ قبض رہن کا عقد میں کے لازم  
 ہو جائیگی شرط ہے جیسے میں قبض لازم کی شرط ہو اور بھی میں کی تعمیری کے کہ قبض جائز نہیں کی شرط ہے ہم جبکہ قبض لازم کی شرط ہوگی تو مطلب یہ  
 کہ رہن مجسم سے بدو قبض کے گرد دن قبض کے لازم نہیں اور جب جواز کی شرط ہو تو مطلب یہ کہ رہن مجسم نہیں بدو قبض کے و الغنیہ میں  
 الراہن و المکرہ قبض حدک اصل الطاکل و تخلیکہ بدو دینا در میان مرہون اور رہن کے در حکم قبض کے ہو ظاہر الروایہ میں یعنی قبض حکم جاری ہے تخلیکہ میں  
 نو اگر یہ تخلیکہ میں ہو سکتا ہے اور وہ ضائع ہو تو تاوان اسکا رہن پر لازم آدینا کذا فی العلل و عن ابی اسود و ہم تخلیکہ یہ کہ راہن  
 مرہون کو ایسے موضع میں کہہ دی کہ مرہون اسکو لینے پر قادر ہو عید ظاہر الروایہ جو اور ابو یوسف سے روایت ہو کہ متفرق میں قبضہ ثابت نہیں ہوتا بدو نقل  
 کے کذا فی شرح النہج کا لہجہ فاکھا ہوا قبض و تخلیکہ میں قبض سے ماند بیع اسکو کہ تخلیکہ میں بھی قبض سے و کھن و مضمون

مضمون کا  
 اور جو چاہے























[illegible]







یونیکان فان ارتحاکان صاحب التادیع لا فایم اولی وکذا اذا کان الرهن فی ید احد هما کان ذوالنیل احوط لقیض  
 مستقیمه یعنی بطلان ضمانتین کا اس وقت ہر جیکہ دونوں نے تاریخ بیان کی ہو سو وہ دونوں نے اگر تاریخ بیان کی ہو تو اعلیٰ تاریخ مالانق تر ہے  
 اور اس طبع جیکہ مرہون ایک دیکھیکے پاس ہو تو فال بعض زیادہ تر حقدار سے اسکی سبقت کو قریب سے یعنی اسکا قاعدہ قاضی پر دلیل سے اس کے  
 سبقت کی ولو بانیک راہتہ اسمہ ہاھن العبد مثلاً والحال ان الرهن معهما ای فی یدہما او لا ولیس العبد اسم مہما فان  
 الحکموا احد زلیف فیرحم کل کذا لک کاوصفنا کہ کان فی ید کل واحد منہما نصفہ ای العبد ہذا نصفہ استخسانا  
 لا تقلا یہ بالحوث استیعاف واللتنا ثم قبلہ اور اگر مثلاً غلام کارا ہن مرگیا اور غلام مرہون اور اس کے ساتھ ہی یعنی اس کے قبضہ میں سے یا  
 قبضہ میں دونوں کے نہیں دو صورتوں میں ایک ہی حکم سے کہنا فی الزلیف پیر مرہون اسطرح گواہ لایا چاہئے جسے اسکو بیان کیا جو یعنی ہر مرہون  
 کے گواہ نہ دیکھ گواہی کی کہ میت اس غلام کو دیکھیکے پاس ہن رکھا اور اسکا قبضہ اس پر یا تو ہر مرہون کے قبضہ میں نصف نصف غلام ہن رکھا  
 اور اس کے حق یعنی ایک کے دین کے بدلے اندوہی احسان کے اسکو کہ دین موت راس کے سبب متعلق باستیقا ہو گیا اور شائع استیقا کو قبول کرنا سے  
 ہم تیسارے جیسے کہ دین مذکور باطل ہو اسواطرح کہ دین کو مقصود جس استیقا دین کو بطور دین بیان نہیں ہو سکتا شیعہ کے سبب و ہر جیکہ  
 کے کہ عقد کو بالذات مراد نہیں ہوتا بلکہ حکم عقد مراد ہوتا ہے اور حکم دین کا زندگی راہن میں جس تمام اور شائع اسکو قبول نہیں کرنا اور راہن کی  
 موت کے بعد دین حاصل کرنا ہو مرہون کو پیکار اسکو قرض سے اور شائع اسکو قبول کرنا پیکار کے اسے اسے اخذ بجا مال المدیون لکن لغا ہذا غرض  
 لو مکن رھنا و اذا اھلکک قلت حالاً المھون قال وھذا ظاہر اذا رضی المطلب بیکرکہ وھذا غرضہ وھذا غرضہ وھذا غرضہ  
 بیکرکہ کان رھنا والا ولا علیک شئ من اللان السراجیہ وغیرہا کا افاضہ المصنف لائن نے مدیون کی پکڑی لی اسکی راہن میں سے  
 تو وہ پکڑی دین تو شیعہ کی اور جیکہ تلف ہوگی تو بطور مرہون کے تلف ہوگی یعنی ضمان ہن لازم ہوگا ضمان غصب کا صاحب عادیہ کہا اور یہ حکم یعنی  
 اسکا ہلاک ہونا بطور مرہون کے ظاہر ہے جیکہ مدیون اسکو دین رہن پر راضی ہو گیا ہو کہ فی العادیہ اور اس کلام سے مستفاد ہوتا ہے کہ اگر مال  
 اسکو دین رہن پر راضی ہو تو وہ دین ثابت ہوگا اور اگر راضی نہ ہو تو دین نہیں غصب پر اور شائع ثانی کے مستفاد پر راجعہ و فیہ کا اطلاق معمول ہو  
 چاہئے مستفاد اسکو شرم میں بیان کیا ہے ہم مرہون میں دولت کے حیثیوں کی پکڑی لی یہ دن اسکی رضامندی کے برخلاف میں کہو کہ یہ خود دین نہیں ہو سکتا  
 غصب ہن پر غرضہ ظاہر ہے کہ اگر مدیون رضامندیوں پکڑی لی ہو وہ راضی ہو گیا اور پکڑی تلف ہوئی تو بطور مرہون تلف ہوئی اور اگر راضی نہ ہو تو بطور  
 غصب کے تلف ہوئی اور مانند اسکی عالم گری میں جو الرضا و جس مسئلہ پر کہنا فی المصلحہ و فی المصلحہ لب المال بفساد مال المدیون دھنا بلا رقتہ  
 وقیل اذا ایس قدر اخذہ مکان حقہ قضائہ عن ذینہ و اذ المصنف اور جیسے کہ مال کو جائز ہے کہ موقوف مال کو بدوز اسکی جائز ہے  
 رہن کے طور پر اس کے ایضاً ہے کہ اسکی جائز ہے کہ اسکو اپنے دین کی جگہ پر دیوں کا مال لینا چو دین کے وصول کر نہ کر دیتا اور اسکو مستفاد  
 ثابت رکھا ہو کہ قرض فوریان فقال غنا اھما شئت رھنا بکذا فاخذھا فکین واحد منہما رھنا قبل ان یخارا احدھما لایجد مدیون  
 خزانہ کو کو دین ہوئی ہو کہ اگر ان دو میں سے ایک کو اسکو چاہی رہن رکھو تو قدر دین کے مزانے کو کو کو دین تو نہیں ہو سکتا کہ اگرچہ ہن ہوگا ایک کے اختیار  
 اس سے کہنا فی الرضیہ یعنی جیکہ ایک کو پسند نہ کرنا تو رہن ثابت نہ ہوگا فرو ۶ مسائل فقہ شائع غصب الرهن بکذا لک اذا غصب فی  
 حال انتفاع من قرض یا دین لھن رہن کا غصب اسکو تلف ہو جائیگا اندہ جو ان لازم ہے جیکہ غصب کیا ہے مالتین جیکہ مرہون ہو تو جو مستفاد  
 ہو راہن کی اجازت تو مرہون پر مال کا غصب نہیں کیا اور اس سے مرہون نہیں ہوگی اجازت دین تو اگر مرہون کے مالتین تلف ہو گیا تو دین کا تلف ہو گیا یعنی اسکو اسکا مرہون  
 پر غرضہ اسکو دین کا حکم ہے چنانچہ کہ مستفاد مال یا مال کے اس کو حکم ہو گیا اور اگر تلف ہو جائیگا کہ مرہون کا تلف ہو گیا تو دین کا تلف ہو گیا یعنی اسکو اسکا مرہون  
 للذلال فذہم فھذا لک انھن رہن قرض کا دین کو مرہون لک دین فی جیکہ مرہون اسکو یا مرہون تلف ہو گیا تو مرہون ضمان لازم ہوگا یعنی وہ مصلحت

الرحمن فی صمدی قو وق صم علیہ قصصہ ماہ للثرب فالصیب الماء جل المصنعت فہلک صین فہلک الرحمن لا  
 ان کا دیکھو ایک حامی نے مرہون سمیت کو اپنی سند و حق میں رکھا اور اس پر پانی پیچے گا پھر اگر یہ یا سو پانی ٹپک پڑا سمیت پر سودہ ہو سیکے کہ تین  
 ہو گیا تو حامی نے مرہون کا تاوان دیکھا نہ زیادہ کا یعنی دین اور اس کا خط ہو گا اور اگر سمیت کی قیمت دین سے زیادہ ہوگی تو اس کا تاوان لازم ہو گا اگر  
 دین سے زیادہ امانت ہو اور امانت پر تاوان نہیں و المودع لا یضمن غصباً قصبة اور امانت وارگیر تاوان نہیں یعنی بدو ن قیدی  
 کے کہ نہ انی الغصب لا یجزل فی الیہن یفقد کادمت مفر من کی غصب سے اس واسطے کہ مرہون کا حکم حسن دانی سے تا حصول دین تو در صورت  
 ہوا کہ کہ تاوان لازم ہو گا اس واسطے کہ مرہون فاسد مرہون صحیح کی مانند سے از م ضمان مرہون بر خلاف مرہون باطل کے کہ نہ انی الموطا و نہ مستطاع  
 بدیم و مات للسر تھیں بدیم و مات للسر و وارثہ را حق نے مرہون کو مرہون کی بیع پر مسلط کر دیا اور اس میں مرہون کو مرہون کی اس کی بیع کا  
 اختیار ہے بدو ن عاقر ہوئے را حق کے وارث کے ہم تو وارث نقص بیع نہیں کر سکتا اس لیے کہ حق مرہون کا اس پر مشغول ہو گیا ہے اور وہ باطل  
 نہیں ہو سکتا را حق کے مرہون سے کہ نہ انی الموطا ہی غائب الیہن غیبہ منقطعہ فاقم المرہون امر القاضی لیبیمہ بدیمہ بدیمہ بدیمہ  
 ان ہیچ کہ ان کی بات و لا یعمل لہ و اوق فباع القاضی دار کا جا کر نہ انی متفرقات بیع و ام القاضی را حق غائب ہو گیا اس لیے غیبیت منقطعہ  
 کے سو مرہون کے اس کی مالش کی قاضی سے مرہون کو بچھڑا اس کی دین کے سبب سے تو لاق بقواعد فقہیہ کی کہ یہ جائز ہو اور اگر را حق مرہون اور اس کا کوئی  
 وارث مسلم مرہون سے قاضی سے اور اگر غیر مسلم لا جائز ہے ایسا مذکور ہے نیز الفائق کی کتاب البیوع کے متفرقات میں و فی الذخیرہ الدیکس للرحمن  
 یسیر کما فی الیہن وان خاف تلفها لان لہ ولا یمسک لیس لا البیوع و لیکن دفعہ الی القاضی حتی لو کان فی موضع کما یجوز انی  
 لا تاتیم و ادکان کمال دفعہ الیہن ان یقیم حازلہ ان یمسک لہ اور ذخیرہ میں ہے کہ مرہون کو جائز نہیں مرہون کا پہل چھڑا کر یہ اس کے  
 قیامت ہو یا نہ خوف ہو اس واسطے کہ مرہون کو جس مرہون کا اختیار ہے بیع کا اور مرہون سے اس کا مرفوعہ کرنا قاضی کی طرہ سے تو اگر ایسے مکان میں کہ نہ اسکو  
 قاضی کی طرہ سے مرفوعہ کرنا ممکن ہو یا نہ پہلایا نازک ہو کہ سر جائنا ہو مرفوعہ کر نہیں پہلے تو مرہون کو اس کا چھڑا جائز ہے و انشاء اعلم

**باب الیہن یقض علیہ یک عدل یسجد** اوس مرہون کے حکام میں جو کہہ جائی عدل یعنی متحدہ کے ہاتھ  
 میں ہم جب را حق اور مرہون کے حکام مذکور ہو چکے تو اب اونکی بات کے حکام شروع ہوئی یعنی عدل کے اور عدل سے یہاں دو شخص مراد ہیں کے ہاں  
 مرہون اور مرہون را حق اور مرہون دونوں راضی ہو گیا اور اس کی بیع پر راضی ہوئی مدت کے آنے پر اور وہ را حق کا وکیل ہے مرہون کی بیع میں لیکن  
 وہ اگر قیام نہ ہو سکے غرض سے چند مسائل میں چنانچہ بعض مسائل مذکورہ فقیر مذکور ہو گئے مسیحی بہ تعدل الیہ فی زعمہم الرا حق والرحمن تبارک  
 و تعالیٰ عدل اس واسطے کہ کہ اس کی عدل را حق اور مرہون کے گواہی ثابت ہو اذ وصفا الرحمن علی یعدل صح ویکو بقضیہ جسبکہ  
 را حق اور مرہون نے مرہون کو متحدہ کے ہاتھ میں رکھ دیا تو مرہون صحیح ہے اور مرہون تمام و لازم ہو گا اور اس شخص کے قبضہ کرنے سے و لا یاخذ لہ  
 اجدل و نہ حاکمہ اور نہ لیکہ مرہون کو را حق یا مرہون متحدہ یعنی اس واسطے کہ وہ دونوں کے حق مرہون سے متعلق ہیں را حق سے ہے حفظ اور  
 امانت میں اور مرہون کا حق ہے حقیقتاً دین میں تو ایک شخص دوسرے کو ابطال حق کا مالک ہو گا و حقین لو دفع الی اسلھما لتعین حقہ حاکمہ  
 اور مقتدا وان دیکھا کہ مرہون را حق یا مرہون کو دیکھا اس لیے کہ وہ تو کا حق اور اس سے متعلق ہے یعنی اس واسطے کہ شخص متحدہ ہیں کا امانت دار ہیں عین کے  
 حق ہیں اور مرہون کا امانت دار ہیں و امانت کو حق میں اور ہر شخص دوسرے کو اس جیسی اور امانت دار پر تاوان لازم آتا ہے جیسی کہ دین کو کہ نہ انی الذر  
 فلو دفع فہلک صین المتعلق بہ و اخذ ائمنہ قیمئہ و جعل لہا عدلہ او عدل غیرہ و لیکن للعدل یستأجر ہن ان یذکر لہ  
 یضہد کافویم و مقتضیہ ہے اگر مقتضیہ مرہون ایک کہ یعنی را حق یا مرہون کو یا سودہ او کو یا اس تان ہو گیا تو مقتضیہ تاوان دانی نہیں ہو سکتی  
 سبب اور را حق اور مرہون متحدہ سے مرہون کی قیمت یعنی اور اس قیمت کو مرہون رکھ دین اوس متحدہ کے پاس یا اس کو سوا اور شخص کے پاس اور

کتاب النہج فی دفع علی عدل















وَدَّوَالِدُ الرَّهْنِ كَوَالِدِ الْوَلَدِ وَلَا يَصْلَحُ هَذَا وَأَوْ دَارِضٍ وَصِدِّيقٍ فَلَا يَصْلَحُ هَذَا وَأَوْ دَارِضٍ وَصِدِّيقٍ فَلَا يَصْلَحُ هَذَا  
بجو اور پہلے دین میں داخل ہے نہ کہ ایگر اور پہلے دین اور غلام کا نوہ دین میں داخل ہو گا مگر عالم گری میں جو محضے مشعل ہے کہ نہ دین میں کی نہ دین میں  
ایک قسم تو دین میں داخل نہیں یعنی جو ریادت کہ منولہ ہوا اور نہ بلا کسی چیز کا اجزا میں سے چنانچہ کسب اور سپرد اور صدقہ اور نماند اس کی ایک قسم دین میں  
داخل ہے یعنی جو مرہون کسی منولہ ہو چنانچہ بچہ اور پہلے اور ان اور وکیل یا بدلاہ کسی چیز کا چنانچہ عضو کا خوبہا دین میں داخل ہو چیکے بعد یعنی میں کہ پہل  
کے ساتھ نہ وہ بھی جنوس برتن کے مرہون کے پاس لکیر یا دے کے تلف ہو جائے میں تاوان نہیں تو اس کے تلف ہو جائے ناک رہے ہو کچھ دین یا منولہ ہو گا کہ نہ  
فان النقطہ دینی غیر ہوا ان الفاسد کا الصبیح فی صنادید دین فاسد دین صحیح کی مانند ہوا اس کی ضمان میں ہم صورت اس کی یہ ہے جو کہ ایک شخص کے پاس  
اگر تلف شائع دین رکھا یا نصف غلام دین رکھا ہزار درم فرض لیکر اور درم کو خرچ کر لے الا یہ بعد دین کو تو راہین کے فساد کو جو کسی تو مرہون کو مرہون  
تا مستفاد دین درست ہوا اگر مرہون تلف ہو گا مرہون کے پاس فسخ کے بعد تو مرہون صحیح کی مانند مرہون پر تاوان لازم ہو گا کہ نہ فی الخلف فساد و صحت مستعارة  
شیء لیکر ہندہ فی دین ہما کشفہ اذا اطلق ولو بقصد بشی اور مجھے عاریت لینا کسی چیز کا استیصال اس کو مرہون کہنے تو مستعیر دین رکھو عاریت  
کی چیز جقدر کو چاہی اور جس طرح چاہے لیکر عاریت دین دے سے علی الاطلاق دیا ہو اور کسی چیز کی قید نہ لگائی ہو وان عیدہ بقصد اور جیسے اظ  
مرہون و بیکر بقصد و جیسے فلان خالف ما قید ہایہ المذبح من المعیر المستعیر او المرہون لعدا کل منہما اور اگر میرے دین میں قید  
دین کی یا جس دین کی یا مرہون کی یا شہر کی قید لگائی یعنی یوں کہا کہ مقدور دین پر مرہون رکھنا یا قہ فی نفس کے یا فلاں شخص کے پاس یا فلاں شہر میں دین  
رکھنا تو مرہون اس کی ساتھ مقید ہو گا اور اس وقت میں تو اگر مستعیر میری قید لگائے خلاف کو کچھ تو میرا دان لیکر مستعیر یا اس کی مرہون سے دونوں کی  
قیدی اور باقی کر سبب ہم مستعیر قیدی تو مرہون جو مخالف کر سبب اور مرہون کی قیدی یہ ہے کہ اس کی چنانچہ قید کیا دین اس کو اذن کے  
تو مستعیر تو صاحب ہوا اور مرہون صاحب ہو گا اذا خالف الی اخیر بان حلف لک انک تمین فیموتہ فہذا باقل من مالک الی الخ  
لخالف الی اخیر اگر خلیہ مستعیر میری مخالفت کی نیک مرہون طرہ کر میرے مستعیر کے لکھ مستعار کی قیمت سے اگر مرہون کو دیا مستعیر اس کو اس کے  
کے مرہون رکھا تو مستعیر پر تاوان لازم ہو گا کہ اگر کسی میری مخالفت یعنی اس مخالفت میں مالک کا فائدہ ہو تو نقصان جو تاوان لازم آوے  
فان حلف المستعیر علی الی الخ بالضمان پر اگر میرے تاوان لینا مستعیرے قید نہ لگا کا ل ہو گیا یا لکیر میرے مستعیر کے مستعیر  
کا تاوان دیکر ان ضمن المرہون میرے چم کا ضمن و بیکر فی حلی الراہن کافی الاستحقاق اور اگر میرے تاوان لینا مرہون سے تو مرہون  
راہن جو دین اور تاوان میرے جقدر کہ اس کو تاوان دیا چنانچہ استحقاق میں لینے جب حق کو مرہون نے مرہون کے تلف ہو نہ کہ بعد تاوان دیا تو مرہون  
راہن جو دین اور تاوان میرے لکیر چنانچہ مذکور ہو چکا فان وافق و خلاف عند المرہون صہار المرہون مستحق فیما لک فی شہہ ہوا اگر  
مستعیر میرے موافق چلا یعنی مستعار کو بقدر اجازت میرے مرہون رکھا اور مستعار تلف ہو گیا مرہون کے پاس تو مرہون پر تاوان دین کا یا تو الی اخیر لکیر  
قیمت اس کی دین کی برابر ہو یا زیادہ اور اگر قیمت دین کو کم ہوگی تو باقی کو مرہون ہو لگا کہ فی الخ لک لای علی و قویحت مثلاً ای مثل الدین  
للشیر علی المشتہیر وهو الراہن لقضائہ فیہا اور دین کی برابر میرے کو اس مستعیر یعنی راہن پر دیا وہ جب ہو گا لکیر ہوا دین میں اس کے  
مرہون کے سبب ان کا نہ کلہ معصوم و الا لیکل کلہ مضموناً علی قدر المضمون والباقی اسانۃ و جب بقدر دین اور صورت میں  
ہے کہ اگر تمام دین مضمون ہوا اور اگر تمام دین کا ضمان ہوا ہو تو راہن مستعیر بقدر مضمون کے ضمان دیکر باقی امانت ہو و کذا لو تعقب قید  
من الدین بحیثا بہ و یجب و مثلاً المستعیر اور سبطم اگر مستعار مرہون کے پاس عیدار ہو گیا تو بقدر حصہ عید کے دین جاتا رہا اور  
ان سبکی مانند میرے کو اس مستعیر پر چاہے ہو گا و لو افسدہ اے الی الخ المستعیر علی المرہون علی القبول تو مرہون المستعیر علی الی الخ  
لأنہ غیر مستعیر بکلی صلی بلکہ بخلاف لا یجب بشی بما اذنی ان ساد الی الدین للقیۃ وان الدین آذینا ف الی الخ

بجو اور پہلے

بجو اور پہلے





بطلان دین اور بطلان دین میں کچھ حداث نہیں کہ ان فی الطریق کجلیتہ اسی الھن علی ابن الرھن او علی ابن المرھن فانھا معتدات فی  
المصنوع حتی یؤثر فیھا او یؤثر فی ان وان کانت علی المال بیاع کا لو بیع علی لا یجوز اذ هو باجذب لتبایع لا کمال او یؤثر فی  
جنایت مرھون کی راہ میں کے فائدہ یا مرھن کے فائدہ پر اسو اسلکہ وہ معتبر ہے قول مجہول تو مرھون و باجا و کجلیتہ جنایت کے لیے اس کا فائدہ دیا جائے  
اور اگر جنایت مرھون کی مال پر ہو تو وہ باجا و کجلیتہ اور صبا مال کو باجا و کجلیتہ شخص اجنبی پر اسکی جنایت معتبر ہے تو مرھن اور مرھن پر جنایت  
ہو اسلکہ معتبر ہوگی کہ فرزند باپ سو اجنبی ہے تبائیں مالک کے سبب کہ ان فی الزمینی ہو لو رھن عبد الشیخ العباس بن مویج فرجعت فیہ  
ال مائتہ فقتلہ رسول و عمر مائتہ و کل الاجل فالمرھن یؤثر فیھا ای المائتہ قضائہ یحقہ ولا یرجع علی الھن شیئ مکتوبہ یا قتلہ  
ولا یرجع ان نقصان السبع لای یجوز یؤثر فیھا ای المائتہ قضائہ یحقہ ولا یرجع علی الھن شیئ مکتوبہ یا قتلہ ولا یرجع ان نقصان السبع لای یجوز  
مستحق قتل لکن لای یجوز ای او اگر وہ غلام جو مرہن درم کی برابر ہے تو مرہن مویج پر مرہن رکھا ہو اسکی قیمت پلٹ کر سو درم کی ہوگی پر اسکو  
ایک رو قتل کیا اور سو درم کا تو ان دیا اور دین مرھن کی مدت پونجی تو مرھن سو درم پر قبضہ کرے اپنا او حق کے سبب یعنی اسی بقض جن  
سے اور اس سے بچنے لگا جسو غلام مرھون کی موت بلا قتل مرہن راہ میں ہو کوئی چیز لازم نہیں اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ نقصان بزم سقوط دین کا ہے  
نہیں پر خلاف نقصان میں کے ہر جگہ دین باقی رہا اور قبض مرھن کا قبضہ اس شیعہ نو وہ تمام دین کا یا پورا لٹا ہو گیا ابتدا میں سو لوٹا  
اسے العسک کی المذکورہ بمائتہ یا علی الھن قبض المائتہ قضائہ یحقہ ولا یرجع علی الھن شیئ مکتوبہ یا قتلہ ولا یرجع ان نقصان السبع لای یجوز  
بما فی کتاب السبا فی ذمتہ کاٹھ استثنیہ و باقہ بنفیسہ اور اگر مرھن کے غلام مذکور ہوا سو درم سے راہ میں کے اسے تو مرھن  
قبضہ کر لیا سو درم پر اپنے حق کے سبب اور سو درم راہ میں سے ہر لگا سو اسلکہ جب دین باقی رہا اور البتہ راہ میں نے اسکو سو درم کے ساتھ  
بچنے کا انون دیا تھا تو باقی دین یعنی سو درم راہ میں کے ذمہ لازم رہے گا یا ان مذکور سو راہ میں سے مرھن پر لیا مرھن سے اور اسکو نہایت  
بچتا ہوا لو قتلہ عبد قبیحہ مائتہ قتلہ و اقلہ الھن وجوباً بکل الدین وهو الاقل فیقام الثانی مقام الاول ثم الحداد و قال  
محمد بن ابراہیم ان شاء اقلہ بکل ذمتہ ان ذلکہ علی المرھن بذمتہ وهو الحداد کا فی الشرع باللیۃ عن المویج لکن عائذ الملتون  
والشرع علی الاطلاق اور اگر مرہن درم کی قیمت دے غلام مرھون کو اس غلام نے قتل کیا جسکی قیمت سو درم ہے تو قتل غلام قتل کر کے  
دیا گیا تو راہ میں پر اسکی وجہ کہ غلام مذکور کہ تمام دین یعنی مرہن درم دیکر جس سے مرہن درم ہو گا غلام ثانی کے غلام اول کے مقام پر کشت اور جو تین  
بچتے آدمی جو سولہ دین دو تو برابر ہیں اور جسے کہا راہ میں اگر جلسہ اسکا مرہن فلک کر مرھن کا سبب دین دیکر اسکو مرھن کے پاس چھوڑ دیا اسکو دین  
بذلے اور یہی قول محمد بن ابراہیم ہے چنانچہ شرعاً بلایہ میں سے مرابب الرحمن مشغول لیکن اکثر فقہ کی متون اور شروہ اول قول پر مشتمل ہیں خواہ  
تو انک التقریر اولی الی الھن خطا فذلکہ المرھن لای یؤثر فیھا و لکن یؤثر علی الھن شیئ مکتوبہ یا قتلہ ولا یرجع علی الھن شیئ مکتوبہ یا قتلہ ولا یرجع ان نقصان السبع لای یجوز  
فذلکہ اسو اسلکہ مرھون اسکی لک پر اور مرھن فائدہ دیکر راہ میں سے کوئی لگا شیعہ کہا صنف کا فائدہ فذلکہ کا ذکر کہ بہتر نہیں ہیں اسو اسلکہ سبب سبب سبب  
سے شفعہ نہیں مگر مرھن پر غلام ہے تو اگر شارع دیون کہتا ان لای یجوز فیھا صنف کے ساتھ تو بہتر نہیں کہ ان فی الطریق کجلیتہ یعنی قتل حاصل ہوا مرھن کے  
ضمان میں اسو اسلکہ ضمان نہایت کام نہیں ہے اور غلام مرھون بالکل اسکی ضمان میں ہو اور اسکا دین مرھن غلام کو مستغرق ہے کہ اسے اللہ  
ولا یؤثر ان ذلکہ ال و لکن لای یجوز فیھا لای یؤثر فیھا التملیک اور مرھن لک مرھن غلام کے دیو کا دلی جنایت کو یعنی مقول کے مالک  
دارت کہ اسو اسلکہ مرھن تملیک مرھون کا ایک نہیں خواہ ان المرھن من الفدا عد قتلہ الھن ان شاء اقلہ ولا یؤثر فیھا لکن لای یجوز فیھا  
منہما لاولی من قتلہ الذین او مسوا و لاولی الذین یؤثر فیھا العکال فقط ولا یسقط الکیا پر اگر مرھن کے فائدہ دین و بیوی و غلام  
لکھا تو راہ میں دی غلام فاکل اگر جلسہ یا اسکا فائدہ دی اور دین مرھن دو سو درم تو نہیں یعنی دفعہ اور فائدہ میں ساقط ہو گا اگر دین کسر مرھن کی





































خلافت علی و ابوبکر کی چار روایتیں سے پہلی صورت میں خلافت پر محمد کا ہم نوا ہونا ثابت ہے کہ کتاب بدل کتابت اور وارث اور مولے کو چھوڑنا  
دوسری صورت میں ہے کہ کتاب کا کوئی وارث مولے کے سوا نہیں ہے اور بدل کتابت موجود ہے یہی صورت نہیں کہ مولے کے کوئی وارث نہیں اور بدل  
کتابت موجود نہیں چوتھی صورت یہ ہے کہ کتاب کا وارث قوی مگر بدل کتابت موجود نہیں علی بن ابی طالب نے کہا شام کو یوں کہ کتابت اب تیار ہوئی تھی تیسرا اصول  
خلافت محمد بنی صفیہ صولہ میں سے دوسری صورت میں خلافت پر محمد کا چنانچہ ہادیہ میں سے ابی بنی جب مولے کے سوا کوئی وارث نہیں اور بدل کتابت موجود  
ہو تو محمد کے نزدیک اس میں خاص نہیں ہے وبقیہ قط قولہ قد وثق علیہ ایضاً ایضاً اصلہ لا الفیج لا یستوجب العقوبۃ علی اصلہ  
اور سلف میں تاج وہ قصاص میں یکا مینا وارث ہوا یا پاپ پر یا کسی مراد اصل ہے وارث کی یعنی اگر اصول سے قبل جو واقع ہو اور بقول کا وارث فرم  
ہو تو قصاص میں سوا اس کے کہ فرم اپنی اصل پرستوجب حقوت کی نہیں ہوتی ہم اس طرح کہ حدیث میں روایت ہے کہ نوادیر اہل تیرے باپ سے غلطی سے  
دلائل کرتی ہے کہ بنیام ملک میں پاپ کا تو جس میں حقیقت کتاب قصاص کی ہونے سے چنانچہ مولے کے بدل اپنے غلام کو قتل کر کے اسے اس میں چھوڑ دیا  
انے سے قصاص کا کائنات اس میں وضو نہ ہو کہ المستلزم فیما اذا قتل الایمانیہ احراراً وعتلاً لا وارث لہ غیرہا فماتت الیہ المملکۃ فان ابنتہا  
منہ تریث القتل الواجب علیہ ایضاً مقتط لما ذکرنا واما اصولی حدیث الشریعۃ فقہو فیہ الا ان ابنتہا لا وارث لہا انما حنفیہ و انما حنفیہ  
کی چار روایتوں میں سے پہلی صورت میں خلافت پر محمد کا ہم نوا ہونا ثابت ہے کہ کتاب بدل کتابت اور وارث اور مولے کو چھوڑنا  
دوسری صورت میں ہے کہ کتاب کا کوئی وارث مولے کے سوا نہیں ہے اور بدل کتابت موجود ہے یہی صورت نہیں کہ مولے کے کوئی وارث نہیں اور بدل  
کتابت موجود نہیں چوتھی صورت یہ ہے کہ کتاب کا وارث قوی مگر بدل کتابت موجود نہیں علی بن ابی طالب نے کہا شام کو یوں کہ کتابت اب تیار ہوئی تھی تیسرا اصول  
خلافت محمد بنی صفیہ صولہ میں سے دوسری صورت میں خلافت پر محمد کا چنانچہ ہادیہ میں سے ابی بنی جب مولے کے سوا کوئی وارث نہیں اور بدل کتابت موجود  
ہو تو محمد کے نزدیک اس میں خاص نہیں ہے وبقیہ قط قولہ قد وثق علیہ ایضاً ایضاً اصلہ لا الفیج لا یستوجب العقوبۃ علی اصلہ  
اور سلف میں تاج وہ قصاص میں یکا مینا وارث ہوا یا پاپ پر یا کسی مراد اصل ہے وارث کی یعنی اگر اصول سے قبل جو واقع ہو اور بقول کا وارث فرم  
ہو تو قصاص میں سوا اس کے کہ فرم اپنی اصل پرستوجب حقوت کی نہیں ہوتی ہم اس طرح کہ حدیث میں روایت ہے کہ نوادیر اہل تیرے باپ سے غلطی سے  
دلائل کرتی ہے کہ بنیام ملک میں پاپ کا تو جس میں حقیقت کتاب قصاص کی ہونے سے چنانچہ مولے کے بدل اپنے غلام کو قتل کر کے اسے اس میں چھوڑ دیا  
انے سے قصاص کا کائنات اس میں وضو نہ ہو کہ المستلزم فیما اذا قتل الایمانیہ احراراً وعتلاً لا وارث لہ غیرہا فماتت الیہ المملکۃ فان ابنتہا  
منہ تریث القتل الواجب علیہ ایضاً مقتط لما ذکرنا واما اصولی حدیث الشریعۃ فقہو فیہ الا ان ابنتہا لا وارث لہا انما حنفیہ و انما حنفیہ  
کی چار روایتوں میں سے پہلی صورت میں خلافت پر محمد کا ہم نوا ہونا ثابت ہے کہ کتاب بدل کتابت اور وارث اور مولے کو چھوڑنا  
دوسری صورت میں ہے کہ کتاب کا کوئی وارث مولے کے سوا نہیں ہے اور بدل کتابت موجود ہے یہی صورت نہیں کہ مولے کے کوئی وارث نہیں اور بدل  
کتابت موجود نہیں چوتھی صورت یہ ہے کہ کتاب کا وارث قوی مگر بدل کتابت موجود نہیں علی بن ابی طالب نے کہا شام کو یوں کہ کتابت اب تیار ہوئی تھی تیسرا اصول  
خلافت محمد بنی صفیہ صولہ میں سے دوسری صورت میں خلافت پر محمد کا چنانچہ ہادیہ میں سے ابی بنی جب مولے کے سوا کوئی وارث نہیں اور بدل کتابت موجود  
ہو تو محمد کے نزدیک اس میں خاص نہیں ہے وبقیہ قط قولہ قد وثق علیہ ایضاً ایضاً اصلہ لا الفیج لا یستوجب العقوبۃ علی اصلہ  
اور سلف میں تاج وہ قصاص میں یکا مینا وارث ہوا یا پاپ پر یا کسی مراد اصل ہے وارث کی یعنی اگر اصول سے قبل جو واقع ہو اور بقول کا وارث فرم  
ہو تو قصاص میں سوا اس کے کہ فرم اپنی اصل پرستوجب حقوت کی نہیں ہوتی ہم اس طرح کہ حدیث میں روایت ہے کہ نوادیر اہل تیرے باپ سے غلطی سے  
دلائل کرتی ہے کہ بنیام ملک میں پاپ کا تو جس میں حقیقت کتاب قصاص کی ہونے سے چنانچہ مولے کے بدل اپنے غلام کو قتل کر کے اسے اس میں چھوڑ دیا  
انے سے قصاص کا کائنات اس میں وضو نہ ہو کہ المستلزم فیما اذا قتل الایمانیہ احراراً وعتلاً لا وارث لہ غیرہا فماتت الیہ المملکۃ فان ابنتہا  
منہ تریث القتل الواجب علیہ ایضاً مقتط لما ذکرنا واما اصولی حدیث الشریعۃ فقہو فیہ الا ان ابنتہا لا وارث لہا انما حنفیہ و انما حنفیہ



























[illegible]



























محمی قتل کرنا جائز نہیں اس واسطے کہ وارث کی قصد میں قتل نہیں تھا بلکہ قتل نہیں کیا یعنی قتل نہ ہونے کے بعد قتل ہوا  
 شہر اربطان اس قول کے جو وارث نے کیا تھا کہ تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے اس واسطے کہ وہ قتل قتل کا دعویٰ ہے۔ دونوں قصبات کے قتل اس صورت میں  
 وارث دونوں کو قتل کر گیا اس کے اقرار کے سبب کہ انوی الا ربی ولو اقر بجل بایہ قتله وقامت البینه علی اقرارہ قتله وقال الولی  
 فکله کلاهما کتله الولی قتل المقتولین المشہور علیہ لان فیہ تکرار بعض من حیثہما کما انکر کتله ازار کیا کہ میں نے مقتول  
 کو مارا ہے اور گواہ قائم ہوئے ہیں کہ دوسرے شخص نے اس کو قتل کیا ہے اور وارث نے کہا کہ تم دونوں شہود علیہ دونوں نے اس کو قتل کیا ہے تو وارث کو مقتول  
 قتل کرنا جائز نہیں نہ مشہور علیہ اس واسطے کہ اس میں کوئی شخص نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ جو چاہے غیر قریب لگے گا ہم موجب شہود ہوں اور جو یعنی مشہدات  
 اسے قائم ہوئی ہے کہ غیر مقتول دوسرے شخص نے اس کو قتل کیا ہے اور وارث قتل بالاشترک کا قاتل ہے تو مذکورہ شاہد علی جوئی الفاظ میں یہ  
 کذب نہیں ہے شاہد علی اور تفسیر مطلق شہادت میں ولو قال الولی کاحد المقتولین صدقت انت حکمہ وحدہ کان کذباً  
 لتصادفہما علی وجوب القتل علیہ حکمہ اور اگر وارث نے دو افراد کو قتل کرنے میں سے ایک قرار کرنا ہے سو کہ ایک تو یہاں تو یہی ہے اس کو مقتول قتل  
 کیا ہے تو وارث کو اس میں قتل کرنا جائز ہے اس واسطے کہ قطع مقتول کر کے قتل واجب پڑواریت اور مقتول نے اتفاق کیا ہے باہم کہ تصادف سے  
 کما لو قال ذلک کاحد المشہود علیہما کان لہ قتله لعدم تکرار یہ شہود کہ حکمہ وانما کذب الاخرین چنانچہ اگر کسی نے اسے  
 دو میں سے ایک مشہور علیہ کہا تو وارث کو اس میں شہود علیہ کا قتل کرنا جائز ہے اس واسطے کہ اس میں شہود علیہ کی گواہی کذب نہیں کی اور نہ تو وارث  
 کی کذب کی وکذا حکم الخطأ فی کل ما ذکر ذکرہ الی بیئہ اور اس میں کوئی قتل عدلی یا مدنی خطا کا حکم ہے ہر ایک امر کو میں ایسا ذکر کیا ہے  
 زمینی ہے لیکن محمد بن قتل واجب تھا اور خطا میں بیت وجہ ہر کی شہود علی جعلی بقتلہ خطا و حکمہ بالذیۃ حل العاقلۃ شہادۃ المشہود  
 بقتلہ حیثما حل العاقلۃ ولو فی قبضہ الذیۃ بالحق ان المشہود ورتبہا اسے المشہود علی جعلی بقتلہ خطا و حکمہ بالذیۃ حل العاقلۃ شہادۃ المشہود  
 فی ذلک الوسیعہ دو گواہوں نے ایک دوسرے قتل ظاہر گواہی دی اور بیت دین کا قاتل کے دو گواہوں نے حکم ہو گیا ہے چنانچہ مقتول ہونے کی گواہی دینی تھی  
 زندہ آیا تو قاتل کے دو گواہوں نے قتل ظاہر گواہی دی اور بیت دین کا قاتل کے دو گواہوں نے حکم ہو گیا ہے چنانچہ مقتول ہونے کی گواہی دینی تھی  
 بہر لین اس واسطے کہ گواہ ایک ہر گز بیت دین کا قاتل کے دو گواہوں نے حکم ہو گیا ہے چنانچہ مقتول ہونے کی گواہی دینی تھی  
 فلا حد حیثما حل العاقلۃ ولو فی قبضہ الذیۃ بالحق ان المشہود ورتبہا اسے المشہود علی جعلی بقتلہ خطا و حکمہ بالذیۃ حل العاقلۃ شہادۃ المشہود  
 وهو ایس جلال وفلا یجوز کما لخطا اور حکم میں قتل ظاہر گواہی دی اور بیت دین کا قاتل کے دو گواہوں نے حکم ہو گیا ہے چنانچہ مقتول ہونے کی گواہی دینی تھی  
 علیہ کے وارث نماز میں سجدہ مقتول غرض کے وارث سودیت کا نشان لین یا گواہوں کے دو گواہوں نے حکم ہو گیا ہے چنانچہ مقتول ہونے کی گواہی دینی تھی  
 کے وارث سودیت کا نشان لین یا گواہوں کے دو گواہوں نے حکم ہو گیا ہے چنانچہ مقتول ہونے کی گواہی دینی تھی  
 کہا کہ گواہ وارث سودیت میں سے ہیں قتل خطا کا حکم مقتول غرض کے وارث سودیت کا نشان لین یا گواہوں کے دو گواہوں نے حکم ہو گیا ہے چنانچہ مقتول ہونے کی گواہی دینی تھی  
 سرگیا اور شہدایہما سجدہ کفی الخطا وی ولو شہد علی اقرارہ ای اقراراً بالخطا والحق فیما شہد علی شہادۃ  
 حکمہ فیما فی الخطا وحق فیما شہد علی اقرارہ ای اقراراً بالخطا والحق فیما شہد علی شہادۃ  
 الضیق دین للعاقلۃ وحق فیما شہد علی اقرارہ ای اقراراً بالخطا والحق فیما شہد علی شہادۃ  
 یا گواہوں کے دو گواہوں نے حکم ہو گیا ہے چنانچہ مقتول ہونے کی گواہی دینی تھی  
 محمد بن کذلک لہ الخطا ہی ہر شخص زندہ آیا تو گواہوں پر تادان نہیں اس واسطے کہ گواہی میں ایک گواہی کا حکم ہو گیا ہے چنانچہ مقتول ہونے کی گواہی دینی تھی  
 سر تو نہیں قاتل کے دو گواہوں نے حکم ہو گیا ہے چنانچہ مقتول ہونے کی گواہی دینی تھی



















المقطع فقط وبقسط الغضاض فاقطه وان خالف الذکر کذا ذکره الشرح لا یستوی معنی مقارن اور اگر کسی کی ایک پر منفصل ہے  
کافی سو باقی اور مغلکی خشک ہو گئی یا مغلکیان قطع کیں سو مغلکی خشک ہو گئی تو نقطہ دین منقطع کی لائن ہوگی اور تقاضا سے قطع ہوگا مگر مغلکی سے اگرچہ یہ قول ذکر  
مخالف ہو البیان کیا ہو شریکائی نے اور آگے متن میں اور جگہ میں شرح علی کی جگہ میں اور کسی کو جو مغلکی خشک ہو گیا اور کسی دیت واجب  
اگر وہ اور مغلکی سے تو اور مغلکی کی دیت ہو اور اگر کسی سے تو کسی کی دیت ہو اور اگر کسی میں سے کہ جب تمام اور مغلکی ہو گئی تو تمام کی دیت واجب ہو اور اگر لائق  
انتفاع سے تو منقطع کی دیت اور باقی میں حکومت عدل بالا جملہ سے اور پیش از سر کے مخالف ہو کہ فی الطحاوی وفقی لا یصلح الی الذکر و تحلیف  
الصبی و ذکره لا یستوی ان لو تعلیم حصہ نظری العین و ذکره فی الذکر مکرر فی اللسان حکومت عدل اور باقی مغلکی سے اور باقی مغلکی سے اور باقی مغلکی سے  
میں اور مغلکی کی آمد اور آؤ متاسل اور کسی زبانی میں حکومت عدل پر اگر کسی دیت واجب ہو اور اگر کسی دیت واجب ہو اور اگر کسی دیت واجب ہو اور اگر کسی دیت واجب ہو  
سے اور زبان میں بر لکھی ہم زائد اور مغلکی میں خوشامی نہیں جو دیت واجب ہو اور اگر کسی دیت واجب ہو اور اگر کسی دیت واجب ہو اور اگر کسی دیت واجب ہو  
نیک سو بری دیت واجب ہو کسی حکومت عدل واجب ہو کسی فان حکمت الصلح فکلیا فی خطا و سخط اذ اکتبت بیعتہ او باقی فی الحاکم  
و ان اکتل او قال لا أعرف حصہ حکومت العدل جو ہر پر اگر مغلکی کی آمد ہو کہ دیت واجب ہو اور اگر کسی دیت واجب ہو اور اگر کسی دیت واجب ہو اور اگر کسی دیت واجب ہو  
اور کسی سے یا باقی کی اگر ثابت ہو اور اگر وہ منکر ہو یا کسی میں اور کسی صحت کو نہیں جاتا ہوں تو حکومت عدل واجب ہو کہ فی الجہر و داخل اقل  
لذہبت عقلہ او شرف آسہ فی الدیۃ لدلول الجہر فی الکلی کہن قطع اصبعاً قبلت البیاد اور اس موضع کی دیت جسکے صدر سے  
عقل اور کسی سے یا باقی کے بال جاتے روح آدمی کی بری دیت میں داخل ہو جاوے گی یہ بیان ہونے کے لئے کہ میں اندر شخص کی جس کی دیت ہو کسی دیت ہو کسی دیت ہو  
اور اسکا امتحان ہو گیا تو اور مغلکی کی دیت واجب ہو کسی دیت میں داخل ہو جاوے گی ہم فصل کے فوت ہو جانے سے سبب عساکر منفعت باطل ہو جاتی ہو اسو سببیک  
انعام ہوں عقل کے منقطع نہیں تو گواہ مرد ہو گیا کہ فی الخ و ان ذہبت منقطعہ او نصہ او قطعہ کا مدخل لا تھا کا عضو یا منقطعہ  
بخلاف العقل لیس فی قطعہ لک لک اور اگر جرات موضع ہو کسی سماعت یا بصارت یا گویائی جاتی رہی تو موضع کی دیت ہو کسی دیت ہو کسی دیت ہو کسی دیت ہو  
اسو اسطو سماعت اور بصارت اور گویائی اعضاء مختلفہ کی اندر ہیں بر خلاف عقل کے اسو سبب عقل کا نفع سبب عساکر کیلئے رجوع کرنا ہو ہم جب سماعت اور  
اور گویائی کی منفعت خاص خاص علیہ علیہ ہوئی تو عساکر مختلفہ کی اندر ہو گئی تو ایک دوسرے میں داخل ہو گا تو موضع کی دیت جدا اس سماعت و غیرہ کی جدا  
واجب ہوگی و لا یحق ان ذہبت عینا بل الدیۃ فیہا سخطا قالہا اور تقاضا میں نہیں اگر موضع سے دونوں اکٹھے جاتی ہیں بلکہ دونوں میں  
یعنی موضع اور اکٹھے نہیں دیت واجب ہوگی بر خلاف صاحبین کے ہم صاحبین کے نزدیک موضع میں تقاضا اور اکٹھے نہیں دیت ہو ولا یقطع اصبع منقطع  
جائزہ خلاف قالہا اور تقاضا میں نہیں اس اور مغلکی کی قطع سے جسکے پاس کی دوسری اور مغلکی خشک ہو گئی بلکہ دونوں عضو کی دیت واجب ہوگی بر خلاف  
صاحبین کے یعنی اور کسی نزدیک اول میں تقاضا ہو اور دوسرے میں دیت ہو کہ فی الطحاوی ولا یصلح قطع مفصلہ الا علی فصل ما کے  
من کا کہو کہ ہم بل دیۃ الفصل و لکونہ فیما لک فی اور تقاضا میں واجب نہیں اس اور مغلکی میں جسکا مفصل علی لا گیا سو باقی اور مغلکیان خشک ہو گئی  
کہ یہ فصل کی دیت اور باقی میں حکومت عدل واجب ہم ہر ہر مغلکی خشک ہو گیا تو کسی میں اور گویا ولا یقطع یکتب نصف سق استوی  
او اصغر او اصغر یا قینا بعد کسی ہا بل کل دیۃ السن اذ انات منقطعہ المصنف والا یجوز لک ان یجوز حالۃ الفصل فالدیۃ ایضا  
والا شکوۃ علی تر بلیغ فقول الذکر والا فلا شیء فیہ ما فیہ اور تقاضا میں ہر ہر وقت دانت توڑنے میں جسکا نصف باقی توڑنے کے بعد  
سیاہ یا ند یا شرح ہو گیا بلکہ دانت کی تمام دیت واجب ہوگی جبکہ جانے کی منفعت فوت ہو جاوے اور اگر جانا فوت ہو گا تو اس موت میں اگر گواہ دانت  
نظر آوے ہو تو کیسے تو بھی ہو اور اگر نظر نہ آوے تو حکومت عدل ہو کہ فی الراجح تو دوسرے ہوں کہ میں اگر جانا فوت نہیں ہو تو اس میں  
کہ جب واجب نہیں اعتراض اور عقل پر ہم عقل پر کہ اگر کسی میں فنی مطلق ہو کہ ہو حالہ الی البین ہو بلکہ وجود عدم فوت منقطع اگر نظر آوے تو دیت ہو











نے بعد ازین در کتب کثیری فی الجملہ عندنا و جہا مل فی ذلک ان وقع حینا ام کفار و وجب فی کل من بین من یاری ذلک اگر مرد و گویا بر  
 یک کفار مستحب بود که از این شیئی هم نمی وجب است و بطوریکه کفار در شرع میں ثابت ہوا بر نفس کاملین و او سکون میں نہیں ہوا و صاحب جہد کے کفار  
 مر کبہ ام منوم کا ہوا تو قریب الی اللہ کرنا اور اپنے عمل میں کفر سے متنا کرنا افضل ہو گا تا فی اللہ ہا و شر و حاد و ان صحیح حقا افعال فغیرہ الکفار کذا  
 صحیح ہے فی الحقیقۃ المتیقن فی وہ من مہم من کل لہ و لیس فی وجوب اللہ حیثین فی الکفار فیہ کا کہ فیہ فیہ اور اگر مرد و  
 پیش ہو کفار مرد و مر کبہ ام منوم صاحب کفار و جو کثیر ہے کہ کسی سے عادی قدسی میں اور وہ یعنی زندہ گریں میں کفار و منوم ہونا ہی نہیں کہ لام ہو اگر  
 نقیض ہے در صورت زندگی جنین اور ہر او کو مر جائے بین بوب دیت کی تعریف کی جو جہت بوب وجب ہوئی کفار و ہی وجب ہو گا کہ منین نہایت عید مر کبہ ام  
 تو اس تفصیل کو یاد رکھنا چاہیے یعنی وہ بطوریکہ اگر کتب فقہ میں سے پڑھیں کہ ان الاستیذان بعض خلوفہم و شتر کہ فیہ ذکر میں ان حکام و عدلہ  
 و یقاس حکم سے یہ یاہ اور میں نہیں کہ کچھ جسم ظاہر اور پید ہوا چنانچہ ان میں اور بالی وہ بری بدن والو نہیں کی شافعیہ ان احکام میں جو مذکور ہے  
 اور عورت کی عدت اور نفاس کے حکام میں خیال پڑا تو باب میں گذر گیا و ضمن الفرقہ حائلہ امر و شتر فی مسند و اصل او ان لو تین لہا حائلہ  
 فی مالہا فی مسندہ و یضاحکہ و المشرعہ و لو تکرار فی مسندہ بعض خلیفہ و سرفی الخلفہ انقطاع مسندہ مسندہ و لو تکرار فی  
 کثیر چاہے بطہا بلا اذنی و فیما اور میں عورت اور اسے مرد و جو کثیر ذکر و بعد ازین ان ابی شوہر کے کسی اور کسی فعل سے عیسایہ بیت و اس کے  
 تو عورت کی حائلہ مرد کا فحش و عیسایہ ان مسائل کی مقررین اگر عورت کا حائلہ مرد تو خود و مرد تنگ مل میں ہی مرد واجب ہو مال کے اندک کافی مصدر شریعت اور  
 عورت کے کفار مذکور کی اسقاط سے جو کتب جنین کا بعض میں یا یا جنین ہوا اور یہ کتب کتب انکظ میں مذکور ہو چکا ہم شایع کو یوں کہنا مستحب کہ اسقاط  
 عورت کفار ہو گئی اسقاط کتب جنین کا بعض میں اور وہ واجب نہیں ہوتا اگر کتب بعض اعضاء بلان نہیں ہوں پر شایع یوں کہنا اور اگر بعض اعضاء  
 بدن ظاہر ہو یوں تو اسقاط میں کفار فی الخلفہ و فی ان الذات اولو یعنی لاخرۃ بعد ان التعلل پر اگر مرد و اسقاط کفار کا فائدہ زیادہ  
 عیسایہ اسقاط کا اور وہ ہوا کیا اور اسقاط ہو گیا تو کثیر جنین کا واجب نہیں ہوا بعد ازین کسی سے عیسایہ یعنی دونوں عورت کا کچھ فقہ نہیں مگر یہ باری اور  
 صاحب کی سے در صورت ان شریعت عدم وجوب مرد و کولیکہ ہو لیکن شریعتی سے کہا کہ ہم قول شریعتی ہوں قول صحیح اسقاط کفار کے نفوس میں است یا  
 نہیں و نماز میں ہا شریعت اللطاف ہی و لو اسکت ان بعض کافہ فاعلمت لا تفتن الماسدۃ اور اگر مرد سے دوسری عورت اسقاط نہیں کا کر گیا اسقاط  
 کر یا تو عورت یا مرد ہا شریعت ان لو کذا اذ فاعلمتہ شریعت و اسحق اسقاط شریعت لا شریعت علیہا لا شریعت اللہ علیہ و کذا  
 تو شریعتی فقہ میں انکظ لای فی الفرائض و لو اسقاط مرد و لیکہ شریعت اسقاط جنین کر و تو اسقاط کفار کے جنین میں عورت کا کچھ فقہ نہیں مگر یہ باری اور  
 وین ہم دلا نہیں ہو گیا جبکہ وہ لوندہ مستحق ملک نہیں ہو چکا و غیرہ سے کی ملک ثابت ہوگی تو عورتی اسقاط عورت ثابت ہو چکا و غیرہ سے عیسایہ شریعتی  
 سے کہ عورت کے ملک میں عیسایہ کیا ہو ملک جائز و غیرہ سے عیسایہ ہم دلا نہیں ہو گیا و عورتی عورت میں عورتی اسقاط کفار کے جنین میں عورت کا کچھ فقہ نہیں مگر یہ باری اور  
 نے پیش کر دیا و اس عیسایہ پر تو مذہبی عیسایہ کی ملک ثابت ہوئی تو قاضی عسقی کہ پہلی بارہ اور اس کے شریعتی اسقاط کفار کے جنین میں عورت کا کچھ فقہ نہیں مگر یہ باری اور  
 کہا جائی کہ تیسری تو مذہبی سے اپنی ذکر کر گیا اور دہ آ و تھا لیکن وہ مفرد کا و دہ سے اور جنین کا وین مفرد واجب تو لوندہ کی اسقاط و کفار کے جنین کا  
 کذا فی المال کذا فقہ فی الوافعات شریعت و دہ اسقاط کفار کے عمل افان الفہ حقا افعال فغیرہ اللہ و الکفار و ان میں عیسایہ شریعت  
 و لا شریعت فی الحالیین اور اوقات میں ہر کہ عورت نے دوائی باجی عمار گادی ہر لڑکی یا زہد ہمارے کفار عورت پر دیت اور کفار واجب ہوا  
 اگر مرد و جو کفار اور عورت واجب ہوا عیسایہ و نو و عا لیں و ارش جنین کی ہوگی و عیسایہ فی جنین الی الخ و ما قصت الی الخ ان قصتہ و ان کثیر  
 الی الخ لا یجب فیہ شے عیسایہ اسقاط کفار کے ہو کر لے میں ان کا نقصان واجب ہو گا و دات ہو اس کی قیمت انص ہوگی ہر اگر میں نقصان نہیں ہوا تو  
 اس میں کہ عیسایہ کی عرض واجب نہیں کذا فی مال کذا فقہ فی مسندہ کفار کا فی الزنا و فی حدیث بطن اسقاط اسقاط کفار کے بطن کی عورت







اسی قول پر مبنی ہے بر خلاف محمد کے کہ ان کے نزدیک سب مورد تو میں ضمان سے ہم غم سے بیکار مرد و مکار گناہی کو نہیں کی کسی اور ان میں ضمان  
 اس واسطے نہیں کہ کوئی نالاجرم یا عیث یا غم سے مرگیا نہ وہ قوم سے اور ضمان اس وقت واجب ہوتا ہے جبکہ وہ قوم کے سب سے مرگیا نہ کی ازلیلی  
 ولہذا سقط المیزان فاصاب ما کان فی الدواخل وجلا فقتله فلا ضمان اطلاقاً لکن فی وجوبه فی وجوبه فلیکن جملہ ادا کر کے نہ لے سکا دوسرا  
 پر نہ لے گا و ہر اجماع و دیوار میں داخل تھا کسی مرد کو لے گا اور اسکو قتل کیا تو اسے ضمان نہیں اس واسطے کہ پرانے وقت پہلے تو صاحبان کی ملک میں تو مال گناہی  
 تعدی نہیں ہوا جو کسی زمانہ ان آواران آصبا بہ الحاضر اور سقط ضمان و بالضمنا علی و اخصہ لعدۃ و ادا کر کے نہ لے گا باہر کا سوا یا  
 اسکا دوسرا میں کے لے گا نہ کی ازلیلی تو پر نہ لے گا بلکہ پر ضمان واجب اسکی تعدی کے سبب ہم غم سے ہے کہ راہ کی براین اور سنی پر نہ لے گا بلکہ نہ کی  
 سقط ازلیلی اور نہ لے گا نہ میں ضرورت میں نہیں اس واسطے کہ دیوار میں جس پر نہ لے گا نہ کی ازلیلی الہدایہ مطہر کی کہ ضمان اس واسطے نہیں ہے جبکہ سلطان  
 باطلی کا ہے پر نہ لے گا نہ کی ازلیلی تو پر نہ لے گا بلکہ پر ضمان واجب اسکی تعدی کی تعلیل یہی ہے دلائل کرتی ہے اور ضمان واجب واضح کی عاقلہ پر اس واسطے کہ مساک  
 آئینہ میں آئے و کتب مستطیرا اھ مستطیرا و طحا ضمان واضح ہے کہ واضح مستطیرا مستطیرا قاصب ہو و لا یطیل الضمان کا لیس  
 لہذا و فصل فی الوجب للضمان جلا فی الحاکم المثل کا بسطہ الی بلوغ اور ضمان باطل نہیں ہوا تا اس تک کہ کسی سے سبب قی رتبہ و ضم  
 کے فعل کے اور ہ یعنی فعل واضح ضمان کا موجب ہے مثلاً دیوار مال کے چاند زلیلی نے اسکو شرح بیان کیا ہی ہم غم سے بلکہ بلوغ ہے کہ بالغ پر ضمان اسکو  
 سے کہ فعل اسکا مندرج نہیں ہو گیا اور اسکو ملک زالی نہیں بر خلاف دیوار مال جبکہ اسکو چا اشیاء کے بعد پر ملک شری میں دیوار گڑھی اور کوئی مرگیا تو  
 نہ بالغ پر ضمان نہ شری پر اسکو شری پر نہ لے گا نہ میں ہوا لکن وہ شرط ہے اور بالغ کے میں چھدا اول باطل ہو گیا عدم ملک سے نہ کی ازلیلی  
 و لو اصابہ الطرفان من المیزان و علیہ ذلک وجب علی و اخصہ النصف و لہذا یعلم ان فی ضمان منہما اطلاقاً  
 النصف استثنائاً بلوغ اور کسی مرد کو نہ کی و نو طرفین داخل اور خارجی پر نہ لے گا اور وہ ہلاک ہو گیا اور وہ کو طرف کا شری معلوم ہوا تو پر نہ لے گا  
 و لے نصف دیت واجب ہوا نصف دیت باطل اور اجماع ہے اور اگر معلوم نہیں کہ دو طرفوں کو سونے شری اور سپر کی تو واضح نصف دیت کا ضمان  
 پر بل ضمان کے وجب نہ کی ازلیلی ہم قیاس سے کہ در مدت عدم علم کچھ نہ ہو گیا کیونکہ اگر طرقت خارجی سے موت ہوئی تو ضمان ہوا اگر دوا علی سے تو ضمان  
 نہیں ملک نہ دیت ضمان ہے کہ ایک حال میں ہوا ضمان ہو سکتا ہے اور دوسرے حال میں کچھ بھی نہیں ہوتا تو نصف ضمان لازم ہو گا نہ کی ازلیلی و مخرج  
 حتی تجعل و قصہ اشرف فعتب بہ رجلی ففی لاق فعل الاول فی فعل الثاني و جسے کٹا رہی پر کر دیا اس میں ہر کو جو دوسرے شخص نے  
 راہ میں رکھا نہ تھا ہر اس میں ہر کوئی مرد شکر کہا کہ مرگیا تو کٹا رہی پر کر تو الا ضمان دیا اس واسطے کہ اول شخص کا فعل لہی راہ میں رکھنے والے کا منسوخ ہو گیا  
 دوسرے شخص کے فعل کے یعنی توسیع ہلاک شری ثانی شہرہ اول جس جمل حل رہا یہ او طرقت شریا فی الطریق فسقط منہ حل آخر و حل  
 و جسے شری از قیدی بل اخصاص فی مسجد غیر رای جعل فیہ حصا و نواری ابن کمال و حلس فیہ اللص کا و نواری ابن کمال و تعلیم  
 و طلب بد احد کا مخرج میں خلا کا لہذا اوشخص کی مانتہ جسے اپنے سر یا شہر پر کوئی چیز لا دی راہ میں سوا حسین کو کچھ دوسرے شخص پر کر پڑا  
 یا چاہی یا قیدی بل یا پھر غیر کی مسجد میں پھر یوں یا چاہی یا کٹا کر دے ابن کمال یا سوا غارتہ اور فعل اسکو مسجد میں شہرہ  
 اگر پیران یا تعلیم کو بطریق شہرہ ہو شو کہ کسی شخص اسکو سبب میں ہو گیا چاہی یا چاہی میں و لہذا پھر یوں میں ہو کر کہا کہ مرگیا تو فعل باطل ہو گیا  
 پر ضمان لازم ہو گا بر خلاف صاحب کے کہ لا فیض میں سقط منہ و ذلک لیس علیہ ضمان لازم ہو گا اوشخص جسے سوا و چار گڑھی  
 جسکو دوا و شری تھا اور اسکو سبب کوئی تلف ہو گیا ہم حامل اولاس میں فرق یہ ہے کہ حامل شری اسکی جماعت کا قصد نہیں تو قصد باطل ہے  
 میں اسکو کہ مخرج نہیں اور اگر شری میں کسی کے خلاف کا قصد نہیں رکھا تو قصد باطل ہے اسکو کہ مخرج ہو کر دوا و شری کا قصد باطل ہے  
 المذکورہ و ان فی مسجد حیدری علیہ لاق تدبیر المسجد لہ دون غیرہم ففعل الغیر باطل ففعلہ لہ لہذا لا یستأثر بایشاء مذکورہ













[illegible]

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ









































اور سوا اور تمامہ اونکے اور سے ساتھ ہو گیا وان ادعی الولی علی معین منهم لا یسقط وقیل لا یسقط اور اگر وارث نے حملہ والاوں میں سے ایک شخص پر قتل کا دعوی کیا تو اس پر تمامہ ساتھ نہیں ہوتا اور قول ضعیف میں ساتھ ہو جائیگا ہم قول اول ظاهر اور دایہ پر اور قول ثانی اور یوسف میں یہ کہ ان فی الخطیہ فیقتل علی دایۃ معہا سائق و قاضی اور ایک فدیۃ علی عاقبتہ دون اهل الحاقۃ لانه فی بعض کائنہ فی دایۃ ایک مقتول ہے اور اس جانور پر جس کے ساتھ ایک ہانکے والا یا کینچنے والا یا سوار سے تو اس کی دین سائق یا قاضی یا رکبہ مدگاروں پر نہ اہل حملہ یا سوار علیہ و مقتول اور مقتول میں یہ تو گویا اس کے گھر میں جو لوگ اجتماع فیہا سائق و قاضی و فدیۃ علیہ کے ہمہ جمیعاً وان فرمیں و لکن لہم علیہم و قیل القسامۃ و الدیۃ علی مالک الذی یقارن قاتل او قیل لا یجوز علی السائق الا اذا کان یستوفی حقیقۃ و بہ سجنہ فی الجہنم اور اگر جانور میں سائق اور قاضی اور ایک تینوں جمع ہوں تو دیت ان سب پر اگر یہ جانور انکا مالک نہ ہو یا بار او کے قبضہ و تصرف کے اور مقتول کے مالک ہو جسے کہہ کر مالک پر تمامہ اور دیت واجب اور یوسف نے کہا کہ مالک یا کینچنے والے پر واجب نہیں کیونکہ وہ جانور کو غنی یا غنا ہو اور اسی آخر قول پر یقین کیا یہ جو ہر دین و ان لو تکرر معہا احد فالدیۃ و القسامۃ علی اهل الحاقۃ التی فیہا القتل علی الدایۃ اگر جانور کے ساتھ کوئی نہ ہو دیت اور تمامہ ان حملہ والوں پر ہے جس کے حملہ میں مقتول جانور پر یا گیا و ان میں دایۃ علیہا ہفتین دین قریب و سبیلان و سبیلان فعلی او قیل لہما لیدوی انہ یصلی اللہ علیہ و صلہ علیہ و قیل و سبیلان و سبیلان دین قریبین باقی قیل و سبیلان علی احدہما و قیل یستوفی حقیقۃ علیہم یا القسامۃ و لو استوفی علیہما و قیل الدایۃ و انفاق و قیل انکار ایک جانور کدرا جس پر مقتول ہے دو گانوں میں یا دو قوم کے درمیان تو جو زمین نہ ہو دیکھو گا اس پر تمامہ اور دیت یہی اس مالک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دیت ہے کہ یہ حضرت نے اس مقتول میں جو دو گانوں کے درمیان یا گیا ہے کہ مالک کہ دو گانوں کی مسافت اپنی گئی تو وہ مقتول ایک گانوں کی حالت بہت برتر ہو گیا تو انہیں لوگوں پر تمامہ کا حکم ہے اور اگر دو گانوں برابر ہوں بلکہ داکست تو دو نو فیہا ہو گا اور جانور کی قید اتفاق سے شرط نہیں ہے کذا فی التہتانی ہم قرب کا اعتبار اس وقت ہو جبکہ مقام میں اور اگر زمین ملک ہو تو مکان کا اعتبار ہو چنانچہ برازیہ میں یون مصر ہو کر اگر مقتول یا گیا ایک گانوں کی زمین لیکن یہ مقتول ہے دوسرے گانوں کے گھر دوسرے گانوں میں بلکہ یہ تو مالک پر تمامہ ہو اور زمین تو نہ دیکھو کہ مالک کا اعتبار کیا نہ قرب کا تو قرب کا اعتبار ہے جان زمین سبکی ملک نہیں کذا فی الخطای عن ابن عمر یمنہ لیسقط سماع الضمیر منہم ہذا اعداد الہی علی و عیارتہ الذی مر و شہر ما منہ و عیارتہ الذی حجتک عن الکافی یکتمون صونہ لانه حیثین یلحقہ العوف فیستوفی اللقۃ فیستوفی الضمیر و نزدیکتر اہل قریہ پر تمامہ اور دیت ہر ایک ایک آدمی آواز سن پڑتی ہو سبیلہ کی عیارت پر بلعی کی اور در و در و کی عیارت یوں ہر شہر میں مقتول کا اہل قریہ کو سن پڑتی ہو اور جس کی عیارت کافی ہے یوں مقتول ہو کہ اہل قریہ کی آواز سننے میں ہو اس کو کہ ساعت آواز کے وقت فریاد ہی لاحق ہو سکتی ہو تو اہل قریہ مدگار ہی میں مستحب ہے قصہ ہونگے ہم خطا دی ہے کہا کہ دونوں عیارتوں کا مال ایک ہی جیل قریہ کی آواز مقتول کے پاس پہنچی ہوگی تو غالباً مقتول کی آواز بھی گانوں تک پہنچی و لا بائ کان فی موضع لا یتیم متہ الضمیر لانه لکن ہم نصرتہ فلا یستوفی الا بقصر فلا یجوز و قالین تقدیرا اور زمین نہیں یعنی اگر مقتول ایسے مکان میں کہ اس کی آواز یہ سننی جاتی ہو تو اہل قریہ کو اس کی مدگاری لازم نہیں تو وہ مشورۃ تقدیر ہوگی تو وہ تقدیر آفاق بھی نہ تھا اگر جادے کے ہم یعنی تمامہ اور دیت اہل قریہ پر اس وجہ سے کہ جب مقتول کی آواز سننے سے مدد کی تو گویا وہی اس کو قاتل نہیں ہو لہذا او پر دیت لازم ہوتی ہر جہر وہ اس وجہ سے کہ مقتول ہو کہ اس کی آواز گانوں تک نہیں پہنچ سکتی تو وہ عدم تصرف میں مدد دین تو اس کی تقدیر ثابت نہیں تو فرمایا بھی اور لازم نہ آیا و مرای علی حال مکان الذی و قیل فیہ القتل فان کان مملو کما فی القسامۃ علی مالک و الدایۃ علی عاقبتہم و کذا الوصو قولا علی انہا بامعنا لان العیرۃ للولاء والولایۃ کما قاضی المصنف مستنداً للولاء و العیرۃ و البانیہ قلت و سبیلان و سبیلان فیہ فی المذنب تبعاً للذکر و غیرہا و حیثین فلا یجوز للقرآن الا ان یجوز مکان عیارتہ لانه فیہ احد و کذا





هم لا مشورہ کا بیان ابن کمال کے موافق نہیں جیسا کہ شارع سمجھا ہی اس واسطے کہ ملائمت کے شارع یعنی راہ کی دو قسمیں بیان کی اس طرح کہ راہ دو قسم ہو  
 ایک تو شارع بمعنی ہے زمین اگر ازل سے چلتے پھرتے ہوں اور گاہے اہل محلہ کے سوا اور لوگ بھی آتے جاتے ہیں اور دوسرا شارع عام بمعنی جیسے  
 اور وقت برابر ہوں جیسے بازار دکنی راہ میں اور عام بمعنی شہر کی راہ میں اس لئے تو شارع محکمہ کو مخصوص ہا ہل محلہ نہیں قرار دیا جیسا کہ ابن کمال کی رائے ملحوظ رہی  
 لہذا تو تحقیق یہ ہے کہ میں شارع محکمہ کہلاتا قرار دے شارع عام بمعنی شارع محکمہ میں اہل محلہ پر دیت ہو اور شارع عام بمعنی بیت المال پر  
 دیت ہو مسجد محکمہ کی قید ہو وہ مسجد خارج ہو گئی جس میں مسافر بازار پر چلے جاتے تو وہاں قسامہ اور دیت مسجد کے بنا ہونے پر ہے اور اگر باقی معلوم  
 نہ ہو تو متصل کے مالک کے عاقلہ پر ہے کذا فی الطحاوی و سوقی جلوی علی الملک و عند ابن یوسف علی السکاک طے اور اگر مقتول پایا  
 گیا بلکہ بازار میں تو اس کے مالک کو پر قسامہ اور دیت ہو اور ابو یوسف کے نزدیک بازار کے رہنے والوں پر واجب ہو کذا فی الحنفی و فی غیر اے  
 غیر المسلمون و الشارح الاختصار والنافع و الشیخ و الحاکم و کل مکان یكون النصف فیہ لعامة المسلمين لا لوجہ  
 منهم ولا لعلما عدو یخصون لا قسامہ ولا دیۃ حل علیہا ان کمال و انما الدیۃ فی بیت المال لا فی الغنم و العذر اور اگر مقتول  
 پایا گیا بازار پر بلکہ میں اور شارع عظیم یعنی شہر راہ گشت و وہ میں اور قید خانہ اور جامع مسجد اور مراکبہ میں کناہیں جس میں تمام مسلمین کا نصف برابر  
 نہ ایک مسلمان کا نہ مخصوص جماعت کا تو ایسے مکانوں میں قسامہ نہیں اور نہ کسی پر دیت ہو کذا مرحوم ابن کمال لہذا ایسے مقتول کی دیت تو بیت المال  
 میں ہے اس واسطے کہ تادان بمالہ منتف کے ہے ہم یعنی چونکہ تمام اہل اسلام جامع مسجد اور مجلس اور شاہ راہی مستفیض ہوتے ہیں تو تادان کی  
 اور پیر ہو گا یعنی مقتول کی دیت و بجا دیگی بیت المال سے جو سب مالوں کو محیط موضوع ہے یعنی سبے کہ بیت المال یعنی خزائن سلطانی عامہ مسلمین کے  
 جو تو سب مالان نہیں شریکین ہوں سو کذا فی الفتاویٰ ان ظالمین جو بیت المال کو اپنا مال جاگرتے کرتے ہیں اور اس کے مستحق کو محروم کرتے ہیں خزانہ عجیب  
 الدیۃ فیما ذکر علی بیت المال ان کان ثلثا ای بعبادین الحلالۃ والاکلیک بالعیال قیامہا قطعاً اقرب الحلالۃ الیہ الدیۃ  
 والقسامۃ لانه محض و یحفظ اهل الحلة فتكون القسامۃ والدیۃ لاهل الحلة ہر اس کو دریافت کرنا چاہیے کہ مکانات مذکورہ کے مقتول  
 کی دیت جو بیت المال پر واجب ہوتی ہے تو ایک شرط سے واجب ہوتی ہے اور دوسرے شرط کو بھیجے کہ جامع مسجد اور شارع عام وغیرہ دو قسم  
 ہوں محمول ہوں اور اگر دوسروں بلکہ قریب ہوں اس کو جو دواسم قریب تر محلہ ہو گا اور بیت اور قسامہ واجب ہو گا اس واسطے کہ وہ مقام اہل محلہ  
 کی حفاظت سے محفوظ ہے تو قسامہ اور دیت اہل محلہ پر واجب ہو گا و کذا فی الشوق الثانی اذا کان من یسئل فی اللیۃ اور سبط حکم  
 بازار سعید میں جبکہ لوگ اس میں رات کو رہتے ہوں یعنی دکنی سکونت کا اعتبار نہیں اذکان لا کون فیہا اور حلوۃ تكون القسامۃ والدیۃ  
 علیہ لانه یکنہ وصیۃ ذلک الموضع فیوصف بالتقصیر فیجب علیہ موجب التقصیر کافی العیۃ مقرر یا لایہ قلت و بہ  
 آفتی المر جو فر ابن النعمان تحقق الرعم و اعتماد المصنف وان خلا عنہ الموتی لانه مصحح بہ فی عالم الفتاویٰ و الشرط فی حفظ  
 یا سکنا اوس بازار سعید میں اگر ہو محمول تو قسامہ اور دیت اوس شخص پر ہو سکتی کہ اوس کو حفاظت اوس مکان کی لازم ہے تو وہ شخص ضرورت تقصیر  
 ہو گا تو اس پر تقصیر کا موجب یعنی قسامہ اور دیت واجب ہو گا چنانچہ عیار میں جو نہایت سی مقتول میں کہتا ہوں اور سب کا یعنی واجب قسامہ اور دیت  
 کا اقرب محلات پر کذا فی الطحاوی عن المصنف ان فی دیار ہرم الحرم السمو مفتی روم نے اوس مصنف نے اس پر اعتماد کیا کہ اس میں گاہے گاہے  
 قسب کے وجوب اقرب محلات سے خالی ہیں اس واسطے کہ ہر شہر و محفل موجود ہو گزرتا دن اور سخن میں تو اس کو یاد رکھنا چاہیے و کما لہ کو و جلدی  
 برقی و فی وسطہ الفرائد اذا کان یسئل بالماء لا یجوز ان لا یدل لحد و قبل ان کان من فیم انبعاث ما رہے  
 ہا در الاسلام تحت الدیۃ فی بیت المال لانه فی ایدی المسلمین اے محال اور جو دیت خون راہگان ہو کر مقتول پایا  
 جیسا کہ میں اور میرا ہی فرات کے درمیان نہیں بلکہ مقتول کو باقی ہوا ہوا لہذا اوس کی مقبض نہیں چنانچہ اس کے بدلہ ہو گا اس واسطے خون راہگان ہو کہ







الاراضی او الدار من قریة علی السبیل من غیر کما لو وجد فیہ ای فی السبیل زلیعی ودر و سراجیه و غیرها و قد قسدت منک  
 اور اگر زمین یا گھر مسجد بر وقت بر تو و البیاب مسجد که مقتول مسجد کے اندر یا جامع یا خانہ زلیعی اور در اور مسجد یا غیر امین سے اور مسجد وقت کا مسئلہ اول  
 ذکر کرد و جامع اگر مسجد بر وقت بر تو اور مسجد حکم مسجد حکم کی مانند ہے اور اگر جامع مسجد بر وقت بر تو اور مسجد جامع مسجد کا حکم ہے قلت و التقیید  
 بكون الارباب الموقوف علیہم معلومین فی غیر معلومین کما لو کان وقتا علی الفقراء و المساکین فان الظاهر ان الدار لایستلزم  
 فی بنیت المال لا تہ حیث تقرر بكون من جملة اعداء المسلمین فاشبه بالجامع قاله المصنف بحثا من کتابنا و ان اور وقت  
 طبعہم کو زمین میں ہونے کی قید اور اسطرح کی تا کہ زمین کو مسجد بر وقت ہو چکا ہو یا خانہ فقیر و ان اور زمین میں متجاوز بر وقت ہو تو طبعہم اس کے  
 سے کہ وہ ان کے مقتول کی دیت بیت المال میں ہوگی مسجد کہ وقت ذکر اس وقت میں ہو گا مگر ان کے شیا کے جو معاصی میں ہیں کہ طبعہم میں تو جامع مسجد  
 کے مشابہ طبعہم یعنی اور جامع مسجد کی دیت بیت المال میں ہوگی تو کسی مسجد بیت المال میں ہوگی ایسا کہ مسجد بنی شریف میں بحث کی اور مسجد رویت  
 کے طریق سے و لو وجد فی مکتب فی قلا غیر معلوم فی الخیمة و الفسطاط علی کما اور اگر مقتول یا ایسا اور مسجد کا گھر میں جو یا  
 غیر مملوک میں واقع ہے تو اگر خیمہ اور ال من مستول ہو تو اس کے زمین و ان بر قسامہ اور دیت ہو و فی خاصہ مادی الخیمة و الفسطاط  
 انک انو ای سا کما انما اخصا قبل ان یفعل قبیلۃ و وجد القتل فیہ اور اگر مقتول یا ایسا خیمہ اور ال کے گھر یا گھر کے خارج کے بر وقت ہو تو مرقوم  
 ہون تو جس قوم میں مقتول یا ایسا اسی قوم پر قسامہ اور دیت و لو بیت القبیلہ کی کان حکمہ کا مگر یہ فی القتل اور اگر دو قوم کے درمیان  
 یا ایسا تو اس کا حکم و بیاب جیسا در میان دو گانوں کا حکم ذکر ہو چکا یعنی اگر جس قوم سے نزدیک ہو گا مقتول اسی قوم پر واجب اور اگر دو قوم برابر  
 ہیں تو دونوں پر واجب و ان تو ارجحہ مختلفان فیکل العسکر اور اگر کسی لوگ سے ملے مختلف آری میں تو تمام لشکر پر واجب و لو  
 کانوا قد املوا احد و لا قسامۃ و لا دینۃ حلت علیہ اور اگر ال کے گھر سے زمین اور ان مقتول یا ایسا تو قسامہ بہرہ دیت کا فی المستلزم  
 و لو کان ال ارض فیہ العسکر صلوة فعل المال لا یجماہ لہم شکان و لا یزجج المالك فی القسامۃ و الذی یجوز لک  
 الملتقی خلا فلا یزجج و مقتول اگر وہ زمین پر لشکر آثر مملوک ہو تو اس کے مالک پر قسامہ اور دیت واجب علیہ لان ال اس کے مالک کے آثر مملوک میں  
 مالک زمین کے فراہم نہیں قسامہ اور دیت میں کذا فی الدرر لکن ملقی میں غلات ابو یوسف کا ذکر ہے و اگر وہ زمین یعنی صاحب در کا شفق علیہ کیا نہیں  
 و فیہا لو وجد فی قنات لا یتام لہم لک علی الایام قسامۃ وھی علی عاقبتہم لا تقسم لیسوا من اهل الیام و ملقی میں سے ذکر مقتول  
 یا ایسا زمین کے قانون میں زمین پر قسامہ نہیں اور وہ یعنی قسامہ ہی ای کی غلطہ برابر اسطرح کہ جو سے لے قسم کے ملق نہیں و ان کان فیہ عہد  
 مملوک فعلیکم لایہ من اهل الیام و لو وجد اور اگر زمین کو کسی بالغ ہو تو اس پر قسامہ واجب ہو اسطرح کہ وہ قسم کہا جائے یا وقت رکھتا ہو کہ نہ  
 اور اگر بیت قسوم مسائل مختہ شام کے لو وجد فی دار صیتی و معتوقہ فیکلھا لہم اگر مقتول یا ایسا سفیر یا دہوش کے گھر میں ہو  
 اور کے مدد کار و نہ قسامہ اور دیت ہو و لو فی دار ذمی خلف خمسین دینار و بیضا من مالہ و لو تھا قلا فیکل عاقبتہم اور اگر مقتول  
 یا ایسا ذمی کے گھر میں تو ہ قسمین کہا و اور اگر ذمی سے دیت دی اور اگر زمین کو تو وہ یعنی ہو و اور نصاری کی غلطہ پر دیت  
 واجب ہوگی ہم یہودی یمن قسم کیا کہ اگر ذمی قسم سے جسے دیت اور ذمی میں نے اس کو نہیں مارا اور ذمی میں اس کا قاتل کو جانتا ہو ان اور  
 نصاری قسم نہ کی کہا جسے انجل اور ذمی کذا فی الطحاوی و لو مزلجل فی حلقۃ فاصداہم لہم و اگر ذمی میں لک و مات منہ فیکل  
 اهل الحلقۃ القسامۃ و الذی یزجج لہم اگر اگر ایک مملوک سے سوار سکو تیر گایا نہ اور اس کو معلوم نہیں کہ کس پر سوار آیا اور وہ اسی سے  
 سے مرکب یا اہل مملوک پر قسامہ اور دیت ہو کذا فی السراجیہ و فی الخانیۃ و وجد بقیۃ اودایۃ مقتولہ فافعل فیہ اور ذمی میں کہ چو یا  
 یا باور مقتول یا یا تو اس میں قسامہ اور دیت نہیں و ان وجد حکایت و مذنی او ام و ذی قنات لا یجماہ لہم فاقسامۃ و القیمۃ علی

















و در حکم یعنی اثر مرتب و وصیت کا یہ با صحت کا ایک حد و مہم کی کیا ہو یہ میں ایک حد و حاصل ہوتی ہے ورنہ اس کی کوئی اثر نہ ہو و وصیت کے عام  
 کا استیصال نام ہو گا و حقیر یا ثالث لا یجوز عندہ المانع و ان یوکل الی الوارث ذلک اعماعی الی الی وصیت کا مہم یعنی وصیت کا  
 در صورت عدم مانع کے اگرچہ موصی کے وارث ہو جائز نہیں ہم - لغ و وصیت کا مہم قتل یا سبقت میں ہوا وارث کی اجازت کی حاجت نہیں ہوتی  
 کی دلیل سے یعنی جو موصی نے تمہارا بیٹا ہی مال پر تصدیق کیا تمہاری آخر میں تاکہ تمہاری اعمال زیادہ ہوں کہ الی یا ذلک علیک الا ان یجوز  
 و وثقہ بعد مائتہ ولا یعتد اجازہ شہم حال حیوۃ ابدال الی ذلک و حکم کہ نہیں جائز ہے تباہی مال سے زیادہ وصیت کرنا اگر وصیت  
 میں جائز ہے جبکہ موصی کے وارث مانع او سکی موت بعد اجازت دین اور وارث کی اجازت موصی کی زندگی میں اصلاح میں نہیں بلکہ او سکی وفات کے بعد  
 ہم حیات موصی میں وارثوں کی اجازت اس کو معتبر نہ ہو کہ ہنوز و نجات نہیں ہو سکتا کہ میراث کا حق موت کی موت سے ثابت ہوتا ہو اور اگر وصیت  
 غیر سے تو وارث کی اجازت معتبر ہے حق میں نافذ نہ ہوگی اور نہ او سکی دلی تباہی مال سے زیادہ وصیت کرنا جائز نہیں مگر تباہی کی حد میں جو موصی  
 سب سے میں موصی سے کہتا ہے عرض کیا یا رسول اللہ میرا مال بہت ہو اور میری بیٹی غلط وارث ہو تو میں اپنے تمام مال کی وصیت کرنا ہوں تو فرمایا کہ نہیں ہر سب سے  
 کہا کہ وہ نہ مانع مال کی وصیت کرنا ہوں فرمایا نہیں کہا تو نصعت مال کی وصیت کرنا فرمایا نہیں کہا تباہی مال کی وصیت کرنا تو فرمایا تباہی مال کی وصیت کرنا  
 تباہی بہت ہو یعنی وصیت کرنا موصی کی موت کی وقت مقررہ و الا ینقض وقت الموت لا وقت الموت و علی حکم (قرار المریض للوارث وصیت  
 یعنی وارث یا غیر وارث ہونا موصی کی موت کی وقت مقررہ نہ ہو وصیت کی وقت برعکس قرار کرنے والی ہے وارث کی ہر ہر موصی کے اقرار میں وارث تو فرمایا غرض  
 ہونا تو اگر وقت معتبر ہو اس کو طے کرنا تو نصرت سے بحال کا برخلاف وصیت کے تو اگر مریض نے اقرار کیا ایک شخص کو طے کرنا کہ وہ اس کا وارث نہیں تو اقرار  
 جائز ہو اگرچہ وہ شخص بعد اس کا اس کا وارث ہو جائے لیکن پیشہ طے کرنا و وارث ہو جائے سبب بہت ہو بعد اقرار کے چنانچہ عزت یعنی کو طے کرنا کہ ہر  
 اور سبب طے کرنا اور اگر وارث ہو جائے سبب کی جیت سے تو اقرار میں ہونا چنانچہ اجاب اس تباہی کو طے کرنا کہ ہر ہر موصی کے اقرار میں وارث تو فرمایا غرض  
 فرزند کرنا کہ انی الطلاق و کذب ما قائل منہ و لو عند عتی و وثقہ او استفادہ من حقہ و اسبب ہر کثر از لث سے وصیت کرنا اگرچہ وصیت کرنا  
 ثلث کی وارثوں کی تو مگر کسی کے ساتھ ہر میراث کے حصول کے سبب او کو مستحق حاصل ہوا ہو کہ کچھ اس کی کذب و کذب الی اصل ہا کی عتی ۱۱  
 استفادہ کا کہ حینئین صلتہ و صدقہ و عیس و وصیت کا ترک کرنا سبب ہو و ان تو اگر میری استفادہ دہ کے یعنی حکم وارث نہ خود و مالدار ہوں نہ میراث کے  
 حصول کے او کو مستحق حاصل ہو تو ہر میراث ترک و وصیت مطلقا سبب ہو اس کو طے کرنا کہ وصیت کا وقت میں ملتا رہی ہو یا اور مدت بعد بھی ہے ہم یعنی جب وارث  
 محتاج ہوں اور میراث مال جو کر گیا تو اس کو ملتا رہی کا ہی ثواب ملے گا اور میراث کا بھی اور وصیت میں انجمنی پر تعلق میراث کرنا کہ ثواب ہو حالانکہ قرابت وارث میراث  
 کرنا افضل ہے انجمنی کی میراث سے چنانچہ مسند احمد میں ابوالرب العاصی سے حدیث مرفوعہ مروی ہو کہ اصل العبد قرطیہ فی الحرم الکبیر کذا فی ایسے یعنی  
 بہتر خدمتہ او اس قرابت وارث ہے جو عبادت میں دیکھا ہو عطا دی میں حسانی عن الطبرسی و منقول ہو کہ مقبول استفادہ ام کہ نہ دیکھا ہو کہ ہر وارث  
 چار ہزار درم کا وارث ہو اور فضلی سے روایت ہو کہ ہر وارث ہزار درم کی میراث پا دو و تو مخرج الدین لفتح اللہ لکھنؤ اور وصیت مسافر و دین  
 یعنی ادا دین کے بعد وصیت کا ترسیب یعنی ہر موصی کے ہم حق العید حق الشرع پر مقدم ہو اگرچہ حق شرع واجب ہو اس کو طے کرنا کہ حق نماز او  
 زکوۃ وغیرہ کا سا طے ہو جاتا ہو موت سے چنانچہ ایسے محل میں ذکر سے تو وصیت تبرع کی مانند ہوتی کذا فی المغ و صحیح مالک عند عدم و وثقہ  
 و لو حکم کہ مستانین بعد المیراث و وصیت مجبہ تمام مال کی عدم دہ کی حالت میں اگرچہ موصی کا مکمل وارث ہو تاہم مستانین کی ہم مرام کے  
 سبب ہم یعنی مجبہ مستانین نے اپنی تمام مال کی وصیت کی تو وصیت مجبہ اگرچہ او کو دار الحیو میں وارث ہوں کذا ذکرہ ابو اسود و حد میں جو تعلق ہے وارث  
 انہ تباہت وصیت کا ہر یک وارث مستحق ہو و وصیت مجبہ کوئی و المستوفی بالمالہ اتفاقا و مکتوف و وصیۃ بالحق و ان شرط من التفت  
 قیما والا سقی فی یقینہ و ان فضل من التفت فی حق و اباہو غلام کو طے کرنا ہی مال کی وصیت مجبہ ہو ملاقات اور یہ اس کی تباہی





نکست مال سے مستحق کذا فی نسخ و لو احاز البعض و رد البعض فحل الميراث لغير حصته و اگر بعضی وارثوں نے اجازت دی اور بعضیوں نے نہ دی تو اجازت دینے والے پر بعد از اسکے حصہ کے وصیت جائز ہوگی اور لیکن القائل صبیحا او مجنون یا مجنون بلا عیاذ ذلک لا یفعل الیکسا  
آهلا لا یفعل ذلک فاعل من غیر ایجنون ہو تو وصیت جائز ہے بدون اجازت وارثوں کے کہ وہ عیقوبت لایں نہیں اور کہیں کہ وہ عیقوبت  
سیوا و کما فی الحاکمین سے سوئے کے الموصی له القائل و الوارث حق لیا و موصی یؤتی حقیقہ ہوگی کہ وہ وارث کی شے و ارث  
استحقاق الوصیة ابن الکمال یا موصی کا کوئی وارث نہ ہو سوا اسکے کذا فی النخانیہ یعنی موصی قلیل اور وارث موصی لم کے ہوا اگر وصیت کی اپنی زوجہ  
کو یا زوجہ نے وصیت کی اپنی زوج کو اور وہ مال کوئی وارث نہیں تو وصیت صحیح ہوگی کذا ذکر ابن الکمال زاد فی المصنف فلو اوصیت لزوجہ  
یا لخصیة کان له الكل بحسبہ میں اتنا زیادہ کہہ تو اگر زوجہ اپنے زوج کو یا موصی لہ کے مال کو یا اپنی مکتوبہ زوجہ کا  
کوئی وارث نہ ہو سوا اس زوجہ کے تو نصف مال بطریق وصیت کے اسکا ہوا و نصف بطریق میراث کے خلک و انما قلیل کما یال و حین لا یندرج  
لا یتجاوز الی الوصیة لانه یترک الكل بزوج و قد قد مناه فی الاقرار صغر کما للشرع لایہ من کہتا ہوں اور یہ نہیں نے زوجین  
کی شہدہ بطریق قید لگائی کہ زوجین کے ہوا اور وارث کو وصیت کی کچھ حاجت نہیں ہو اسلئے کہ وہ وارث ہو گا تمام مال کا یا میراث کی یا قرابت کو جو ہر قسم اور شہدہ  
ہم کو مقدم ذکر کر چکے ہیں کتاب الاقرار میں شرعاً لایست نسبت کر کے و فی قباوی الذواہل و اوصی لرجل بکلی ماله و مات و لم یرکھ  
وارثا الا امراته فان ینسخ فلها الثلث و الباقی للموصی لای لہ الثلث بل اجازۃ فی الثلثان فلها و بھما و ہشادس  
الکل و لو کان مکاتھا زوج فان لم یمنح فلہ الثلث و الباقی للموصی اذ فی ذلک من مکرر وصیت کی ایک ذکر اسلئے کہ تمام مال  
کی اور موصی ہو گیا اور کوئی وارث نہ ہو سوا اپنی زوجہ کو اگرچہ جسے وصیت کی اجازت نہ دی تو زوجہ کو یہ طوطی حصہ سے ادراہی موصی لم کا یہ اسلئے کہ  
موصی لہ کا ثلث مال تو بلا اجازت ہی تو باقی رہی و تنہا بیان نزدیکی میراث چار حصہ سے ارشدہ شہدہ مال کا اور زوج کو صحیح زوج ہوا  
وصیت کر گیا اسلئے کہ اگرچہ وصیت کی اجازت نہ دی تو زوجہ کی میراث تنہا ہی مال سے ادراہی مال موصی لہ کا ہے ہم جب زہد نہ وصیت کی اجازت  
نہ دی تو زوجہ کے مال کے چہرہ ہر گز تنہا ہی وصیت کی نکل کر چار حصہ باقی رہے اور ہمیں جو تنہا ہی زوجہ کی میراث ہی یعنی ایک حصہ اور دوسرے حصہ  
کل مال کا اسوا اسلئے کہ میراث میراث ہی سے باقی سے بعد از عراج وصیت کے اور اگر زوج وارث نہ وصیت جائز نہ ہو تو اسکی میراث تنہا ہی ہو سکتی و  
سہم اور دوسرے نصف ہی باقی کا یعنی چار حصہ کا و لا من صیتی غیر تخذیل صلا و لو فی زوجہ الخیر خلافا للشافعی اور وصیت مطلقا صحیح  
نہیں اس میں سہرہ جو کہ نیک بد کی وصیت یا وصیتیں اگرچہ اس میں امور نیک ہیں و وصیت کی جو برخلاف امام شافعی کے کہ نیک کام میں اور نیک چیز میں  
ہے و کذا لا تصح من غیرہ الا فی یحییہ و اسر و کفہ فیہ یحییہ مستحسنا اور اسے بقرہ صغیرا تفسیر سے وصیت صحیح نہیں مگر اسکی تجویز اور  
افہ کے امر میں و وصیت مستحسنا جائز ہے ہم لیکن تجویز اور تکفین میں صحت کی مراعات ہوگی غلام ہیں ہو کہ اگر وصیت کی ہر اور دم کے کھنکے تو مستطاف  
و یا با و گا اور وہ کھنکے وصیت کی کھن میں تو شرط وصیت کی رعایت ہوگی اور اگر پانچ یا چھ کھنکے وصیت کی تو شرط صحت کی رعایت ہوگی اور اگر  
وصیت کی کہ فلا نے قبرستان میں فلا نے ہر کے پاس اسکو دفن کریں تو شرط کی مراعات ہوگی اگر زیادہ صرف ہو تو کذا فی العطاف و سی و حلیہ  
تحت کل اجازۃ شریعۃ لہ عنہ لوصیۃ و افع یعنی المرافق اور اسی پر یعنی تجویز اور تکفین پر عرفا و رضی اللہ عنہ کی اجازت قریب  
البلوغ صغیر کو وصیت کر سکتا ہوں ہے ہم یعنی فاذن عنہم جو صغیر کی وصیت کو جائز کہتا ہوا تو وہ وصیت تجویز تکفین پر معمول ہوئے مطلقا یا  
مرامین سے یا نہ مراد ہو کذا فی شرح المحوی وان وصیۃ مات بعد لا ذمراک او اوصا فیہا الیہ کان آدم کت فتلیۃ لفلان لا یصح  
لفصوح و لا بقرۃ فلا ینکح لک یحییہ و تعلیقہا فی الطلاق بخلاف العبد کا اقلادہ یقولہ صغیر کی وصیت صحیح نہیں اگرچہ ہر بلوغ  
کے بعد مر گیا ہو یا وصیت کو بلوغ کی شرط نسبت کیا ہو اسلئے کہ اگر مر جان بانی ہوں تو میراث تنہا ہی مال فلا نے شخص کو یہ طوطی ہے تو وصیت جائز









سچ النفل افضل من الصدقة اور برحق ہی میں سے کہ امام ابو حنیفہ کا پہلا مذہب یہ ہے کہ جو نفل افضل سے نجات میسر ہو اول بہرہ نذرینا  
 کہ صدقہ افضل ہے جس پر سب حج کی مشقت امام نے دیکھی تو حج کو افضل کیا صدقہ سے کذا فی الموطاء وی اوصی بجمع ای حجة الاسلام  
 عندہ کتباً و صیت کی حج کی یعنی فرض حج کی تو اس کا وارث یا وصی جو میں کی طاعت سے جو کراوی سوار کر کے مومنین کے شہر سے ہم اس طرح کہ مومنین  
 حج فرض تھا اس وطن سے سوار ہو کر نہ بدل تو اس طرح سے اسکے نائب پر فرض ہو گا خلاصہ التعلیل النفع من بلایة فقال جعل انا اسجعتہ  
 بعد المال یا شیعہ لا یخیر فیہ قصدا فی معنی التعلیل سوار خرم کفایت کرے مومنین کے شہر سے سوار ہو کر نہ بدلے کہ حج کرے و کفایت کی طاعت سے  
 اس قدر اہل نہیں پر بدل تو یہ حج کفایت کی طاعت ہے چاہے قصداً ہی میں سے تو اسے منقول ان کفی نفقۃ ذلک و لا یمن حیث  
 ان کفی اگر خرم کفایت کرے سوار ہو کر وطن سے اور اگر کفایت کرے تو جس مکان کی کفایت کرے وہاں سے سوار کر کے نائب کو حج کی طاعت روانہ کرے  
 و ان مات صاحب فی طریقہ و اوصی بالحق عنہ حج من بلد اراکبا و قال لا یمن حیث مانا استخساناً لہدایہ و وجبتہ و ملق قلنا و ما  
 ان قولہ خیاس و علیہ المتون فکان الرقیاس ہنا ہو المعتاد لہم اگر حج کا جائزہ لارہ میں ہو گیا اور اس وقت کی اپنی عوص جس کو وہ حج  
 کی تو حج کر دانا چاہیے صیت کے شہر سے سوار کر کے اور صاحب نے کہا جہاں سے ہو گیا وہاں اس کو جائزہ استخسان کی وجہ سے و ما ملق  
 میں کہتا ہوں اور جہاں سے مستعد ہو کر امام کا قول خیاس ہے اور اسی پر توفیق توفیق بن توفیق بن خیاس ہی متحد ہوا استخسان کی وجہ سے سوار ہو کر  
 ہم جہاں خیاس اور استخسان جمع ہوتے ہیں تو استخسان مقدم ہوتا ہے کیونکہ خیاس ہی مقدم ہے ان بلیم نفقۃ ذلک و لا یمن حیث تنبہم اگر اسکا  
 خرم کفایت کرے سوار ہو کر وطن سے اور اگر کفایت کرے تو جہاں کی کفایت کرے وہیں سے سوار کر کے حج کر دانا چاہیے بالافاق و من لا وطن لہ من  
 حیث ما کسرا جملہ کا اور سب شخص کا وطن ہو جہاں وہ ہو گیا وہاں کی وجہ سے بالافاق امام اور صاحب کے اوصی بان یستوی کل  
 مالہ عبد اللہ یحق عنہ عن الموصی و لیخیر الوثیۃ بطریقہ و صیت کی کہ اسکا مال سے غلام خرید کیا جائے یا آزاد کیا جائے مومنین کی طاعت سے اور اگر  
 دار ثون نے اسکو مانز کیا تو وصیت باطل ہے کذا اذا اوصی بان یستوی لہ عبدان الف ذہب و ما خلا الف علی الثلاث و قال لا یمن  
 بکل الثالث فی المستثنی جمع بطریقہ جبکہ وصیت کی یہ کہ خرید کیا اسکو وہ بطریقہ غلام خرید کر دوسرا اور ہزار درم ثلث مال سے زیادہ ہیں تو وصیت  
 باطل ہے اور صاحب نے کہا کہ تمام ثلث سو دو صد تو میں غلام خرید کیا جائے کذا فی الجمع مریض اوصی بوجہ کیا ثمر بنی من مریضہ ذلک  
 و عاش سیدان ثمر بنی فوجہ کیا یا آجیۃ ان یوفی ان من مریضی ہذا فقد اوصی بیکذا کذا فی الخانیۃ بیمار نے چند وصیتیں  
 کیں پر وہ چکا ہو گیا اپنی اس بیماری کی اور چند سال زندہ رہا پر بیمار ہوا تو اسکی وصیتیں باقی رہیں اگر اوصی یون کہا ہو کہ اگر میں اپنی اس مرض سے  
 مر گیا تو میرے یہ وصیت کی کذا فی ثنائی فاضیان اوصی بوجہ تیرے حق ان اطلق الجنون حتی یبلغ سنۃ استہ بطریقہ الا لا مریضی  
 وصیت کی پر وہ بھون گیا اگر وہ کافرانوں کے شہر یا ملک کی وجہ سے تک پوچھا تو وصیت باطل و باطل نہیں و کذا لواء اوصی ثمر اخذ  
 ثنائی یوفی اس فضا مریض ہوا کذا فی الخانیۃ استہ بطریقہ اگر وصیت کی یہ مریض کو دوسرا لے یا سودہ بیوش اور غافل ہو گیا جہاں تک کہ  
 مر گیا تو وصیت باطل ہے کذا فی ثنائی اوصی بان یوفی من فلان و بان یستوی عنہ الماء شہرا فی اللیۃ و فی سبیل اللہ یوفی  
 باطل فی قولہ کی حقیقتہً صحیحہ استخانیہ یہ وصیت کی کہ مومنین کا گھر عاریت دیا جائے فلاں شخص کو یا یہ کہ باقی لایا جائے مومنین کی طاعت سے  
 حج سے دسم میں یا خانی راہ میں تو وہ باطل ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول میں کذا فی الخانیۃ کلا و اوصی ہذا الثمن لدوات فلا یمن  
 فان الوثیۃ یا طلاء و لو مال یفک جاد و اب فلان جاز چاہے اگر بون وصیت کی کہ یہ بیوہ سا ظلمے شخص کے جائزہ و ان کی خاص  
 سے تو وصیت باطل ہے اور اگر بون کہا کہ اس بیوہ سے فلاںے جانور دیکو یا راوی تو وصیت جائز ہے و لواء اوصی بان یستوی علی من  
 فلاں کل شہر کذا جاد و مطلق شیعہ اور اگر یہ وصیت کی کہ فلاںے گھر میں بیوہ سے بیوہ میں امیر خرم کیا جائے تو جائز ہے اور اگر یہ



























جو تہا مرض الموت متناہر المقلوبہ والمسلول اذ انطا ولہ یقعدہ فی المیزان کا نصیحہ عقیقی شہر من حد الطاول  
سنة ذی القعدة المعتمد المصنف لصلواتہ قاعدا اور جائیداد و منسلوج اور مسلول کا مرض متطا ول اور من من ہو جائی اور اسکو بستر بر  
ذوالیہ تو تہہ سندرت کی نرابر سے احکام شرعی میں کذا فی المصنوع پر صاحب عقیقی نے تطاول مرض کی حد بر فرمایا کی حد کے ایک سال ہے اور مرض  
معتبر کی حد وہ جو مہام کردی ناز کو پیشہ ہم مرض معتبر یعنی مرض میں نفوذ نفعت الشام کا ثلث مال سے معتبر ہے کذا فی المصنف و انصافہ  
و محابا تہ و ہیتہ و وقفہ و ضمانہ کل ذلک حکمہ حکم و صیغہ شریع کا احقاق اور محابات اور مہامہ اور اسکا وقف اور فائدہ من ہو یا اس  
ہر ایک کا حکم وصیت کے حکم کی مانند ہم عقد مذکورہ وصیت نہیں ہیں بلکہ وصیت کے مشابہ ہیں اور اسکی وصیت عبارت ہو ایک یا بعد الموت ہو اور  
یہ تصرفات منجر سے احوال لیکن جو کہ مرض میں واقع ہو تو در حکم وصیت ہو گئی حق در شک تعلق کیو جس محابات کی وصیت ہے کہ شہور کم کی خبر  
در کم کر چکی یا کہ در کم کی خبر سو در کم کو خرید کر کسی وقت مثل سے زائد خرید میں اور قیمت مثل سے انقص بیع میں اسکا نام محابات ہو کذا فی المصنف و ہی  
فیعتہ و من الثلث کا قد متنا فی الوقف ان وقت المرضین المذیون بنیعیطہ باطل علیہذا ویسرا جیکہ تصرفات مذکورہ وصیت کی ہند  
ہوئی تو ثلث مال سے معتبر ہو گئے چنانچہ ہئے آگے ذکر کیا ہے کتاب الوقف میں یہ کہ مرض میں ہونے کے باطل ہے اسکو باور کیا جاتا ہو  
اور تحریر اور تنظیم کرنا چاہیے ویرا صحرا صحابہ الوصایا فی المصنف اور اہل و عیال سے فراموشی واقع ہو گئی ضرب حصص میں یعنی عید متفق اور محابی  
اور مو ہوئی کہ اگر وقتیم اور مضمون کہ ضرب حصص کر کے صحاب و عیال کے ساتھ تو اگر ثلث مال سیکے و اسکی نفایت ہو گیا تو فہو الراد و در حصصہ لیس کے اور  
نسبت میں ہر ایک کا حصص معتبر ہو گا فراموشی کا مطلب یہی ہو کہ اسکا کذا فی المصنف و ولہ یقعدہ العید ان ایجیر یقعدہ لان المنع لخصہ و یقعدہ  
یا کہ جائزہ اور علامہ سنی لکریگا اپنی اختلاف میں اگر اسکی متفق کی اجازت ہو گئی و دار فون بکلف سے اسکو کہ منع عقیقی تھا و دار فون کے حق کے سبب سے  
تو وہ ساقد ہو یا و گیا او کی اجازت ہو فان حلال فقر و ضاق الثلث عنہما فیہی ای الحاکم انا حق پر اگر مرض نے محابات کی پیر علام کم آزاد  
کیا اور اسکا ثلث مال محابات اور عاقبت ہو سکی کرنا سے یعنی تہائی میں دونوں تصرف کی گنجائش نہیں ہو تو وہ یعنی محابات مقدم ہو عاقبت ہر  
ہم صورت اسکی ہے کہ ۳۰ در کم کی قیمت کا غلام ایک سو در کم کو بیچا پیر اس غلام کو جسکی قیمت سو در کم آزاد کیا اور پھر لکریگا مال نہیں سو اسے  
ان دو غلاموں کے تو ثلث مال یعنی سو در کم محابات میں صرف ہو سکے کذا فی الدر و بیعکشیہ بان حق نہائی ہستی کا اور اول صورت کے لکریگا  
اول عاقبت کیا پیر محابات کی تو دو تو برابر ہیں ہم صورت اسکی ہے کہ جس غلام کی قیمت سو در کم آزاد کیا پیر وہ غلام جسکی قیمت دو سو در کم نہ  
در کم کو بیچا تو ثلث مال یعنی سو در کم کی تقسیم دونوں نصف نصف ہو گئی تو عید متفق نصف مفت آزاد ہو گا اور نصف قیمت میں ہی کر گیا اور صاحب محابات  
دوسری غلام کو ۵۰ در کم دیکر خرید کر گیا کذا فی الدر و قالہ عقیقہ اول فیہما اور صاحبین لکریگا کہ غلام کا آزاد ہوا تو صورتوں میں مقدم ہو  
و ہیتہ ان یقعدہ عیدہ ہذا ۵۰ الما تقر عبد لا یقعد الوصیہ بما لقی ان ھکالک لکریگا لان الفراء تتفاوت بتفاوت قیمتی بعد  
اور مرض کی وصیت پھر ہر کہ اسکی طرہ غلام آزاد کیا جاوے ان سو در کم سو خرید کر کے تو وصیت نافذ نہو گی باقی در کموں سے اگر ایک در کم بھی ہو  
در کموں سے نصف ہوئی ہو اسکو کہ تقرب الی اللہ متفاوت ہو تا یا قیمت عید کے تفاوت سے بخلاف ایچہ طریقہ جہ کی وصیت یعنی اگر وصیت  
کی کہ انقدر در کموں سے میر بھرت ہو گیا جاوے پیر ان در کموں سے ایک در کم یا زائد تلف ہو سکے تو وصیت نافذ نہو گی باطل نہیں و قالہ ہا سنی  
اور صاحب لکریگا کہ عقیقی اور جہی دو و دو تین میں کوئی باطل نہیں و یقعد الوصیہ لبعق عبدہ بان او ضعی بان یقعد الوصیۃ عبدہ بعد  
موتہ ان یقعد موتہ قد وقع البیعا یقعد الوصیۃ بعد موتہ یا لکریگا باطل ہوتی ہو وصیت اپنی غلام کی آزاد کی کی یعنی یون وصیت کی کہ دار  
اسکو غلام کو اسکو خریدنے کے بعد آزاد کر دین تو وصیت باطل ہو گی اگر غلام بعد موت ہو مئی کے جنابت واقع ہوئی ہو غلام جنابت میں نہ ہو گیا چنانچہ  
اسکو یون وصیت باطل ہوتی ہو اگر وہ بیچا گیا موت کے بعد موی کے دین میں ہم وجہ بطلان ہے کہ دلی جنابت کا حق مقدم ہو موی اور موی الہ

کے منی پر اس پر سیرج دامن کا حق مقدم ہو ورنہ قلۃ العیاض لا یسقط وکان القدر فی اقصی الھو بالقیاس صحر اور اگر وارثوں کے غلام کا  
غیر دیا تو وصیت باطل ہوگی اور میرے بعد دینا وارثوں کے ذاتی مال میں ہوگا اور ان کے الزام کے سبب کیسے نہیں ہے۔ انہوں نے خود غلام کو دے دیا تو میرے  
شعری دلو اور ضعیف شلثہ اسی ثلث مالہ لیکن وقرۃ عیداً فاخر کل من الوارثہ ویکبر ان المیت اعشق هذا العبد فاخر علی

لیکن عتقہ فی البطیۃ لیستقل من کل المال واشتبی الوارثہ عتقہ فی المرحن لیستقل من الثلث وبقدر حمل دیگر فالقول للوارث  
میر الیوم لانه یسقط استحقاق لیکن اور اگر عیت کی اپنی نہائی مال کی برکیر ہوا اور موصی نے ایک غلام جو اسوار قرار کیا وارث اور برکیر ایک  
شخص کو عیت سے اس غلام کو کرا دیا یہ برکیر نے دعوی کیا اس کی آزاد سی کا موصی کی صحت میں تاکہ آزاد سی تمام مال سے نافذ ہو اور وارث نے  
اس کی آزاد سی کا دعوی کیا مرض موصی میں تاکہ عتق نافذ ہو ثلث مال سے اور مقدم ہو کر یعنی ہوا اس کو کہ مرض کا عتق اگرچہ وصیت کے ثلث مال کی وصیت  
پر مقدم ہو کہ انی اللہ تو وارث کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہے اس کو کہ وارث استحقاق پر کا منکر ہوا اور قول مستبر موصی منکر کا قسم کے ساتھ دیکھا شے  
نہیں لکھا فی نسخہ الملتن والشرح قلت صلوۃ لیکن لانه الملتن کور اولاً غایۃ الاثر ان القوم متوالون فی عتقہ المصنف اولاً  
وکیسہ انما یساو اللہ علم اور یہ کہ اس کو ہر نہیں اس پر مبنی اور شرح کے نسخہ میں لاشے زید مرقوم ہیں کہتا ہوں یوں کہتا ہوں ایک ہو دلا شے لیکن  
یعنی برکیر اس کو ہر نہیں اسوا اس کو کہ اس سلسلہ میں نفی کر کا اول منکر ہے غایۃ الامر یہ کہ قوم نے یعنی فقہوں اس سلسلہ میں زید کی تیش دی ہے  
سروصنف نے اولاً تحلیل کو بدلا اور آخر میں تفسیر کو ہموں گلیا واللہ علم لان یفضل من ثلثہ شے من فی عتق العبد لیکرہ کہ موصی کو ثلث  
مال سے کہہ فاضل ہے غلام کی قیمت ہو تو فاضل مال کو برکیر لکھا ہم ثلث مال سودرم جو اور غلام کی قیمت ۲۰۰۰ درم ہو کر کہ مصلحت  
اور قوم نے محل کدواہ فان الموصی لا یستحق لانه یستحق وکذا العبد لیکرہ ای کی حجت قائم ہو کر کے اس دعوی پر کہ اعتاق صحت  
میں تھا اسوا اس کو کہ موصی لہم موصی ہو کر کہ وہ اپنی کا مشیت ہو اور اس پر غلام بھی دعوی ہے دلو اور ادعی دجل گیا علی المیت وادعی العبد  
عتقاً فی الصلۃ دلا مال لہ غیرہ فصل فی عتق الوارثہ لیستحق فی عتقہ وبقدر اقل العتق وقاتل یقتل ولا یستحق فی شے  
اور اگر دعوی کیا ایک روئے دین کا میت پر اور غلام نے عتق کا دعوی کیا صحت میں اور حالانکہ میت کا کہہ مال نہیں ہے سوا اس غلام کے  
سود وارث نے دونوں دعوی کی تصدیق کی تو غلام سے کہ اپنی قیمت کو ادا کرنے میں اور وہ قیمت صاحبین کو دیکھا اور صاحبین نے کہا  
کہ غلام آزاد ہو جاوے گا اور کہہ کہ شش قیمت میں نہ کر گیا ہم صاحبین کی دلیل ہے کہ دین اور عتق ساتھ ہی ظاہر ہو تو وارث کی تصدیق سے اس غلام  
میں تو گویا ساتھ ہی واقع ہوئی اور صحت کا حق موجب صحت کا نہیں اجماع کی دلیل یہ ہے کہ دین کا اقرار تو ہی تر سے عتق ہو لہذا جمع ہوا  
کل مال سے میرے ہر ہر ترقی دفعہ نہیں اذنی ہے اور اس کا مقضی ہے کہ اصل عتق باطل ہوا لیکن وہ بعد الوقوم اتفاق حاصل نہیں تو  
اس کو بالمتی منتقص کیا اجماع صحت ہو کہ انی اللہ لغصا وعلی هذا الخلاف لو ترکنا الوارثہ فادھاہا رجل کذا وکذا استحق  
وہ بعد وصدۃ لہم الا ان قال لث یدہما نصفان عندہ وقالوا لہم لثاق اور بار خلاف مذکور کے اگر میت نے ایک بیٹا اور  
بہار درم جو ہر سو اوقیان درم کے دین ہو گیا ایک روئے دعوی کیا اور دوسرے نے دیکھی و دیت ہو گیا دعوی کیا اور میت کے نقد نہ سنے  
دو نوئی تصدیق کی تو ہر درم دو نوئے میں نصف نصف بن امام کے نزدیک اور صاحبین نے کہا کہ دیت تو میری ہو دین ہو ہم اس سلسلہ میں  
اولیت میں خلاف ہو برخلاف سلسلہ سابق کے تو ملے ہر اختلاف کہنا شارح کا بلا وجہ کہ انی اللہ اخطا دی قلت وعلی فی الھدایۃ فقال عتق  
الودیعۃ اقول لے وعندہم کسواء ولا حصۃ ماد کہ کا فی الکاف وبقایۃ فی الشرب لانی فیلے میں کہتا ہوں اور بار دین  
اور کے بالعکس کہا ہو سو یوں کہا کہ امام کے نزدیک و دیت تو میرے اور صاحبین کے نزدیک دین اور و دیت برابر ہو اور میرے دے دینا  
جو جنہو ذکر کیا چنانچہ کافی میں ہو اور اس کا پورا بیان شرب لانیہ میں ہو تو اس کو یاد کہنا چاہیے ہم شرب لانیہ میں ہر ایک سے کہ صاحبین ہر ایک

























معین گردید و بشام نے محمد سرور دانت کی کفایت مال کے سبب کیا کہ اس طرح وصیت کی سو موسی کے وارث محتاج ہو گئے اور یہ واقعہ حاضرین کو اگر انہوں نے  
اتفاق کیا کہ اس کو اس طرح وصیت کیا جائے اور ایک وارث محتاج ہو گیا سو مہربانی تو ان نے اجماع کیا کہ اس کو دیا جائے تو جائز ہو اور اگر وارثین میں سے  
غائب یا حاضر غیر راضی ہو تو جائز نہیں کذا فی الطحاوی اوصی بکفار مکرر صلوٰۃ فصل معین لہ فی تخریر العتق من الرات وصیت کی اپنی  
تمام کے کفارہ دین کی ایک مہینہ مروی اس طرح تو اس کو غیر کر دینا جائز نہیں اسی قول پر فتویٰ کیا ذرا نہ کی حالت کسی ہم نجات وغیرہ میں طبعاً ہے  
لہذا بغیر وصیت جائز نہیں اوصی بکفار مکرر صلوٰۃ مالا دیون علی العتق من ذلک لکما الوجہی لہ عن الفکر فی تخریر العتق ولا ینکح من  
القبض فیہ فی تصدق علیک صحیح انہاں کی وصیت کی اپنی نمازوں کے کفار کی اس طرح اور حالانکہ اس کا ثلث مال محتاج نہیں ہے سو وصی سننے  
اوس مال کو اگر نہیں چھوڑا فدیہ ادا کرنے کی وجہ فدیہ کفایت کر گیا اور ضرورت سے اوس مال کا اول قبض کرنا ہر ادا کو صدقہ دینا نہیں بدین قبض ادا  
کفارہ صحیح نہیں ولو اصر ان ینکح بالثلث فمات فقتلہ یا صحت ثلثہ مالا وامرہ فماتہ فماتہ صدقہ حل و صحیح ہے  
لخصول قبضہ بعد الموت علی مال الذین انکح من القتیۃ اور اگر موسی نے یہ امر کیا وصی کو کہ تہائی مال صدقہ دی ہر موسیٰ ترقیا سو کسی غایت  
تہائی مال مثلاً نصیب کیا اور اس کو چھوڑ دیا صدقہ دینا سمجھا اور حالانکہ محتاج ہو تو کفایت کر گیا تصدق میں سبب حاصل ہے  
قبضہ غایت کے بعد مر جائے موسی کے برخلاف یہ کہ اگر سپردیون کا قبضہ حیات موسیٰ میں ہوا تھا تو وہ کفایت کر گیا میر سبب فی ذکر حسین  
وفی الجواہر اوصی لرجل بعقار ومات فقتلہ والوصی لہ فی البکال وقد حکم بالقبضۃ ولو تظاہر بعد موتہ ان الذی شتم  
ولا یطبل بالتأخیر ان لو کان ہذا الوصیۃ اور جواہر الفوائد میں ہے کہ عمارت دانی زمین کی وصیت کی ایک شمس کی واسطہ اور موسیٰ مر گیا سو ترکہ تقسیم  
اور موسیٰ لہ اوس شہر میں ہے اور حالانکہ اس کو قسمت ترکہ معلوم ہے اور اس کو طلب کیا ہر چند سال کے بعد دعوہ کیا تو مسلم ہو گا اور تاخیر سے دعوہ باطل  
نہو گا بشی علیہ اوسنی وصیت کو رد کر دیا موسی عمار عمارت ہر عرصہ مہینہ سی اور صد عمارت ہر فقط عرصہ کذا فی الطحاوی عن جامع انفسہ میں  
اوصی لہ بدار فباعھا بعد موتہ قبل القبض صحیح لہذا فی المصنف فی الموصی فی قبضہ ایک شمس کی اس طرح وصیت کی ایک گری سوا اوسنی گری  
کیا بعد مر جانے موسی کے قبضہ کرنے سے پہلے توبہ جائز ہو اس طرح وصیت کی چیز میں نصیب کرنا قبضہ کرنے سے پہلے جائز ہے وقفت  
صیغۃ حل و لکھا وصیات عمر الولی مستویا والولاء انکح فالتولی اول من لا یک ابکور صحیح زمین کو وقف کیا یا جو بیٹے پر دینے  
کے چاکو اس پر متولی کیا اور بیٹے کا یا پ بھی زندہ ہو تو متولی مقدم ہے یا پ و شمس دار اعدا اوصی بدار فباعھا الشفیع عمرین دیکھا  
یوسف الذین و لو استخفی الدار لا ینکح الموصی لہ حل الولی فی شمس لا ینکح لہ اوصی بدار الفی گری خرید کیا اور اوسکی وصیت  
کی ایک مروی اس طرح اس گری کو شفیع نے لیا موسیٰ کے ساتھ سپردیون لیا جائے گا اور اگر گری شخص کا ثابت ہو تو موسیٰ مشتری کو وارثان  
سے کچھ نیا دیگا اس طرح استحقات ملک غیر سپردیون ہو کہ اس گری غیر کے مال کی وصیت کی تھی اور حالانکہ وہ جائز نہیں ہم جب گری شفیع لیا حق  
مسند کی علت سے تو موسیٰ لہ مقدم شمس مشتری موسی کے ترکہ سے لیا گا اور وارث مشتری کے شفیق سے شمس ہر لیکے کذا فی الشفیع

باب الوصی و ہوا المرصع للہ بحد موسی کے حکام میں وصی ہے جسکی طرف وصیت کیا ہے ہم عرب بولتے ہیں اوصی الی فلان  
یعنی ایسکو انہاں میں نصیب کر دینے کے بعد موت کی وصیت کی اور اس کو مفوض الیہ اور وصی بھی بولتے ہیں اور وصایت الیہ والفقہ ہم یہ دیکھتے ہیں  
وصی کو لائق نہیں کہ وصایت قبول کرے اس طرح کہ اوسین خطر ہے ابو یوسف سے روایت ہے اول بدو موسیٰ خطا ہے اور دوسری بار خیانت ہے اور تیسری  
بار چوری ہے حسن سوادیت ہو کہ وصی قادر نہیں عدل پر اگرچہ امیر المؤمنین عمر فاروق بو الوطیع نے کہا کہ میں نے آج برس اپنی تصانیف مدت میں وہ  
مختص نہیں دیکھا جو اپنے شیعے کے مال میں عدل کرنا کذا فی الطحاوی عن القبطانی اوصی الی ذیل الذی جعلہ وصیاً وقبیل عندہ کھ  
فان ذیل عندہ ذی الطحاوی عدل کرنا کذا فی الطحاوی عن القبطانی اوصی الی ذیل الذی جعلہ وصیاً وقبیل عندہ کھ

کتاب



وہی ہوا صحیح ہو گیا پھر اگر رد کیا یعنی قبول کیا گیا اس کے وہی ہونے سے اس کو نزدیک یعنی موصی کی نسبت میں تو وصایت پر گئی ثابت نہ ہوئی ہم اسو اسطو کہ  
وہ اس میں منبر سے اس پر قبول کیا تو اب نہیں جانتے اس پر دوام اختیار کر کے یا جو کر دی موصی کو اختیار نہیں ہے نیز یہ فرض لازم کر دی اور جو میں  
زیر دینا نہیں ہو گیا کہ موصی کو اختیار ہے کہ دوسری شخص کو دینی مقرر اور اگر بعد کے قبول کر لیا تو قبول بھی نہیں ہو گا ان اگر اس کو سامنے دوسری  
اثر قبول کر لیا تو صحیح ہے اسو اسطو کہ بزار نے میں سے کہ سیکو دینی کیا سو اس کو سامنے کیا کہ میں قبول نہیں کرتا تو نہیں دہوا و دہوہ وہی نہ تھا پھر اگر  
سو میں نے اس کی کہ اس کی تسمیہ تھو تو حق نہ تھی کہ تم قبول کر دو گے سو اس کو کہ اس نے قبول کیا تو وہی ہو گیا کہ انی الصلحہ و لا یصلحہ الذی یفیتہ لست  
بصیر معرفہ و لکن ہستاد اگر موصی کے سامنے وہی نے رد کیا تو اس کا رد کرنا اس کو پیچھے یعنی اس کی عدم ذمہ داری میں صحیح نہیں ہے تاکہ وہ قریب خورد  
نہو دینی کی جہت سے و بصحیح اسرا حہ صحت کو تو فی غیبتہ صحت لا کام خلا کا لکھانی و ازینہ او بصحیح سے خارج کرنا دینی کا وصایت سے گریز دینی کی  
نسبت میں اخراج واقع ہوا ہوا نام کے نزدیک برخلاف ابو اسحق یعنی اس کے نزدیک خارج بلا علم وہی صحیح نہیں فان شکلت الموصی الیہ فلیتکلم فیہ  
فانہ الذی والقبول پھر اگر وہی نے سکرت کیا پھر اس کا وصیب کر لیا تو وہی کو رد کرنا قبول کرنا جائز ہے ہم وہی شخص لغیر میں سترہ ہو تو  
یہ دن قبول کر کے اس پر وصایت لازم نہیں ماند و کالت کی اور یہاں قریب دینا بھی نہیں ہے اسو اسطو کہ موصی نے خود قبول کیا یا اس کے کہ اس کو مال نسبت  
کر لیا کہ اس کی وصایت قبول کی یا نہیں و لکن عقد الموصیۃ بدیع شی من الذلک و ان کمالہ ای کو نہ وصی فان علم الموصی الاوصیاء لیس فی  
فی حصہ نصف ۱۹ عقد وصیت لازم ہو جاتی ہے موصی کی کوئی چیز میں کرے نہ موصی کے ترک ہو کر چہ وہ اپنے وہی ہو تو جو جانتا ہو اسو اسطو کہ موصی کو  
وصایت کا علم شرط نہیں ہے اس کا عقد سے صحیح ہونے میں بخلاف الکمل فان علیہ لیس کا لفظ برخلاف وکیل کے اسو اسطو کہ وکیل کو مال کا  
معلوم ہونا شرط ہے و کالت کی فان شکلت فصرک بعد موتہ قبل ان یحلالا اذ انفق فاضی لک ہا لا یصح قولہ بعد لک پھر اگر دینی قبول  
وصایت سے سکوت کیا پھر وہی کی موت کے بعد پھر وصایت کو قبول کیا تو درست ہے مگر جس کے فانی نے اس کو رد کرنا قبول کرنا تو اب اس کی بعد قبول  
کرنا وصایت کا صحیح نہیں و لو اوصی ال یحیی و یحیی غیرہ و کافر فی فاسق مذکور ای بدعہم القاضی فی غیرہما تماماً لالظہر لفظ یحیی یعنی  
صحیح الوصیۃ فلو تفسر فوا قبل الاغراض سبب وجہ و اگر موصی نے دینی کیا صحیح کو اگر غیر شخص کے غلام کو اگر کافر اور فاسق کو تو بدل  
ڈالا جا دینی یعنی فانی اس کو سوا ہی اور شخص کو دینی مقرر کرنا تمام نظر کو اگر اس کا بدل کرنا لفظ وصیت پر دلالت کرتا ہے تو اگر موصی اور غلام اور کافر اور  
فاسق کو یہ تفسیر کر کے قبل اخراج کے تو تعین جائز و کذا فی السراجۃ فلو بدعہ الصبی و عتی العبد و امثلہ الکافر و المذنب و ذاب القاصی و  
عقبتہ و فیہ فحس دلایۃ البقیۃ لیس فی صحیح مستحسناً لیس فی غیرہما القاضی عنہا ای عن الموصی کا لفظ قال الموجب للعزل الا ان  
یکون غیرہما ان اختار موصی اگر غیرہما ہو گیا اور غلام آزاد ہو گیا اور کافر و مرد مسلمان ہو گیا اور غلام نے توہم کی کذا فی المحتسبۃ و کذا فی  
خارج کر کے سبب ال ہو جا تا فانی کے جو موجب تھا موقوف کر لیا مگر بھی کہ موصی خائن ہو یا نہ تو عزل درست ہو کذا فی الاعتبار و دینی میں  
کہ لایت و قف مکی غیرہما موقوف ہوئی تو اس سے لای کی ہا صحیح ہے و العبدہ و الحلالان و رشتہ صمدان صحیح کا نص الی مکتوبہ او صحیح  
غیرہما شرف فی الرق کذا تعبیر اور اگر دینی کیا اپنے غلام کو اور حال انکو موصی کے وارث صغیر میں تو صحیح ہے جائز کہ موصی کرنا اپنے  
کے ایک کو غیر کے ساتھ کہ درست ہے پھر اگر کتاب عدم او اصل کتاب سے ملکیت کی طرف پھر کیا تو اس کا حکم غلام کی مانند ہے یعنی اگر وہ غیر میں  
تو درست ہے اور نہیں تو درست نہیں و لا و لا و لا یصح مطلقاً ہر اگر موصی کے وارث خالق بالغ ہیں تو غلام کا دینی کرنا صحیح نہیں اور  
اس میں کہ غلام کا دینی کرنا مطلقاً درست نہیں خواہ وارث صغیر ہوں خواہ بالغ کذا فی الدرر و من یحیی عن القاضی ہا حقیقۃ کا بھی  
اختیار ہا حتم القاضی البیہیکہ کذا فی الموصی و الوارثہ او جو دینی کہ حاضر ہو وصایت کے فاسق فی تحقیقہ نہ قطع دینی کے اعتبار سے  
تو فانی اس کا ساتھ اور دینی کو ملا دینی موصی اور وارثوں کے حق رعایت کرنے کی مصلحت ہم دینی کا یوں ظاہر کرنا کہ مجسود وصایت نہیں ہو سکتی

اس واسطے مقرر ہو کہ شکایت کرنا لاگام سے کا ذریعہ ہوتا ہے اپنی جان کے بچانے کے لیے کدانی النسخ و لو طهر القاضی حکم اصلاً استدل  
 خیراً کہ اور قاضی کو زمین کی عاجزی اصل ظاہر ہو تو اور شخص کو زمین کے وہی مقرر کرے و لو غیر الہ الموصی الخ الفاضل معر اعلیٰ  
 طہا نقد عنہ و این جاز القاضی و استشر اور اگر قاضی نے میت کے پسندیدہ وہی کو معزول کیا یا جو دیکھ و وصایت کی لیاقت رکھتا  
 نواب کا معزول کرنا فتنہ ہو گا اگر قاضی نے ظلم کیا اور گناہ ہوا فی الاستیلاء اختلق فی حق معزولہ والا کلا محل الصلحہ کا فی شرح  
 الوہابیۃ لکن نتیجہ الا قیام بعلوم الصلحہ کما فی الفصولین و اما عزل الخائن فواجب الصلحہ قلت و عبارۃ جامع  
 الفصولین من الفصل الثانی و العشرین الموصی من المیت لو حل لا کافیا لا یشیعنی للقاضی ان یغزله فلو عن الہ  
 قبل یعزل ان قول الصلحہ عندی انہ لا یعزل الا ان الموصی اشفق بنفسہ من القاضی فلیکف یعزلہ و یدعی ان یقنی بہ  
 لفساد فیضا ان الزمان انتہی قال المصنف قال شیخنا فقد تخرج حلہم صحت العزل للموصی فلیکف بالوطاقت بالافاق  
 اشباہ میں ہے فقہانہ اختلاف کیا ہے وہی اہل کی صحت عزل میں اور اگر تفریق صحت عزل پر میں چنانچہ شرح و ہدایہ میں ہے لیکن عدم صحت کا فتویٰ  
 دینا واجب چنانچہ فصولین میں ہے اور وہی خائن کو تو معزول کرنا واجب انتہائی الاشباہ میں کہتا ہوں اور عبارت جامع الفصولین کی مستثنیٰ  
 فصل سے ہے کہ میت کا وہی اگر تفریق اور کدانی ہو تو قاضی کو اس کا معزول کرنا لائق نہیں ہے سو اگر باوجود اس کے معزول کر لیا تو قول صلیف جیسے  
 کہ وہ معزول ہو جاوے گا میں کہتا ہوں تخریر دیکھ لیں کہ وہ معزول ہو گا اس واسطے کہ وہی اپنی ذات پر تشریح ترسے قاضی سے یعنی اگر تفریق ہو  
 اور معزول ہو تو قاضی اس کو کہہ کر معزول کر لیا اور لائق نہیں ہے کہ عدم عزل کا فتویٰ دیا جائے قضاۃ زمانہ کے فساد اور بدعتی کی وجہ سے  
 انتہائی جامع الفصولین صفت سے کہا جائے اس واسطے کہ بجز الزمان نے کہا سوالیہ عزل وہی کی عدم صحت راجح ہو گئی تو وظائف اوقات کی  
 معزولی کی وجہ سے ہر گز ہم بخلہ وظائف کے تو لیت ہی قادی جیر الدین میں بحر الرائق سے معقول ہے کہ قاضی اگر ناظر وقت کو معزول کرے تو اس کی  
 شرط یہ ہے کہ اس کی نیابت ثابت ہو چنانچہ اسقاط اور جامع الفصولین میں ہے تو معلوم ہو گا کہ غیر کو معزول کرنا بد و ناجائز ہے اگر کسی کو معزول کرنا  
 اور عدم صحت عزل باطل سے معلوم ہو گا کہ وقت کے صاحبان قید کو بھی معزول کرنا صحیح نہیں چنانچہ بزازہ جی اسکو ثابت کیا ہے کذا فی الطوطا  
 و بطل فیل اصلاً الموصی بن کا ملکین فائضا فی التکلیف کا الموصی بن اشباہ لا وقت البتہ اور دو وصیوں میں سے ایک کی صلاہ باطل  
 جیسے دو وصیوں کو وقت سے ایک متولی کا فعل باطل ہے اس واسطے کہ دو متولی دو وصی کی باند میں حکم میں کذا فی الاشباہ و وقت التسمیہ و  
 مفادہ کہ انہ لو اجر احدہما ارض الوقت لم یجز بالارائی الا سؤ وقد صدقنا و انقد الفتیہ اور تول سابق سے یہ مفادہ ہوا کہ اگر ایک  
 متولی وقت کی زمین اجازہ دے تو جائز نہیں دوسرے متولی کی بد و ان کی اعلیٰ حد یہ حدت متولی طلب کی ہی ہے صورت حال میں کہ کچھ افراد اس وقت  
 بالا جازہ جائز نہیں اور اگر ایک فرد کو کچھ دوسرے کو کچھ کرے تو جائز ہے یعنی ابوسو نے اسکو فعل کیا ہے کذا فی الطوطا و دو وصیوں کا اس  
 جیسے کہ کچھ نہ لیا علی الا نزل و حیل یفرق قال ابو اللیث و ہوا حیل و بے منافع ایک وہی کا فعل بد و بد و سرور میں  
 باطل ہے اگر چہ میت کا وہی کرنا ہر وہی کو جدا جدا واضح ہوا ہوا اور معقول کہا ہر وہی اپنے فعل میں شرفدار مستقل ہے ابو اللیث نے کہا اگر وہ  
 یعنی ہر وہی کا افراد اور استقلال صحیح تر ہے اور اسی تو کو ہم لیتے ہیں لکن لا ولی صحیح فی المستوط و جرحہ فی الدہر و فی الفہم سائے غلیظ  
 آؤک الی الصلوۃ لیکر اول نبی بطلان فعل احد الوصیین کو صحیح کہا ہے مسوط میں اور اسی پر یقین کیا ہے دررین اور ہستی میں ہے کہ بھی بطلان  
 قول قریب تر ہے صلاہ بکف ہم بیان و دو تو نہ فرقی اور مفادہ صحت چنانچہ رسم غنی میں مذکور ہے کذا فی الطوطا و قلت و ہذا اذا کان  
 وصیہین و متولین من جهة المیت او الوفت او قاض واحد اما لو کان مع جرح قاضین من بلدین فیکف جرح احدهما  
 بالتصمیم لا کل من القاضیین لو تم جرح جرحاً نصفاً قلنا لا یغزله ولو اذ کل من القاضیین عزل منصفاً انما جرح الاخر









































جای هم شرط البتة داخل کما عمل او نفوت بیچند کمال عاجز بر گیاراغت سیر اور اگر عاجز نمیزین بوا تو سبک نزدیک خارج لیا جاوید و بر محل محراب و حای  
 کافیه مانی من بر کج طرح جمع بود و او ایجا تو ارام کے نزدیک ہی سال کا خراج لیا جاوید و پہلی سال کا خراج لیا جاوید و اگر کسی سلف ہوگا  
 ادریمہ مترجم ہر سال مانی کے شرط طرح من کذا فی المطالع و غلظت من بوجہ و منبہ فاکانت المذی بوجہ اکثر خیر و کلک و لا مان کانت المینة  
 اکثر و فاسکونیا لیسرے موقوف حالہ اکثر اختیار بان سید لیسرے و اکثر حلقہ و حسن جنبہ بھیر کران مذکور و در خدایین سوگر مذکور زیادہ  
 ہون تو اکل کسے اور کھای اور اگر مردار زیادہ تر ہون یا طلال اور مردار و نو برابر ہون تو اکل کسے اگر اختیار کی حالت میں ہو طر کر کے و بی کی کبری  
 اور زمین تو اکل کسے اور کھای و بر سرے خواہ برابر ہون یا کم و زیادہ اور کھیت گیا ہم کثرت کا اعتبار ہو طر کیا کہ غلبہ قائم مقام ضرورت کسے ہو طر یا فادہ  
 اباحت میں کیا تو نہیں دیکھا کہ بازار عالی نہیں ہوتی میں محرم اور سردی اور غنیمت اور باوجود کوتاہی سراج ہو طر یا فادہ کے اسو طر کو قلیل سنی چنانچہ  
 تو اور کھا اعتبار سلف ہوا و ہم طر کر کے طر کیا کثرت جان اور کسے زمین سلف الاستیجار بر خلاف کثرت یا سادات قرار کے دان ضرورت نہیں تو ان  
 سے اعتراف ممکن ہے اکثر لفظ در انداز میں ہون ہی و کثرت کی گواہی کثرت کو و موضع یا در اہ جان اس مسئلہ کو مذکور کر چکا اور بعض زمین ہون ہی کا مرنی انا امار  
 کذا فی المطالع وے اور عر کے کچھ ایک نسخہ سمجھ میں فقط و ترے میں نے پیر عمار کیا و اللہ اعلم طاری میں ہی کچھ تر قیل یہ ہے کہ مذکور کی علامت یہ ہے کہ  
 ایسی گردن کی شہر نہیں ہوتی سالی ہوتی ہون اور مردار کے خون سہری ہوتی میں ایضا کما اخر میں و کما یابہ کما بیان بالاسان گنگے کا اشارہ  
 لکھنا بیان کی مانند ہی زبان کے بولنے کی بارے ہم یعنی کو کھا آدمی اگر ایک یا نفعہ و غیر کسی اشارہ کو نو زبانی تقریر کی مانند ہی ثبوت احکام میں بشرطیکہ  
 حکم اور کھا اشارہ و ہم یا حکم کو اسکا کوئی اشارہ نہیں متقی سمجھا و اور بدی کسی کو گنگے کی اگر کوئی ثبوت تبیین معلوم اور قلعہ کے مستعد ہیں لیکن اگر طرین غرق حالت  
 کے واقع ہو تو منزل بیان نہائی کے ہو و اللہ اعلم کذا فی المطالع و بحالہ مقتضی اللسان برخلاف مقتضی اللسان کے ہم مقتضی اللسان منفتح و دہو  
 جو کلام کرنے پر قادر ہو مگر تکلف مکر کذا فی المطالع و علی الحموی و قال الشافعی مما سئلہ و اراہم شافعی نے کہا کہ اگر کھا اور مقتضی اللسان و دہو برابر میں ہے  
 و صیغہ و تکلف و طلال و صیغہ و شافعی و غیرہا من الاحکام ای ایضا کما اخر میں فیما ذکر مقتضی و مثله مقتضی اللسان ان علی اشارہ  
 و امتداد مقتضی صیغہ بقیہ قلت و علی اللہ علیا اشارہ کو گنگے کا زبانی بیان کی مانند ہی و صیغہ میں ان کلام اور طلاق اور ہم اور شرا و تعابیر  
 و غیرہا من الاحکام کہنے کو کھا اشارہ یا در کدیر میں ہر جو اگر کوئی مانند مقتضی اللسان بشرطیکہ اسکا اشارہ مفہوم ہو یا ہو اور اسکا عدم حکم اور اسکی موت  
 ہم مقتضی و صیغہ کسی قول پر فتویٰ نہیں کیا ہون اور ہم قول کیا بیا و مایا میں مذکور ہو گیا و ذکر ہنا الاکمل و ان الکمال و ان یلیغ و غیرہم غیر  
 صفاد کلا و صیغہ انہ لو اقل اشارہ و طلال مثلاً و توقف فان مات علی عقلہ و قد غنم مثلاً و مقتضی اللسان کو بیان اکل اور ان کمال اور شافعی  
 و غیرہم کے ذکر کیا ہی ہر دو وقت کرنا چاہیے کہ اس کے کلام میں یہ مستند ہو یا ہو اگر مقتضی اللسان بیان ہو گیا تو اگر یہ یا مثلاً طلاق دے تو قرار و طلاق کا  
 حکم موقوف رہیگا ہو اگر وہ مر گیا تو کسی حالت عدم حکم ہو تو قرار و طلاق نافذ ہو گا طرین مستند اسکا اور اگر عدم حکم ناموت مستند نہیں تو طلاق و غیرہ  
 نافذ ہو گا ہم جب طلاق نافذ ہو تو اسکی زوجہ کو نکاح کرنا جائز ہے اگر اسکی عدت گذر گئی ہو اشارہ یا کانت کی موت سید و علیہ فلیق و غیرہ یا اشارہ  
 و علی و طرین نافذ نہ لکھتہ اذا مات بحالہ کانت لہ المهر من تکریر قال المصنف اشارہ بنا بر قول مذکور کہ اگر مقتضی اللسان نے اشارہ ہے  
 نکاح کیا تو اسکو و طرین نافذ نہ لکھتہ اذا مات بحالہ من نکاح کے نافذ نہیں ہے کیوں لیکن جب وہ مر جاوید یا زہر کا ہوا کہ مرد کو لازم ہو گا اسکا ہم مقتضی  
 اپنی شرم میں لیکن ذکر ایسی فی اللہ حد ذکر کما لایسما للاحکام لا بعد لیکن مستغنی فرماتے زہر یا جو ہمین ذکر کیا ہی اشارہ کے حکم اربعہ  
 کے ذکر کے نزدیک ہم یہ ہے کہ اگر عیال و مذکور کے کلام پر احکام اربعہ مذکور ہیں انصاف انقباض استناد بین انصاف یا فادہ اشارہ و طلاق و  
 غنائی و اور انقباض یہ کہ جو بر علت نہیں وہ علت ہو یا جو چنانچہ طلاق شرطی تو جب شرط طلاق کی یا علی جاوید مثلاً و قول و اتر جو طلاق کی علت کی نہیں  
 علت ہو گی اور مستند یہ کہ حکم نے احوال ناجی ہو پر مستند بر یعنی منسوب ہوا و سبب کی طرف جسکا وجود مقدم تھا جسے تعاقب ہوا تو وہ واجب ہوتی ہر سال





اشترطت بر ذلالت التماسی والله اعلم العتق المکتبہ اندک فیہ لایحکم من ذی الید فی العتق من الذی علی وجہ دعواه بخلاف  
 المنقول عتقاً عن غیرہ لکما لا جانی فیہ کے اندک سے منکس دعوای اپنی دعوای کے موافق یعنی کہ عتق دہا علیہ کے عتق میں سے لکھانی (محمی) گواہ  
 گذرانے پر خلاف منقول کے ہم یعنی حاکم عتق کو ذی الید کے اندک سے نہ کھائے قابض کے یونہی قرار کرنے سے کہ ان وہ زمین یا مکمل میں سے قبضہ میں  
 سے مواضعت یعنی دونوں کے گتھ جانے کے احتمال کو جو برہمنی شاید دعوای دہا علیہ کے پس رافق کیا جو کہ نہ دہا علیہ اپنی قابض ہونے کا اقرار کرے  
 تاکہ حاکم اس کا حکم دے یہ جب اس پر حکم کیا تو اب اس کو قرضے کی کوئی صورت نہیں یہاں تک کہ اگر اس عتق کا کوئی اور دعوای کرے تو اس کا دعوای  
 سموم نہر کا ذی الید کے قبضہ پر گواہی نہ کرے سموم نہر کی تہمت دفع ہو جائیگی تو اس پر حکم کرنا ممکن ہوگا اس کو قبضہ سے خارج کرنا لیس ثابت  
 ہو جائیگا اس کے قبضہ کے کذا فی الطحاوی اور دیگر ملاحضاتی یا قاضی جانتا ہو دہا علیہ کے قبضہ کو تو اب گواہی کی حاجت نہیں ولا یفنی قصد فی  
 المدعی علیہ اندک فی الید فی الصیغہ لاحتمال الموصوۃ اور کفایت نہیں کرتی دہا علیہ کی یہ تصدیق کہ وہ عتق اس کو یعنی میرے قبضہ میں ہونے پر  
 سموم میں سموم نہر کے احتمال سے یعنی قاضی گتھ جانے کے احتمال سے قلت قد حاکم غیرہ آخرھا فی بابہ عتق فی المسلمین ابی القاسم فی  
 ذماتنا لہ لا یصل لعلہ القاضی قتل میں کہتا ہوں ہفتہ چند بار آگے مذکور کیا پچھلا مرتبہ ذکر کا باب جاتیہ الملوک کے کہ قول یعنی یہ ہمارے زمانہ میں  
 یہ ہے کہ قاضی کی دہا علیہ پر عمل نہر کا سا اس کو غور کرے وہاں اذادہ کا صلہ گامطناً اور بعد اس وقت جو حکم دعوای نے ملک طلق کا دعوی کیا  
 یعنی اصل شتر اطراف تہمت بنیہ کا سپر کہ عتق دہا علیہ کے اندک میں یہ ملک طلق کے دعوای میں ہے اما اذ ادعی الشرا من ذی الید اور اذ ادک  
 بآئہ فی الید فاکتال الشراہ واقف کی یہ فی الید فی غیرہ لکھانی علی کو ذہ فی الید لکھانی دعوای الفعل کا نص علی ذی الید تصحیح علی غیرہ  
 ایضاً کا تصدیق الفرائد اور دیگر دعوای نے ذی الید سے خرید کا دعوی کیا اور ذی الید کے اس اقرار کا دعوی کیا کہ عتق میرے قبضہ میں ہو سوا غیر  
 ذی الید اس کو خرید کا انکار اور اپنی قابض بنیہ اقرار کیا تو اب ذی الید کے قبضہ ہونے کی گواہی کی حاجت نہ رہی اس پر کہ دعوی فعل کا چنانچہ  
 خرید کا دعوی جیسا ذی الید پر بھیج دیا یہ غیر ذی الید پر بھیج دیا چنانچہ باریہ میں شرح مذکور سے عقلاً کافی ولا ید القاضی یعنی قصداً وغیرہ  
 کہہ تو قول ہوا الصیغہ وقد تم فی القضاء ان المصبر لیس بشر فیہ یفنی وثبت بالحق لقاضی ثلاث الذلحیۃ لیکبر التسلیم ایک عتق قاضی کا  
 ولا یتدارک مکتومت میں نہیں تو اس کا قاضی کا حکم اور عتق میں بھیج جو جیسے ال منقول میں بھیج ہی قول بھیج اور لکھانی عتق میں آگے کہ ذکر ہو چکا کہ ذی  
 شتر ہونا صحت تصانی شرط نہیں ہی قول یعنی یہی اور دہا علیہ کا قاضی حکم کہ بھیج اس پر کہ قاضی کو جہاں وہ زمین ہو تاکہ وہ اس زمین کے دلائل کا  
 اور کرے وہ قبل لا یصح و مستحق علیہ فی الکثیر والمتعلق اور لیسو کے کہنا کہ قاضی کا حکم یہ حکومت کی زمین میں بھیج نہیں ہو اور اسی قول پر صاحب کتب  
 اور لکھانی چلا بھیج مستحب اپنی شرح میں کہنا کہ سموم نہر الدقائق کے قول سے اس پر عدل کیا کہ باریہ اور خلاصہ میں مذکور ہے کہ بھیج قول بھیج کہ قاضی کا  
 حکم محدود ہے اور بھیج اگر عتق محدود اس کا قاضی کی حکومت میں ہو کذا فی الطحاوی قضی القاضی بطلان فی حدیثہ قول جمعیت من قضائی او  
 یدل ان غیرہ لکھانی او وثبت فی تلبیس الشہرہ او انکلت حکم او وثبت لک لایقتضی قول القاضی فی ذلک لعلہ حق الغیرہ وہو  
 المدعی قاضی کے گواہ شکر ایک عیادت میں حکم کیا پھر قاضی نے کہا کہ میں اپنی حکم سے پھر اس کو بھیج کہ اور لکھانی میں نے بھی حکم کیا کہ میں  
 کو ان کے فریب میں لگایا کہ میں نے اپنے حکم کو پایا لکھانی کر دیا یا مانہ اس کو اور کہہ کہا ابطال حکم میں تو ان سب باتوں میں قاضی کا قول سموم نہر کا لیس متعلق  
 ہو جائے کہ غیر کے یعنی دعوای کے حق تلفی کو جو سموم نہر دوسری وجہ یہ ہو کہ دای اول راجع ہوگی حکم دیو سے تو دای ثانی جو اس کی برابر ہی منقول  
 نہر کی کذا فی الطحاوی والقضاۃ ضان انکان بعد دعوی صحیحہ قوسہ شہادۃ مستقیمہ اور قاضی کا حکم جامی اور اندک ہی سموم دعوای اور شہادت  
 مستقیمہ کے بعد دای سہا ہو سموم دعوای دوسری جس کے حکم متعلق ہوں تو اس میں دعوای اور دہا علیہ کا حاضر ہونا یا دای عتق میں اور طحاوی  
 جواب کا اور گواہوں کو ثابت کرنا مثلاً ضرور ہوگا اور شہادت مستقیمہ عبارت ہو شہادت عدول اور ثقافت ہو جو شراط صحت کی جامع ہو تو یا بعد دعوای





























کا زور خطاب دیکھا اور قول مختار میرے کہ حضرت علیؑ نے کہا کہ زور خطاب کیا اور کثرت میں نہ کیا سو پرستیں دیکھا وہ بیان کیا دوسرا  
مقام یہ کہ خطاب نفسی یا تزلزل کا اسکا لفظ تزلزل کا کہ فیصل ہو گیا کہ تزلزل کی سی بھی وارد ہو اور علامت ہے کہ خطاب نفسی جو اس وقت کہ صحابہ کرام  
کی ایک جماعت خطاب کیا ہے بعد ان کے کہنا کا خطاب کرتے تھے جو چاہے بعد علی رضی اللہ عنہ سو فردی ہے اور بعض  
سیاہ خطاب کرتے تھے جو چاہے بعد حضرت عثمان اور حسن اور حسین اور عقبہ بن عامر اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے غفلت ہو اور ہم حقیقتہً نماز میں بھی  
کہنا اور دوسرا کہ تزلزل جو چاہے بعد کسی خاص شخص یا بن مذکور ہو تو وہی شافی نہ رہتا بلکہ سبب احتجاج خطاب کا ہے مرد اور عورت کو زور دینی یا  
سرخ کا اور جمع قول میں خطاب سب سے اہم اس وقت کہ حدیث میں وارد ہو کہ پری کو تزلزل کر دے اور پھر کسی سے اسے قول الکل سیاہ خطاب کی صورت  
غیر مجاہد کے حق میں ہے اور غار کو جو حرام نہیں کہ فرما دے اور عیب ڈالے کو اسے اور صاحب کیا کہ سیاہ خطاب کیا شاید اسکا بھی حمل ہے فالہ عمری  
الذی الطحاوی ہم میں نے انہی استاد و میرا حسن محدث سے سنا وہ اپنی سادہ سلف کرتے تھے کہ ممنوع و سیاہ خطاب ہو جو کہ سب سے سواد چڑھتا  
ہے ہوا اس وقت کہ ہم کجاری میں ثابت ہو چکا تھا اب جہنم شہید ہوئے تھے تو ریش مبارک حضور پر بھی رضی اللہ عنہ علم کلمہ کلمہ زبان کا کل ہو گیا تھا لا انا  
یادوئے اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اکل مشکلیا جمع الفتاویٰ جیسے جائز ہے کہا کہ انہی کے کہ قول میں اس وقت کہ رسول خدا صلی اللہ  
علیہ وسلم سر مروی ہے کہ آپ نے کہا کہ کیا انہی کو دیکھ کر انہی جمیع الفتاویٰ اشد منہ الازلہ فی بیتہ قصر الی الفضلہ لا یزال بل یشتبہ لیس اس  
النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الحاکم الماکلی ایک شخص کو زور دے معلوم ہوا ہے کہ میں ہوا وہ مجاہد میدان کی طاعت تو یہ کہ وہ نہیں بلکہ مجاہد کیا  
منتحب جو دلیل قرار کرنے ہی صلی اللہ علیہ وسلم کے چھٹی دیوار سے واذا استخرج من تلک ما طاعواک فاق علیہ انک کل شیء یذکر اللہ تعالیٰ  
فلا تأس بان شیء ویذکر لوان کان عندک انہ لو تخرج جاور لودخل الیہ لہ ذلک فلا تدخل ولا تخرج حیثما لہ کلامہ فاجاب  
وعلیہ حمل الذی فی الحدیث اللہ ینہم الفتاویٰ اور جبکہ انسان نکلا اسے ہر قسم میں دیا ہو سو اگر وہ مجاہد جانا ہو کہ ہر شخص تعالیٰ کی تفسیر  
ہے تو کہ یہ مضائقہ نہیں اسکو کھلے میں دے باکے شہر ہو اور ان کے جہان دیا نہیں ہے اور اگر اسکو نہ دیکھ جیتے ہو تو اگر کھلا تو بجا اور اگر  
راہ کے شہر میں گیا تو اس میں مبتلا ہو گا تو اسکو مجاہد نہ دے تو ان کا بجایا نہ دے ان سے کھلے کا اسکا اعتقاد منظور ہو اور اسے تفصیل پر ضرور  
و قول کی یہی حدیث شریف میں محمول ہو کہ ان جمیع الفتاویٰ فقیہ فی بلادہ لیس فیہا غیرہ اقنعہ صنفیں یہاں یہ ذکر لیس لہ ذلک بڑا ذبیہ  
و غیرہ مسائل شریعہ کا عالم ایک شہر میں ہو کہ وہاں اس سے زیادہ ترکوئی عالم نہیں اسکو مجاہد کا ارادہ کیا تو اسکو مجاہد نہ دے تو اسکو مجاہد نہ دے تو اسکو مجاہد نہ دے  
و غیرہ میں سے ہم مجاہد قول محمول ہو اس جہاد میں جو ہنوز فرض میں نہیں ہو گیا اس وقت کہ انھیں عالم کا مسلہ تو کم از کم زیادہ تر تو اب میں اس جہاد  
کے ثواب سے جو فرض میں نہ ہو بلکہ فرض بالکفایہ ہو فقیہ المدینۃ اللدنیہ الموحل قبل الحلول او ادات محل جو یہ فایضاً میں نہ کہ لا یتخذ  
من المراءبۃ التي حرسہ ما لا یقدرا علیہ من الامام وہو جواب المسائل فقیہ وہ افتق المرحوم ابو السعید اخذ عن صحابہ  
و تخللہ بالرفق الخائن وقد قد مثله قبل فصل الفرض و چون دین ہو بل کہ معاوے کے آئے سے پہلے اور کیا یہ یوں مر گیا سو اسکو دے دے  
وین خیال ہو گیا یعنی جہاد نہ رہا نہ حال و احباب الادامہ ہو گیا سو میت دیوں کے ترکہ کو لیا تو نہ لے اس شخص سے جو دامن دیوں میں شہر ہو گیا  
ایام گذشتہ کے بعد جہاد ہو غلا و متاعین کا چنانچہ قنین میں مذکور ہو اور اسکا قیزی دیا ہو جو اسکو دے دے ہی مفتی آباد ہو جو اسکا  
جانبین کو اسکی وہ نہ کہد کی جو اور مصر میں اسے مسئلہ کو فصل فرض سے پہلے بیان کیا ہو ہم صورت اسکی مجاہد کو یہی فرض ہے کہ ہم دے دے سو فریہ  
کی اور دوسری کے آئندہ ۳۰ درم کو سیر کی دے دے چینی کے وعدہ پر ہر اگر دیوں نے پانچ سینے کے میں اسکا دیا کیا یا پانچ چینی کے بعد وہ مر گیا تو  
صاحب دیوں کو چاہے پانچ درم فیغ ہے اور پانچ درم چھڑے کہ انی الطحاوی فی فسل ج مسئلہ شامہ کافی آخر اکثر یعنی فی لحاظ القرآن  
فی کئی اربعین ہوتا ان پانچوں میں سے کہ حافظ قرآن کو لافن مجاہد کہ ہر ۲۰ درم و ۱۰ درم ایماں قرآن مجید کو ختم کرنے سے ہم

و علیہ السلام





















وکل اولیٰ ابن ابی واثق مفعیل سو کہا مفعیل تو مفعول از میں ہے الیٰکذا تو میرا چہند زوہا کہتا ہے اسلئے اس شخص کو حصہ دے گا یا جو نہ کے ساتھ  
اگر یہ سائل جو یعنی پوتا پو پوتا منسوب ہم ولد اور ولد ابن تو وہ ذکر ہو خواہ باشد اسی درجہ ہو یا اور عورت جو بہر صورت زوہم کا حق نہیں ہر اولاد کو نہ  
خواہ ایک نہ دو ہو یا چار تو اگر جائز ہو نہ ہوں تو ان میں حصہ نہیں برابر ہاں لیکن اگر عدم اولیت کی وجہ سے کسی کو کافی المطلقہ والی ہو لیکن ایسا حد سے حصہ  
خلیز و حیات سائلین علیٰ غیر ملاقہ و الفلح مع الولد اور جو تعاضی حصہ زوہم کا ہے جبکہ ولد اور ولد ابن ہو تو زوجات کے دو حال ہیں یعنی بیع طلاق  
ولد اور شریعت مع اولاد و بیع طلاق کا لیا اسی وجہ سے فاکلہ کا لیا اسی وجہ سے عینہ کو نہ ہوتا اولاد کے لیا بیعت و واحد صنف ہو کہ حد تک ادا فاقہ  
لیقہ عین میراث ذوق عدم لیا کو تو بیع مع احد حصائی الولد یا اولاد کا لیا اور نہ دم کا حصہ جو تباہی دل کے ساتھ یا ولد ابن کے ساتھ خواہ وہ  
زوہم ہو یا زنا نہ خواہ وہ مرد و نہ لے یا زیادہ و عوی کیا عورت مرد کے کچھ کا اور گواہ لائو یا بیع طلاق پر اور نہ عورت ان درجہ میں کسی کے حصہ میں نہیں  
اور کسی نہ بیعت سے قربت کی تھی نہ میراث زوہم کو نہ عی پسمین ہاں لیکن اگر بیعت کی برابر عدم اولیت کی وجہ سے کسی کچھ کا حصہ مرد و عوی کرین  
اور اگر ان میں کوایت کرین تو گواہ بیان سابقہ لا اعتبار ہوگی اور عورت اس میں عی کی ہوگی جسکی وہ قصیدین کرے کہ اسکی باپس نہ ہوگی اور نہ کسی کی اور اسکی  
قربت بھی کی ہوا اگر نہ عوی نہ عی نہ کسی کا پس پیش ہے تو میراث سابقہ کا عی حق ہوگا فی المطلقہ والی و النصف لہ عند احد مضاف لہ حصہ سائلین النصف  
والی غیر اور نہ دم کا حصہ نصف ہے جبکہ ولد اور ولد ابن ہو تو نہ کچھ دو حال میں نصف ملا ولد اور دم حصہ اولاد والا کی حد سے سوال الفرائض  
المطلق و هو المثلث مع کل اولیٰ ابن ابی واثق باب اور داد اسکے تین حال ہیں فرض مطلق یعنی خالی تعصب اور وہ چہا حصہ دے دے کے ساتھ یا  
ولد ابن کے ساتھ و التعصیب المطلق حد سے حصہ اور دوسرا حال تعصیب مطلق یعنی فرضی و دونوں کے تہوئے کیوت یعنی جبکہ ولد اور ولد ابن  
نہو تو بعد زوی الفرد فرض کے باقی مال کو باپ دادا الیٰکذا بطریق عصوبت و الفرض و التعصیب سے میراث اولیت لابن اور فرض اور تعصیب یعنی  
یا پوتی کے ساتھ ہم باب یا داد اول اپنا حصہ فرض یعنی سدس لیا اور بیعت یا پوتی اپنا حصہ فرض یعنی نصف لیا اور جو باقی رہا اسکو باپ دادا و اولاد  
عصوبت کے لیا قلت و فی الاشبہا لحد کا لیا کہ فی ثلث عشر مسئلہ تحسین الفرائض فی عیہا میں کہتا ہوں اور شہاد میں ہو کہ دادا  
باپ کی مانند سے گزیرے سئلین و دادا باپ کی مانند نہیں پانچ مسئلے تو فرض میں ہیں اور باقی آٹھ مسئلے فرض میں ہیں ہم فرض کے پانچ مسئلے  
بہر میں چھ مسئلہ ہیں کہ دادا باپ کے ساتھ وارث نہیں ہوتی اور دادا کے ساتھ وارث ہوتی ہوتی ۲ حصہ کہ میت نے جبکہ والدین اور احد والدین کو  
چھوڑا تو بعد حصہ احد از وہ میں سے کہ باقی کا ثلث یا وکی اور اگر کچھ باپ کا دادا ہو تو مان اسکی بیع مال کا ثلث یا وکی طرفین کے نزدیک ہم حصہ کہ عی  
عیاشی اور بی علات سب قطع ہو جائے میں باپ کے ساتھ بلا اتفاق اور دادا کے ساتھ قطعاً نام کے نزدیک مطلق ہوتی نہ نہ صاحب کے نزدیک ہم حصہ  
کہ اگر دادا کو نہ لیا باپ اس کے فائدہ کے ساتھ سدس کا لیا ہو ابو یوسف کے نزدیک اور دادا کو اگر مطلق حصہ نہیں ہے بلکہ تمام دلا بیٹا لیا دادا کو چھ حصہ  
نملکا باقی اس کے نزدیک ۵ حصہ کہ اگر غلام آزاد دینے لے آزاد کر لیا دادا اور بھائی چھوڑا امام نے کہا کہ دادا و اگر مطلق حصہ میں جو صاحب میں  
نے کہا کہ وہ دونوں میں نہ کرے اور اگر دادا کی بھائی باپ ہو تو تمام میراث ذوقی یا بلا اتفاق اور باقی آٹھ مسئلہ مطلق یعنی بیعت سے حصہ لیا یا بیعت سے حصہ لیا کہ اگر  
کی بھائی زید کو مطلق مثلاً تو زید کا باپ وصیت میں داخل نہ ہو گا دادا و اسکا داخل ہو گا ظاہر الدرایہ میں ۳ حصہ کہ صغیر کا صدقہ قطر الدار باپ پر وصیت  
ہوئے نہ نہ دادا پر حصہ کہ اگر باپ آزاد کیا تو اپنی ولد کی تلا کو اپنی مولا کی بیعت نہیں کیا نہ دادا کے مولا کی بیعت ہم حصہ کہ صغیر مسلمان ہو جائے یا نہ  
باپ اسلام نہ نہ دادا کے اسلام ۵ حصہ کہ اگر زید مر گیا اولاد مختار اور مال چھوڑ کر تو اسکی دلا بیت زید کے باپ کو ہے نہ زید کے دادا کو ۶ حصہ کہ اگر  
مختار کا بھائی اور دادا جو تو ابو یوسف کے نزدیک کچھ کی دلا بیت میں دونوں میں یک میں اور امام کے نزدیک دادا کو دلا بیت مخصوص ہے اور اگر کچھ کی  
دادا کے باپ ہو تو ان کو سیکو دلا بیت مخصوص ہوئی بلا اتفاق حصہ کہ جب صغیر کا باپ ترکا تو ذوق میراث دادا کو نہیں اسکی بیعتی مال نہیں ہوتی ۷ حصہ کہ  
اگر میت مر گیا اور اسکی اولاد مختار ہے اور مال نہیں ہے اور میت کی ایک مان ہے اور دادا تو نقد صغیر کا مان اور دادا پر سے اس طرح کہ تباہی نقد

باب اول فی فرض  
باب دوم فی تعصیب  
باب سوم فی عی  
باب چہم فی عی  
باب پنجم فی عی



















































مشرعین نے اپنی بیان نہایت مختصر و کمرہ نام جیکر اصول میں اختلاف بر دوکت اور ثروت کا تو ابو یوسف نے بیان بھی ان فرم کا استنباح کیا ہے تو فرمایا  
 اصول کا کچھ استنباح نہیں کیا اور محمد نے اعلانیٰ بطریق مختلف پر میراث کو تقسیم کیا چہ اور مواصل کا حصہ اس کی فرم کو بطریق متوالی پر فرائض کی بحدت ذکر میں ابو یوسف  
 کے نزدیک الکن میں بیان کیا ہو کر وہ بیان ناقص کا بیان یا وہ کیا اور ایک تنہا بیانی کی بیانی پر ایک پر یکس قول ہو سکے اور تعدد اختلاف بطریق تفصیل ہو سکے اور  
 کے مضاف اور ذوی الارحام کے اصناف اور امہ کے احکام پر گناہ محض اور شہرہ سر امیر میں ذکر میں حق نقل کی کو سب مشرک و کفر کے زہر کے سے منع و حق میں  
 شہرہ امیر کا مضاف اور امہ کے احکام پر گناہ محض اور شہرہ سر امیر میں ذکر میں حق نقل کی کو سب مشرک و کفر کے زہر کے سے منع و حق میں  
 نہیں بلکہ مرتبہ غیر کا سر امیر کے نام میں ذکر سے کہ ان فی الطحاوی لکن قول میں شہرہ امیر اور امہ کے احکام پر گناہ محض اور شہرہ سر امیر میں ذکر میں حق نقل کی کو سب مشرک و کفر کے زہر کے سے منع و حق میں  
 کان اف مشرک المشرکین لکن قول میں شہرہ امیر اور امہ کے احکام پر گناہ محض اور شہرہ سر امیر میں ذکر میں حق نقل کی کو سب مشرک و کفر کے زہر کے سے منع و حق میں  
 ایسا کہ ذکر میں سر امیر کے مصنف کی طرف میں ہم ذکر ان فی الطحاوی لکن قول میں شہرہ امیر اور امہ کے احکام پر گناہ محض اور شہرہ سر امیر میں ذکر میں حق نقل کی کو سب مشرک و کفر کے زہر کے سے منع و حق میں  
 صحیح ہے کہ وہ آسان تر ہے اور صاحب موطا نے کہا کہ شہرہ امیر اور امہ کے احکام پر گناہ محض اور شہرہ سر امیر میں ذکر میں حق نقل کی کو سب مشرک و کفر کے زہر کے سے منع و حق میں  
 اور غار شہرہ امیر اور امہ کے احکام پر گناہ محض اور شہرہ سر امیر میں ذکر میں حق نقل کی کو سب مشرک و کفر کے زہر کے سے منع و حق میں  
 فاحشہ کہ شہرہ امیر اور امہ کے احکام پر گناہ محض اور شہرہ سر امیر میں ذکر میں حق نقل کی کو سب مشرک و کفر کے زہر کے سے منع و حق میں  
 ذکر ان فی الطحاوی میں کہ محمد قول پر فرمایا و جابا جو ہمیں سوال ہوا اس میں کہ اس میں جہت کے بھائی کی بیٹی اور سگی بہن کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی جو شہرہ امیر اور امہ کے احکام پر گناہ محض اور شہرہ سر امیر میں ذکر میں حق نقل کی کو سب مشرک و کفر کے زہر کے سے منع و حق میں  
 کیونکہ تقسیم ہو گا تو فرمایا و جابا جو ہمیں سوال ہوا اس میں کہ اس میں جہت کے بھائی کی بیٹی اور سگی بہن کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی جو شہرہ امیر اور امہ کے احکام پر گناہ محض اور شہرہ سر امیر میں ذکر میں حق نقل کی کو سب مشرک و کفر کے زہر کے سے منع و حق میں  
 سگی بہن اور سگی بہن کی مانند جو جاوگی یعنی اسو اسلو کا اسکی و فرم میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی تو مال متروکہ میت کے سوا بھائی اور سگی بہن جو ہنزلہ و کھوپڑی  
 کے سوا کئی اصناف نصف تقسیم ہو گا چہ سگی بہن کا نصف اسکی اور امہ کے احکام پر گناہ محض اور شہرہ سر امیر میں ذکر میں حق نقل کی کو سب مشرک و کفر کے زہر کے سے منع و حق میں  
 کہ اگر فرم میں تعدد نہیں ہو تو فرم میں اصول کی دھرت اور ثروت کا اعتبار کرنے میں اور اگر فرم میں تعدد ہو جائے ایک اصل کی و فرم میں ذکر نہ تو اور دوسری  
 اصل کی و فرم میں ثروت ہوتی اور دوسری اصل کی ایک ہی فرم ہو تو بیان اصل کی صفت اور فرم میں جمع کر کے تو اصل کا متعدد قرار دینے فرم کے تعدد کو سبب  
 سے لیکن فرم کا صفت یعنی دھرت اور ثروت کا اصل میں اعتبار نہ کر گیا تو بنا براس قول کے جو کہ مسئلہ مذکور وہین کی بہن کی و فرم میں لہذا سگی بہن کو ہنزلہ و کھوپڑی  
 بہنوں کے قرار دیا اور ستر کہ نصف سگی بھائی کو ملا اور نصف سگی بہن کی پہنچنے سے سگی بہن بھائی کے اسکی اولاد میں تقسیم کی و وہاں بیان مینا لگا اور ایک  
 تنہا بیٹی کہ ان فی الطحاوی نے مطلقاً من الرضعات فصل فی الغریب فی الغریب فصل فی الغریب میں جو فرمایا کہ اس کی اولاد میں تقسیم کی و وہاں بیان مینا لگا اور ایک  
 میں ہم نے جمع جو غریب کی اور حصہ جمع جو غریب کی جیسے مسئلہ میں جو فرمایا کہ اس کی اولاد میں تقسیم کی و وہاں بیان مینا لگا اور ایک  
 اگر سنا ہے ہی و ذکر ایک کہ کہ کوک سنا ہے ہی لگ جو مل گیا اور نہ دو بار یا جہت کر رہی یا مگر کے میں بقول پر فرم اور موت کا تقدم اور تاخر معلوم نہیں تو پرستہ  
 دیا جاوے گا کہ کوک سنا ہے ہی لگ جو مل گیا اور نہ دو بار یا جہت کر رہی یا مگر کے میں بقول پر فرم اور موت کا تقدم اور تاخر معلوم نہیں تو پرستہ  
 لہذا ہوا دینا بہا نہیں مینا ایک فریق دوسری غریب کا وارث نہ ہو گا کہ حیک تقدم اور تاخر مرد و ن کا معلوم ہو جائے اس طرح کہ انھیں کے جہت بہا واقع نہ ہو تو اب چھوٹا  
 مرد و وارث ہو گا پہلے مرد کی کا ہم نے فرمے اور ان کے امثال کی یا چھ صدقین میں پہلی صورت ہے کہ انھیں سے بہت سابق یا بعد معلوم ہو کہ اس کا حکم  
 میرے کہ لا چھ سابق کا وارث ہو گا دوسری صورت ہے کہ بہت سابق یا بعد معلوم تھا پر اس میں شہرہ امیر اور امہ کے احکام پر گناہ محض اور شہرہ سر امیر میں ذکر میں حق نقل کی کو سب مشرک و کفر کے زہر کے سے منع و حق میں  
 میراث موقوف نہ ہو گی تا وقتیکہ ستر اہل جو کہ نصین حاصل ہو یا وارث یا چھ صدقین صورت ہے کہ بہت سابق یا بعد معلوم تھا پر اس میں شہرہ امیر اور امہ کے احکام پر گناہ محض اور شہرہ سر امیر میں ذکر میں حق نقل کی کو سب مشرک و کفر کے زہر کے سے منع و حق میں  
 بالانصاف معلوم ہو چکی صورت ہے کہ سبکی موت سابق ہو یا چھ صدقین صورت ہے کہ بہت سابق یا بعد معلوم تھا پر اس میں شہرہ امیر اور امہ کے احکام پر گناہ محض اور شہرہ سر امیر میں ذکر میں حق نقل کی کو سب مشرک و کفر کے زہر کے سے منع و حق میں  
 وارث نہ ہو گا کہ ان فی الطحاوی نے مطلقاً من الرضعات فصل فی الغریب فی الغریب فصل فی الغریب میں جو فرمایا کہ اس کی اولاد میں تقسیم کی و وہاں بیان مینا لگا اور ایک





































[illegible]





قطعه تلمیح اردو و نظم نریشا علی جوہر و خروغن مولوی خواجہ میاں احمد خاں صاحب مکتبہ خلیفہ حسن

چپا مکتبہ کاوش	برصغیر طبع بین الحسن طبع	کہ مثل اس عالم میں دیکھا نہیں	دو تہر کا گویا ہوا مکتبہ
پہنڈ آلی ہر اک کو جب وہ کتاب	قطعه تاریخ فارسی طبع فرستیدیم علی مکتبہ خواجہ یلوی		نہ وقت شہ پر غریب دلی کہا
چو کتبک کیم آمد این دور کو کون	کہ شمشاد نمیدہ گنبدیدہ غن	یکایک سرور ہوئے سال طبع	گفتا کتاب پسندیدہ و حسین

ایضا در فارسی

چو طبع این کتاب در مختار	رسید از دست کبابان یا آخر	پہ تاریخ سانش گفت خوانان	شہ و پیش مطبوعہ دچہ
--------------------------	---------------------------	--------------------------	---------------------

ایضا در فارسی

شہ و مطبوعہ عالم در مختار	بہر جانب ز طبعش رات شہرت	اگر کسی زمین از دیوایان	کہویم سال او از شہرت
---------------------------	--------------------------	-------------------------	----------------------

ایضا در اردو

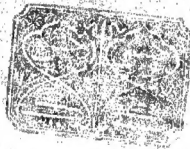
جنگل دہوی صاحب کرم	سلامت انکور کے رب اکبر	آہن نے طبع فرامی تصحیح	کتاب در مختار ای برادر
نہایت مستند اسکی مسائل	ہلی جس سے ہمیں راویاں	کہد خوانان سو خوانان کی تاریخ	لو چاہی یہ کتاب فقہ مجتہد
		قطعه تاریخ از شیرین مکتبہ شہو لال کاتب نسخہ ہذا	
نزار شکر کہ شد طبع این کتاب عجیب	کہان بیت درخت امان افزود	ز جوش طبع بی سال گفتیم این صرام	ہزار دو صد و ششاد و شہرت ہوئی

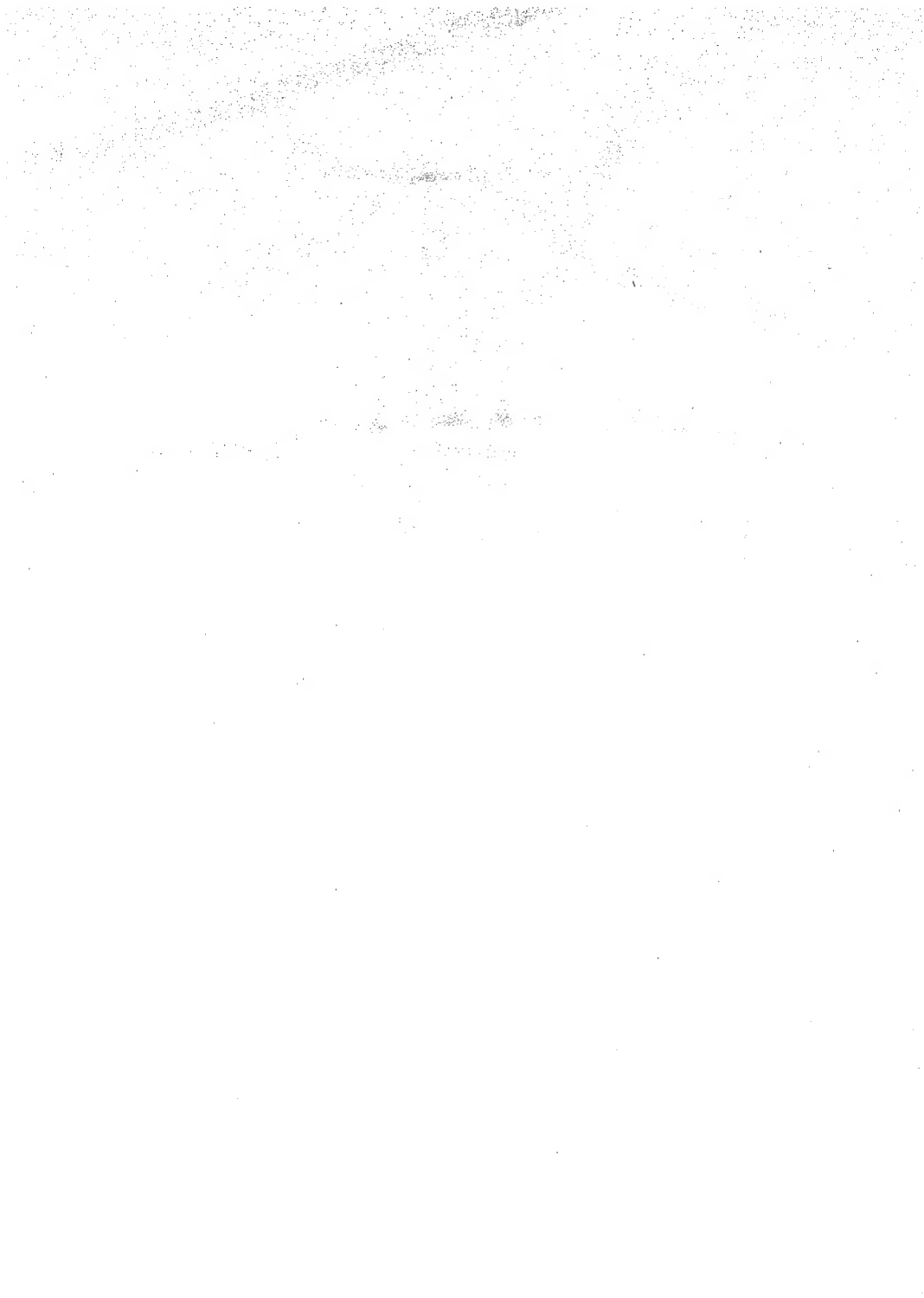
ایضا در اردو

چپ گیا جب یہ نسخہ ہمار	فکر تاریخ تب ہوی پیدا	سر دین سو صد پانچ سال طبع	دُر نایاب سے شہرت کا
------------------------	-----------------------	---------------------------	----------------------

# استاد

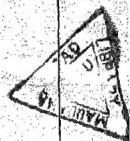
کتابخانه عمومی و دولتی و قریباً صاحب و دیار است میری و میری کے گھر میں  
میں نے اس کتاب کو دیکھا ہے اور اس کی کاپی لے لی ہے  
اس کتاب کے نام پر اس کے لئے ایک کتب خانہ بنائی گئی ہے  
اس کتاب کے نام پر اس کے لئے ایک کتب خانہ بنائی گئی ہے





۲۲۲ ۸۹۲۳۴  
۲۳۲ ۱۲۵

This book was taken from the Library  
on the date last stamped. A fine of  
1anna will be charged for each day  
the book is kept over time.



۲۲۹  
URDU ۹۲۱



